رسائلِ تصوف : شاہ ولی اللہ محدث دہلوی : جلد اوّل

رسائل شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

[illegible]

يُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ

تصوف فاؤنڈیشن

۱۴۱۹ھ

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ
وَیُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ ۚ (القرآن ۶۲:۲)

تزکیۂ نفس اور کتاب و حکمت کی تعلیم

بعثتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مقاصد عظیم تھے۔
ان ہی مقاصد کے لیے "تصوّف فاؤنڈیشن" وقف ہے۔

یُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ

تصوّف فاؤنڈیشن
۱۴۱۹ھ

ابونجیب حاجی محمّد ارشد قریشی (بانی)

تصوّف فاؤنڈیشن کی تمام کتابیں صُوری و معنوی محاسن کا شاہکار ہیں



رسائلِ تصوّف : شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی : جلد اوّل

رسائل شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہی دستور العمل، تزکیۂ نفس، قربِ الٰہی کے حصول، سلاسل اولیاء،
مشائخ صوفیاء کے اشغال و معمولات اور بیماریوں کے روحانی علاج پر مستند کتاب



تصوف فاؤنڈیشن کی زیادہ سے زیادہ کتابیں خریدیئے یہ صدقہ جاریہ ہے
اِن کتابوں کی تمام آمدن صرف اشاعت کُتبِ تصوّف پر صرف ہوتی ہے

رسائل شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

جلد اوّل

○ القول الجمیل فی بیان سواء السبیل
○ الانتباہ فی سلاسلِ اولیاء اللہ
○ الدرُّ الثمین فی مبشّرات النّبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

تصانیف عالیہ

حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
۱۱۱۴ھ ——— ۱۱۷۴ھ

تحقیق و ترجمہ

سیّد محمّد فاروق القادری

مرتب و ناشر

ارشد قریشی، بانی تصوف فاؤنڈیشن

○

تصوّف فاؤنڈیشن

لائبریری ○ تحقیق و تصنیف و تالیف و ترجمہ ○ مطبوعات

۲۴۹ - این سمن آباد - لاہور - پاکستان - فون ۷۵۹۹۵۴۳

واحد تقسیم کار: المعارف - گنج بخش روڈ - لاہور

یکے از مطبوعات تصوّف فاؤنڈیشن

شعبۂ شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

کلاسیک کُتب تصوّف ○ سلسلۂ اُردُو تراجم

ناشر	:	ابونجیب حاجی محمدؐ ارشد قریشی بانی تصوف فاؤنڈیشن۔ لاہور
طابع	:	زاہد بشیر پرنٹرز - لاہور
سال اشاعت	:	۱۴۲۰ ھ — ۱۹۹۹ ء
قیمت	:	۱۵۰ روپے
تعداد	:	ایک ہزار
واحد تقسیم کار	:	المعارف۔ گنج بخش روڈ۔ لاہور۔ پاکستان

۵ - ۰۳۱ - ۵۰۶ - ۹۶۹ - آئی ایس بی این



تصوّف فاؤنڈیشن ابونجیب حاجی محمدؐ ارشد قریشی اور ان کی اہلیہ نے اپنے مرحوم والدین اور لختِ جگر کو ایصالِ ثواب کے لیے بطور صدقہ جاریہ اور یادگار ۱۰ محرم الحرام ۱۴۱۹ ھ کو قائم کیا جو کتاب و سُنّت اور سلف صالحین و بزرگانِ دین کی تعلیمات کے مُطابق تبلیغِ دین اور تحقیق و اشاعت کُتب تصوّف کے لیے وقف ہے۔



ولی اللہی سلسلۂ تصوف کا احیاء

شعبہ شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا قیام



شیخ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۱۱۴ھ - ۱۱۷۶ھ) کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں ہے آپ عالم اسلام کے ایک ایسے عظیم مفسر' محدث' فقیہ اور صوفی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے شہرت عام اور بقائے دوام کی خلعت سے نوازا ہے' بلاشبہ متاخرین میں آپ کی ہمہ جہت شخصیت ہی اپنی عبقریت' جامعیت اور مرجعیت کی بدولت مسلمانوں کے تمام دینی مکاتب فکر اور روحانی سلاسل کا مرکز و محور اور اتحاد بین المسلمین کی عالمگیر علامت بن سکتی ہے۔ اسی حقیقت کے پیش نظر تصوف فاؤنڈیشن نے ولی اللہی سلسلۂ تصوف کے احیاء کی روحانی اور علمی تحریک کا آغاز کیا ہے۔

تزکیہ نفس اور کتاب و حکمت کی تعلیم بعثت رسول اللہ ﷺ کے مقاصد عظیمہ تھے۔ ان ہی مقاصد کے لیے تصوف فاؤنڈیشن وقف ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتب تصوف تزکیہ نفس کا نسخۂ کیمیاء اور کتاب و حکمت کا شاہکار ہیں' ان کتابوں کی تحقیق و اشاعت کے لیے تصوف فاؤنڈیشن میں شعبہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ قائم کیا گیا ہے جو پہلے مرحلے میں ان کتابوں کے مستند اردو تراجم زیور طبع سے آراستہ

کر کے پیش کر رہا ہے اور دوسرے مرحلے میں ان کے انگریزی تراجم اور عربی و فارسی متون کی اشاعت ہوگی۔

ایک سال کے دوران تصوف فاؤنڈیشن، ممتاز محقق، عالم دین اور شیخ طریقت سید محمد فاروق القادری کے تعاون سے حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی پانچ کتابوں کے خوب صورت اردو تراجم پیش کر چکا ہے باقی کتابوں کے اردو تراجم بھی جلد شائع ہو رہے ہیں۔ یہ محض حسن اتفاق نہیں روحانی ارتباط ہے کہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے سیاسی افکار کے علمبردار مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت حافظ محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ بانی خانقاہ بھرچونڈی شریف (سندھ) کے دست مبارک پر مسلمان ہوئے اور شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی اقدار کے ترجمان پیر سید محمد فاروق القادری کا تعلق بھی خانقاہ بھرچونڈی شریف سے ہے۔

تصوف فاؤنڈیشن رسائل شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ (جلد اول) پیش کر رہا ہے پہلی کتاب کا عنوان القول الجمیل فی بیان سواء السبیل یعنی صراط مستقیم کے بیان میں قول جمیل ہی اس حقیقت کا آئینہ دار ہے کہ تصوف و سلوک کا راستہ ہی صراط مستقیم ہے۔ **صراط الذین انعمت علیھم**، ان کا راستہ جن پر انعام ہوا، اس راستہ پر گامزن ہوں اور انعام یافتہ ہو جائیں۔ تصوف فاؤنڈیشن کی کتابوں کا مطالعہ کیجئے اس سے انشاء اللہ یہ راستہ آسان ہو جائے گا۔ وباللہ التوفیق۔

ابو نجیب حاجی محمد ارشد قریشی
بانی تصوف فاؤنڈیشن لاہور
یکم رجب المرجب ۱۴۲۰ھ





ولی اللہی سلسلہ تصوف

جو تمام سلاسل پر محیط ہے



ظاہری طور پر اس فقیر (شاہ ولی اللہ) کو بیعت' صحبت' خرقہ' اجازت اور تلقین اشغال میں روئے زمین پر موجود تمام سلاسل طریقت یا ان میں سے اکثر کے ساتھ ارتباط اور نسبت حاصل ہے۔

رسالہ الانتباہ فی سلاسل اولیاء میں ان سلاسل سے مشہور سلسلوں کی سند قلم بند کی ہے۔ اجمالی طور پر یہ سمجھ لینا چاہیے۔ سلسلہ قادریہ عرب اور ہندوستان کا مشہور ترین سلسلہ ہے۔ سلسلہ نقشبندیہ ہندوستان اور ماوراء النہر میں زیادہ ہے حرمین میں بھی پھیل گیا ہے۔ سلسلہ چشتیہ ہندوستان میں بہت مشہور ہے' اسی طرح سلسلہ سہروردیہ خراسان' کشمیر اور سندھ میں' سلسلہ کبرویہ توران و کشمیر' سلسلہ شطاریہ ہندوستان اور سلسلہ شاذلیہ' مغرب' مصر اور اس کے نواحی علاقہ جات مدینہ منورہ بالخصوص مغرب میں زیادہ رائج ہیں سلسلہ عید روسیہ زیادہ تر حضر موت میں چلا ہے۔

میری باطنی تربیت اور آراستگی کا سلسلہ آنحضرت ﷺ تک فیض سے آراستہ' متصل اور یقین کی حد تک صحیح اور درست سلسلہ ہے اور اس سلسلے کے ہر

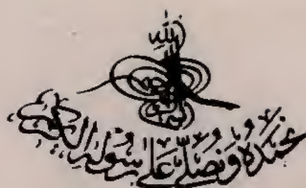
بزرگ نے اپنے شیخ کی صحبت حاصل کی اور اس کے آداب و فیوض سے بہرہ ور ہوئے۔

اسی طرح میرے والد گرامی نے باطنی طور پر آنحضور ﷺ سے آداب طریقت سیکھے اور وہ اس طرح کہ انہوں نے خواب میں آنحضور ﷺ کی زیارت کی اور آپ سے بیعت ہوئے' آنحضور ﷺ نے انہیں ذکر نفی و اثبات کی تلقین فرمائی۔ میرے والد گرامی نے حضرت زکریاؑ سے بھی طریقت کی تعلیم حاصل کی۔ انہوں نے والد گرامی کو اسم ذات کی تعلیم دی میرے والد گرامی نے ائمہ طریقت کی ارواح سے بھی فیض حاصل کیا' حضرت شیخ ابو محمد عبدالقادر الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ' خواجہ بہاء الدین محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ معین الدین حسن چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو انہوں نے خواب میں دیکھا' ان سے اجازتیں حاصل کیں اور ان کے دل پر ان بزرگوں کی اپنی اپنی نسبتوں کا جو فیضان ہوا انہوں نے اسے اچھی طرح معلوم کیا اور جانا' والد گرامی یہ واقعہ ہمیں سنایا کرتے تھے۔

والد گرامی نے آخر عمر میں تلقین' بیعت' صحبت' اور توجہ کی اجازت عطا فرمائی اور فرمایا یدہ کیدی یعنی اس (شاہ ولی اللہ) کا ہاتھ میرے ہاتھ جیسا ہے اس پر اللہ کا شکر ہے۔

(رسائل شاہ ولی اللہ جلد اول)





ترتیب





خود نوشت سوانح حیات شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

تلخیص : الجزء اللطیف فی ترجمۃ العبد الضعیف
تصنیف : حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ



یہ فقیر (شاہ ولی اللہ) بتاریخ ۱۴ شوال ۱۱۱۴ھ چہار شنبہ کے دن طلوع آفتاب کے وقت پیدا ہوا تاریخی نام عظیم الدین نکالا گیا۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک بشارت کی بنا پر قطب الدین نام بھی رکھا گیا۔ ولادت سے پہلے خود والدین ماجدین اور چند اور صلحاء نے میرے بارہ میں بہت سے بشارتی خواب دیکھے جن کو بعض دوستوں نے مستقل رسالہ "القول الجلی" میں بھی جمع کر دیا ہے۔ عمر کے پانچویں سال مکتب میں بٹھا دیا گیا۔ ساتویں سال والد ماجد نے نماز روزہ شروع کرایا اور اسی سال "رسم سنت" عمل میں آئی۔ اور جیسا کہ یاد رہ گیا اسی ساتویں سال میں قرآن پاک ختم ہوا اور فارسی تعلیم شروع ہوئی' یہاں تک کہ دسویں سال شرح ملا جامی پڑھ لی اور مطالعہ کتب کی استعداد پیدا ہو گئی۔ چودھویں برس میں شادی کی صورت پیدا ہو گئی اور والد ماجد نے اس معاملہ میں انتہائی عجلت سے کام لیا اور جب سسرال والوں نے والد ماجد کے تقاضوں کے جواب میں سامان شادی تیار نہ ہونے کا عذر کیا تو آپ نے ان کو لکھ بھیجا کہ میری یہ جلد بازی بے وجہ نہیں ہے بلکہ اس میں کوئی راز ہے لہٰذا یہ مبارک کام بلا تاخیر ہی ہو جانا چاہیے۔ چنانچہ والد بزرگوار کے

اصرار سے اسی سال یعنی عمر کے چودھویں ہی برس میں شادی ہوگئی اور وہ راز بعد میں اس طرح ظاہر ہوا کہ نکاح سے تھوڑے ہی دن بعد میری خوش دامن کا انتقال ہوگیا اس سے چند ہی روز بعد میری اہلیہ کے نانا نے وفات پائی' پھر چند ہی دنوں میں عم بزرگوار شیخ ابوالرضاء محمد قدس سرہ کے صاحبزادے شیخ فخر عالم نے رحلت فرمائی اور یہ صدمہ ابھی تازہ ہی تھا کہ میرے بڑے بھائی شیخ صلاح الدین کی والدہ ماجدہ نے (گویا آپ کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم کی پہلی بیوی نے) داغ مفارقت دیا ان صدمات کے ساتھ ہی والد ماجد پر ضعف اور مختلف قسم کے امراض کا غلبہ ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے آپ کی وفات کا سانحہ عظیم بھی پیش آگیا۔ ان حوادثات کے پیہم گزر جانے پر معلوم ہوا کہ شادی کے متعلق والد ماجد کی عجلت فرمائی میں کیا راز تھا۔ درحقیقت اگر اس وقت یہ کام اس طرح عجلت سے انجام نہ پاتا تو ان حوادث کی وجہ سے پھر مدتوں بھی اس کا موقع نہ آسکتا تھا۔

شادی سے ایک سال بعد پندرہ سال کی عمر میں والد ماجد کے ہاتھ پر میں نے بیعت کی اور مشائخ صوفیہ بالخصوص حضرات نقشبندیہ کے اشغال میں لگ گیا۔ اور توجہ و تلقین اور آداب طریقت کی تعلیم و خرقہ پوشی کی جہت سے میں نے اپنی نسبت کو درست کیا۔ اسی سال بیضاوی کا ایک حصہ پڑھ کر گویا مروجہ نصاب تعلیم سے فراغت حاصل کی والد ماجد نے اس تقریب میں بڑے پیمانہ پر خاص و عام کی دعوت کی اور مجھے درس کی اجازت دی جن علوم و فنون کا درس اس ملک میں مروج ہے ان میں ذیل کی کتابیں میں نے سبقاً سبقاً پڑھیں۔ حدیث میں پوری مشکوۃ شریف سوائے کتاب البیوع سے کتاب الآداب تک کے تھوڑے سے حصہ کے' اور صحیح بخاری کتاب الطہارۃ تک اور شمائل ترمذی کامل۔ اور تفسیر میں تفسیر بیضاوی اور تفسیر مدارک کا ایک حصہ اور حق تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک بہت بڑی نعمت مجھ پر یہ ہوئی کہ کامل غور و فکر اور مختلف تفاسیر کے مطالعہ کے ساتھ ساتھ والد ماجد کے درس قرآن میں مجھے حاضری کی توفیق ملی اور اس طرح کئی بار میں نے حضرت سے

متن قرآن پڑھا اور یہی میرے حق میں "فتح عظیم" کا باعث ہوا- والحمد للہ علی ذالک-

اور علم فقہ میں شرح وقایہ اور ہدایہ پوری پڑھیں اور اصول فقہ میں حسامی اور توضیح تلویح کا کافی حصہ اور منطق میں شرح شمسیہ پوری اور شرح مطالعہ کا کچھ حصہ اور کلام میں شرح عقائد مع حاشیہ خیالی اور شرح مواقف کا بھی ایک حصہ اور سلوک و تصوف میں عوارف اور رسائل نقشبندیہ وغیرہ اور علم الحقائق میں شرح رباعیات مولانا جامی' لوائح' مقدمہ شرح لمعات اور مقدمہ نقد النصوص' اور فن خواص اسماء و آیات میں والد ماجد کا خاص مجموعہ اور طب میں موجز' اور فلسفہ میں شرح ہدایۃ الحکمۃ وغیرہ اور نحو میں کافیہ اور اس کی شرح از ملا جامی اور علم معانی میں مطول اور مختصر المعانی اس قدر جتنے پہ ملا زادہ کا حاشیہ ہے اور ہیئت و حساب میں بھی بعض رسالے پڑھے- اور الحمد للہ کہ اسی تحصیل کے زمانہ میں ہر فن سے خاص مناسبت پیدا ہو گئی اور اس کے خاص مسائل اور اہم مباحث میرے ذہن کی گرفت میں آ گئے-

میری عمر کے سترھویں سال والد ماجد مریض ہوئے اور اسی مرض میں واصل برحمت حق ہو گئے- اور اس مرض وفات ہی میں مجھے بیعت و ارشاد کی اجازت مرحمت فرمائی اور اس اجازت میں کلمہ مبارکہ "یدہ کیدی" (اس کا ہاتھ گویا میرا ہی ہاتھ ہے) مکرر ارشاد فرمایا-

خدا تعالیٰ کا ایک بڑا احسان یہ ہے کہ حضرت والد ماجد جب تک رہے اس فقیر سے بے حد راضی رہے اور اسی رضا مندی کی حالت میں اس دنیا سے تشریف لے گئے- حضرت والد کی جیسی توجہ میرے حال پر رہی ایسی ہر باپ کو اپنے بیٹوں کے ساتھ نہیں ہوتی' میں نے کوئی باپ کوئی استاد اور کوئی مرشد ایسا نہیں دیکھا جو اپنی اولاد یا اپنے کسی شاگرد یا مرید کی طرف اس قدر توجہ اور شفقت رکھتا ہو جو حضرت والد ماجد کو میرے ساتھ تھی- اللھم اغفرلی ولوالدی و ارحمھما کما

ربیانی صغیرا و جازھما بکل شفقه و رحمة و نعمة منهما علی مائة الف اضعافا فھا انک قریب مجیب۔

پھر حضرت کی وفات کے بعد بارہ سال تک کتب دینیہ اور معقولات کے درس میں اشتغال رہا اور ہر علم و فن میں غور کرنے کا موقع ملا۔ اور مذاہب اربعہ کی فقہ اور ان کی اصول فقہ کی کتابوں اور ان احادیث کے غائر مطالعہ کے بعد جن سے وہ حضرات اپنے مسائل میں استناد فرماتے ہیں نور غیبی کی مدد سے فقہاء محدثین کا طریقہ دل نشین ہوا۔ غرض والد ماجد کی وفات سے ۱۲ برس اس طرح گزرنے کے بعد حرمین شریفین کی زیارت کا شوق پیدا ہوا اور آخر ۱۱۴۳ھ میں یہ فقیر حج سے مشرف ہوا۔ اور ۱۱۴۴ھ میں مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کی مجاورت اور شیخ ابو طاہر مدنی قدس سرہ و دیگر مشائخ حرمین شریفین سے اخذ روایت حدیث کی سعادت حاصل ہوئی مدینہ منورہ کے دوران قیام میں روضہ مقدسہ سرور دو عالم ﷺ میری توجہ کا خاص مرکز رہا اور الحمد للہ کہ مجھ فقیر پر اس قدسی دربار سے فیوض و برکات کی بے پایاں بارش ہوئی۔ نیز اس سفر مبارک میں حرمین شریفین اور عالم اسلامی کے بہت سے علمائے کرام کے ساتھ خوب علمی صحبتوں کا موقع ملا۔ حضرت شیخ ابو طاہر مدنی قدس سرہ کی طرف سے تمام طرق صوفیہ کا جامع خرقہ بھی اسی بابرکت سفر میں عنایت ہوا۔ پھر ۱۱۴۴ھ کے آخر میں حج سے مکرر مشرف ہو کر اوائل ۱۱۴۵ھ میں وطن کی طرف واپسی ہوئی اور بتاریخ ۱۴ رجب ۱۱۴۵ھ ٹھیک جمعہ کے دن .بفضلہ تعالیٰ صحیح و سلامت وطن مالوف دہلی پہنچ گیا۔ وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ بعض خاص الخاص انعامات آلہیہ کا بھی تذکرہ کرتا ہوں۔

حق تعالیٰ کا عظیم ترین انعام اس ضعیف بندہ پر یہ ہے کہ اس کو "خلعت فاتحیہ" بخشا گیا ہے اور اس آخری دور کا افتتاح اس سے کرایا گیا ہے اس سلسلہ میں جو کام مجھ سے لیے گئے ہیں وہ یہ ہیں کہ فقہ میں جو "مرضی" ہے اس کو جمع کیا گیا ہے اور فقہ حدیث کی از سر نو بنیاد رکھ کر اس فن کی پوری عمارت تیار کی گئی اور

آنحضرت ﷺ کے تمام احکام و ترغیبات بلکہ تمامی تعلیمات کے اسرار و مصالح کو اس طرح منضبط کیا گیا کہ اس فقیر سے پہلے کسی نے یہ کام اس طرح نہیں کیا تھا۔ نیز سلوک کا وہ طریق جس میں حق تعالیٰ کی "مرضی" ہے اور جو اس دور میں کامیاب ہوسکتا ہے مجھے اس کا الہام فرمایا گیا اور میں نے اس طریق کو اپنے دو رسالوں "لمعات" اور "الطاف القدس" میں قلم بند کر دیا ہے۔

ایک کام مجھ سے یہ لیا گیا کہ متقدمین اہل سنت کے عقائد کو میں نے دلائل و براہین سے ثابت کیا اور "معقولین" کے شکوک و شبہات کے خس و خاشاک سے ان کو قطعی پاک کر دیا اور ان کی تحقیق بحمد اللہ ایسی کی ہے جس کے بعد کسی بحث کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔ علاوہ ازیں کمالات اربعہ ابداع، خلق، تدبیر اور تدلی کی حقیقت اور نفوس انسانیہ کی استعدادات کا علم مجھے عطا فرمایا گیا اور یہ دونوں ایسے علم ہیں کہ اس فقیر سے پہلے کسی نے ان کے کوچہ میں قدم بھی نہیں رکھا۔ اور حکمت عملی (کہ اس دور کی صلاح و فلاح اسی سے وابستہ بلکہ اسی میں منحصر ہے) مجھے بھرپور دی گئی اور کتاب و سنت و آثار صحابہ سے اس کی تطبیق و تفصیل کی توفیق بھی نصیب ہوئی۔ اس سب کے سوا مجھے وہ ملکہ عطا فرمایا گیا جس کے ذریعہ سے میں یہ تمیز کرسکتا ہوں کہ دین کی اصل جو فی الحقیقت آنحضرت ﷺ کی لائی ہوئی ہے وہ کیا ہے اور وہ کون کون سی باتیں ہیں جو بعد میں اس میں ٹھونسی گئی ہیں۔ یا تحریف کا نتیجہ ہیں۔"

اپنے یہ حالات اور حق تعالیٰ کے یہ انعامات بیان فرمانے کے بعد حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی اس تحریر کو ان الفاظ پر ختم فرماتے ہیں۔

"اگر میرے ہر بال کی جگہ زبان ہو، جو ہر وقت مصروف حمد الٰہی رہے تو بھی حق تعالیٰ کی حمد کا جو حق مجھ پر ہے، وہ ادا نہیں ہوسکتا۔ والحمد للہ رب العالمین۔"

○



پیش لفظ

سرگزشت عہد گل را از نظیری بشنوید
عندلیب آشفتہ تر مے گوید ایں افسانہ را

جامع علوم ظاہر و باطن سرخیل صوفیائے متاخرین حکیم الامت شیخ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۱۱۴ھ - ۱۱۷۶ھ) کی ذات گرامی ایک طرف اپنی ہمہ جہت شخصیت' علمی قدو قامت' راست فکری اور عبقری دل و دماغ کے اعتبار سے عالم اسلام کی گنی چنی شخصیات میں شمار ہوتی ہے' تو دوسری طرف صوفیا کی جماعت میں بھی آپ اپنے بلند درجہ مدارج' پائیدار اور مستحکم نسبت' صوفیا کے خرقہ جامعہ کے حصول اور مشائخ صوفیا کے معتقدات و معمولات پر مکمل پابندی کی بنا پر انتہائی بلند مقام کے حامل ہیں۔

دنیائے اسلام کے تمام مسلمان آپ کو اسلام کا انتہائی قابل اعتماد اور ثقہ ترجمان' اسلامی فکر و فلسفہ کا بلند پایہ شارح' عالی مرتبت روحانی بزرگ' اور اپنا مقتدا سمجھتے ہیں۔ آپ ایک ایسے خاندان کے فرد فرید ہیں جس میں علمی اور روحانی وراثت

و روایت، صدیوں سے پوری آب و تاب کے ساتھ قائم رہی ہے آپ کا بیان ہے کہ ہمارے خاندان کا ہر رخصت ہونے والا بزرگ نئے آنے والے کی بشارت دیتا آیا ہے۔(۱)

حج و زیارت کے موقع پر آپ نے روضہ مقدسہ نبویہ علی صاحبہا الصلوۃ والتسلیمات سے بے شمار فیوض حاصل کیے چنانچہ فرماتے ہیں۔

در آں میاں بر روضہ منورہ حضرت سید البشر علیہ افضل الصلوۃ و اتم التحیات متوجہ شدہ و فیضہا یافت (۲) اس دوران بارہا آپ نے بچشم سر آنحضور ﷺ کی زیارت کی۔ ملاحظہ ہو۔

"ہر وقت کہ متوجہ شوم بمرقد مقدس آنحضرت ﷺ میدیدم آں ذات مظہر اسرار و آیات را ظاہر و بارز (۳)

میں جس وقت بھی آپ کے مرقد مقدس کی طرف متوجہ ہوتا تھا تو آپ کی ذات مظہر آیات کو ظاہر و باہر دیکھتا تھا۔

آپ کو خلعت فاتحہ اور کمالات اربعہ یعنی ابداع، خلق، تدبیر اور تدلی کا خصوصی علم عطا کیا گیا۔ اسی طرح انسانی نفوس کی استعداد اور ان کے کمال اور انجام جاننے کا ملکہ عطا کیا گیا جو اس سے پہلے بقول آپ کے کسی کو عطا نہیں ہوا تھا۔ (۴)

سات برس کی عمر میں آپ نے قرآن مجید ختم کر لیا اور دس سال کی عمر میں شرح ملا جامی تک کتابیں پڑھ کر کتابوں کے مطالعے کی استعداد پیدا کر لی۔ چودہ برس کی عمر میں آپ کی شادی کر دی گئی، بقول شاہ ولی اللہ آپ کے والد نے آپ کی شادی میں جلدی اس لیے کی کہ انہیں بذریعہ کشف آئندہ رونما ہونے والے واقعات اور خاندانی اموات کا علم ہو گیا تھا۔ پندرہ برس کی عمر میں آپ نے اپنے والد کے ہاتھ پر بیعت کی اور مشائخ صوفیاء بالخصوص سلسلہ نقشبندیہ کے اشغال و اوراد میں مصروف ہو گئے اور توجہ و تلقین آداب طریقت اور خرقہ صوفیا حاصل کر کے آپ نے اپنی نسبت کی تکمیل کی۔ اسی سال آپ نے تحصیل علم سے فراغت پائی، چنانچہ آپ کے والد گرامی شاہ عبدالرحیم نے ایک بڑی دعوت کا اہتمام کر کے عوام و خواص کو مدعو کیا اور شاہ ولی اللہ کو مسند درس پر بٹھایا۔

ابھی آپ سترہ برس کے تھے کہ آپ کے والد گرامی شاہ عبدالرحیم بیمار پڑ گئے اسی مرض کے دوران شاہ عبدالرحیم نے آپ کو بیعت و ارشاد کی اجازت اور باقاعدہ خلافت عطا فرمائی اور فرمایا یدہ کیدی اس کا ہاتھ میرے ہاتھ جیسا ہے چنانچہ اسی سال یعنی ۱۱۳۱ھ میں شاہ عبدالرحیم کا انتقال ہو گیا۔

شاہ ولی اللہ نے اپنے والد اور چچا شیخ ابوالرضا جنہیں وہ امام معرفت و شہود پیشوائے اہل یقیں کا نام دیتے ہیں کے کشف و کرامات' روحانی مدارج' عملی تجربات اور دنیوی حکمت کے جو واقعات بیان کیے ہیں وہ روح پرور ہیں عجیب بات یہ ہے کہ شاہ صاحب آخر عمر تک اپنے والد اور چچا کے شدید معتقد' ان کے روحانی مقامات اور واردات کے شاہد اور ان کی عظمت و بزرگی کی انفرادیت کے شدت سے قائل رہے ہیں۔

صاحب نزہتہ الخواطر شاہ عبدالرحیم کے بارے میں لکھتے ہیں۔

وقد وقع الاتفاق علی کمال فضلہ بین اہل العلم والمعرفتہ وانتھی الیہ الورع والتواضع الاشتغال بخاصتہ النفس(۵)

اس پر اتفاق ہے کہ شاہ عبد الرحیم اہل علم اور اہل معرفت میں کمال فضیلت کے مالک تھے تقویٰ انکساری اور تہذیب نفس تو آپ پر ختم تھی

مولانا عبید اللہ سندھی لکھتے ہیں:

شاہ ولی اللہ کی فکری تربیت اور ان کی عملی اساس میں ہم ان کے والد شاہ عبدالرحیم صاحب کو اصل مانتے ہیں شاہ عبدالرحیم نے خود اپنے نامور صاجزادے کو تعلیم دی تھی--- پھر آپ نے وحدۃ الوجود کے مسئلے کو صحیح طریقے سے حل کیا اور اپنے صاجزادے کے ذہن نشین کیا--- الغرض تین چیزیں قرآن کے متن کو اصل جاننا' وحدت الوجود کا صحیح حل' اور اسلام میں حکمت عملی کی غیر معمولی اہمیت شاہ ولی اللہ کے علوم میں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں اور یہ تینوں کی تینوں شاہ عبدالرحیم کی تربیت کا نتیجہ ہیں۔"(٦)

شاہ ولی اللہ علوم و معارف کی جن بلندیوں پر پہنچے اور اللہ تعالیٰ نے آپ

کو علماء و صوفیاء کے ہاں جو مرجعیت' مقبولیت اور مسند نشینی عطا کی وہ تاریخ اسلام میں بہت کم لوگوں کو نصیب ہوئی ہے مولانا شبلی نعمانی نے بجا طور پر کہا ہے۔

"ابن تیمیہ اور ابن رشد کے بعد بلکہ خود انہی کے زمانے میں جو عقلی تنزل شروع ہوا تھا اس کے لحاظ سے یہ امید نہیں رہی تھی کہ پھر کوئی صاحب دل و دماغ پیدا ہو گا لیکن قدرت کو اپنی نیرنگیوں کا تماشا دکھلانا تھا کہ اخیر زمانہ میں جبکہ اسلام کا نفس باز پسیں تھا شاہ ولی اللہ جیسا شخص پیدا ہوا جس کی نکتہ سنجیوں کے آگے غزالی' رازی اور ابن رشد کے کارنامے بھی ماند پڑ گئے۔" (۷)

انتہائی افسوس اور کرب کے ساتھ یہ بات کہنا پڑتی ہے کہ خاص طور پر گزشتہ پچاس سال سے شاہ ولی اللہ کو بعض ایسی نو زائیدہ تحریکوں کا ترجمان بنانے کی کوششیں منظم طریقے سے جاری ہیں جو بظاہر اصلاح کے نام پر اٹھیں مگر امت مسلمہ کے فطری اور قومی دھارے سے کٹ کر علیحدگی پسندانہ تحریکیں بن کر رہ گئی ہیں۔ کاش شاہ ولی اللہ ایسے دیدہ ور عالم اور سلف صالحین کے مشرب کے امین' صوفیاء صافیہ کے مسلک کے قائل اور عامل بزرگ کو مرجعیت کے اس مقام پر رہنے دیا جاتا جہاں سارے لوگ اپنے اختلافات میں ان کے قول و عمل کو فیصلہ کن اور حرف آخر سمجھتے' آگے چلنے سے پہلے مولانا عبیداللہ سندھی کا یہ تجزیہ ذہن میں رکھ لیا جائے۔

"مولانا سندھی کہا کرتے تھے کہ گزشتہ صدیوں میں عوامی اور قومی تحریکیں اکثر و بیشتر مذہبی اٹھان اور بیداری کا نتیجہ تھیں لیکن جیسے جیسے وہ آگے بڑھیں ان کا دائرہ وسیع ہوتا گیا اور وہ عملاً عوامی اور قومی بن گئیں لیکن تحریک ولی اللہی میں اس تاریخی انحراف کے بعد جو موڑ آیا تو وہ جیسے جیسے آگے بڑھتی گئی بجائے اس کے کہ وہ مسلمان عوام کی ایک

قومی تحریک بنی وہ ایک علیحدگی پسند فرقہ پرستانہ تحریک بنتی گئی سید احمد سے منسوب اسی تحریک کا یہ حشر تو ہوا ہی' اس کا رد عمل اس تحریک کے دوسرے حصے تحریک دیوبند پر بھی ہوا اس کا نتیجہ ہے کہ آج بھی برصغیر کے مسلمان عوام کی غالب اکثریت بریلوی ہے جو اوپر کی دونوں تحریکوں کو کفر سے کم نہیں سمجھتی' اسی نوع کی احیا پسندانہ مذہبی تحریکیں اگر قومی اور عوامی خطوط پر نہ چلیں تو لازماً وہ علیحدگی پسندانہ فرقہ پرستانہ تحریکیں بن کر رہ جاتی ہیں۔ (۸)

شاہ ولی اللہ پر دو محاذوں سے کام شروع ہوا ایک طرف بعض کتابیں اپنی طرف سے لکھ کر ان کے نام کے ساتھ منسوب کی گئیں' ان کی بعض کتابوں میں الٹ پھیر یعنی الحاقات کیے گئے اس کی تفصیلات آپ کے خاندان کے فرد اور آپ کی کتابوں کے ناشر سید ظہیر الدین احمد کی داخلی شہادت اور ڈاکٹر محمد ایوب قادری کے تحقیقی مضامین میں موجود ہیں۔ راقم السطور نے بھی آج سے پچیس برس قبل انفاس العارفین کا ترجمہ شائع کرتے وقت مقدمے میں اس پر تفصیلی بحث کی تھی۔

دوسری طرف شاہ ولی اللہ کی دعوت الی القران والسنہ رجوع الی المشائخ و الصوفیا' بیداری روحانیت اور استحکام نسبت کی عظیم الشان تحریک کو شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی اس تحریک کے دوش بدوش کھڑا کرنے کی مہم زوروں پر ہے جس میں شریعت کی ایک ایسی تعبیر پیش کی گئی ہے جسے امت مسلمہ کے اجتماعی فکر نے آج تک قبول نہیں کیا' کچھ وقت یہ تحریک ایک حکومت کے روپے پیسے کے زور پر پھیلنے کے لیے ہاتھ پاؤں مارتی رہی ہے مگر اب رجعت قہقری کا شکار ہے اور انشاء اللہ اس کا وہی حشر ہوگا جو اس سے پہلے بڑی بڑی تحریکوں معتزلہ اور اخوان الصفا وغیرہ کا ہو چکا ہے۔

میں یہ بات انتہائی ذمہ داری اور شرح صدر کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ شاہ ولی اللہ کو محمد بن عبدالوہاب نجدی سے سو میں سے ایک فیصد مماثلت اور مشابہت بھی نہیں ہے۔

ہمیں حیرت ہے کہ وحدت الوجود کو قرآن و حدیث کی تمام نصوص سے ثابت کرنے کے دعویدار (۹) اور شاہ ولی اللہ کے علمی اور فکری قبلہ و کعبہ شاہ عبدالرحیم کا بیٹا اور پیشوائے اہل ذوق و وجود امام ارباب معرفت و شہود شیخ ابو الرضا ایسے صاحب کشف و کرامات کا بھتیجا شاہ عبدالعزیز' شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالقادر ایسے مشائخ اور سختی سے بزرگوں کے معمولات پر کاربند صوفیا کا والد' مزارات کی زیارت اور ان سے فیوض و برکات حاصل کرنے والا صوفی' توسل' استمداد' چلے' مکاشفے' تعویذ' دم' درود کا عامل دعائے سیفی' جواہر خمسہ' حزب البحر قصیدہ بردہ' اور دلائل الخیرات کا سند یافتہ قائل شاہ ولی اللہ کہاں چلا گیا ہے۔ فیوض الحرمین' انفاس العارفین الدر الثمین' القول الجمیل' انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ کا مصنف کن وادیوں میں گم ہوگیا ہے ہمیں تو ایک ایسے شاہ ولی اللہ سے متعارف کرایا جا رہا ہے جو اپنے پوتے شاہ محمد اسماعیل اور شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کا پیرو کار اور ترجمان ہے مولویوں نے کیا سے کیا بنا دیا ہے سچ کہا حضرت اقبال نے۔

باآں قوم از توے خوا ہم کشادے
فقیہش بے یقینے کم سوادے
بسے نادیدنی رادیدہ ام من
مرا اے کاش کہ مادر نہ زادے

ان دونوں تحریکوں کے فکری ڈانڈے ملاتے ہوئے مولانا سید ابو الحسن ندوی نے تاریخ اور حقائق کا یوں مذاق اڑایا ہے۔

"عقیدہ توحید کی توضیح و تنقیح، قرآن مجید سے اس کے ثبوت اور توحید ربوبیت اور توحید الوہیت کے درمیان فرق کا جہاں تک تعلق ہے اس میں حضرت شاہ صاحب اور شیخ محمد بن عبدالوہاب کے خیالات و تحقیقات میں بڑی مماثلت نظر آتی ہے۔" (۱۰)

مولانا مسعود عالم ندوی رقمطراز ہیں۔

"وقت آیا کہ از سرنو پیام محمد کی تجدید ہو مسجد نبوی کے دو طالب علم خاص طور پر اس منصب سے نوازے گئے ان میں ایک ہندی نژاد تھا اور دوسرا نجد کا بادیہ نشین یہ طالب علم کون تھے محمد بن عبدالوہاب اور ہندی نژاد ولی اللہ بن عبدالرحیم" (۱۱)

یہاں قلم روک کر ایک اور الزام کا جائزہ لے لیتے ہیں ہمارے یہ مفکرین خلط مبحث پیدا کرنے اور لوگوں کو بے وقوف بنانے کی خاطر شاہ ولی اللہ کی زندگی کو دو متضاد حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ انکے نزدیک سفرحج سے پہلے والا شاہ ولی اللہ اور ہے مگر سفرحج سے واپس آنے والا شاہ ولی اللہ بالکل دوسرا ہے اس عیارانہ فنکاری کا مقصد یہ ہے کہ بقول ان کے ضعیف الاعتقادی' بریلویت اور بدعات کے حامل و عامل شاہ ولی اللہ کا تعلق سفرحج سے پہلے سے ہے سفرحج کے بعد تو وہ پکے موحد اور نجد سے چلنے والی توحید کی ہواؤں سے سرشار ہو کر لوٹے تھے گویا حج پر جانے سے پہلے وہ غیر معروف اور غیر پختہ تھے مولانا سید ابوالحسن علی لکھتے ہیں۔

"شاہ صاحب کی علمی و فکری اور دعوتی و تجدیدی زندگی میں حجاز مقدس کا سفر ایک تاریخ ساز واقعہ اور ان کی کتاب زندگی کا ایک نیا باب ہے اور ان کے ملکات ذہنی و علمی نے ارتقا کے وہ منازل طے کیے جو بظاہر ہندوستان میں ممکن نہ تھے۔" (۱۲)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ایک ہی تھے دوسرا شاہ ولی اللہ ابھی پیدا نہیں ہوا حقیقت ہے کہ شاہ صاحب قدرت کی طرف سے فطری صلاحیتیں لے کر آئے تھے آپ جس وقت حرمین روانہ ہوئے ہیں اس وقت آپ کی شہرت اور عالمانہ و

عارفانہ حیثیت نہ صرف مسلّم بلکہ برصغیر سے باہر بھی پہنچ چکی تھی۔ شاہ صاحب نے علمائے حرمین سے اتنا لیا نہیں جتنا انہیں دیا ہے۔ شاہ صاحب کی اپنی تصانیف کے علاوہ القول الجلی کی طباعت اور بازیافت کے بعد بھی اگر کسی کو اصرار ہے کہ شاہ صاحب برصغیر کے مسلمہ مشائخ اور صوفیاء کے برعکس کسی دوسری فکر کے بانی اور مبلغ تھے تو اسے اپنے دماغ کا علاج کرانا چاہیے۔ القول الجلی کے مولف شاہ محمد عاشق پھلتی' شاہ ولی اللہ کے ممیرے بھائی آپ کے خلیفہ خاص' ہمدم و دمساز' شاگرد' رفیق حج و درس اور آپ کے عاشق تھے۔ شاہ صاحب نے کہیں ان کو اعزا خوان واجلہ خلان لکھا ہے کہیں سجادہ نشین اسلاف کرام' کہیں دعاء علمی' حافظ اسراری وناظور کتبی والباعث علی التسوید اکثر منہا والمباشر (میرا ظرف علم' مرے اسرار کے امین' میری کتابوں کے نگران' میری اکثر کتابوں کے سبب تالیف' میرے مسودات کو صاف کرنے والے) لکھا ہے۔

شاہ صاحب نے خود القول الجلی کا اپنی کئی کتابوں میں حوالہ دیا ہے۔ شاہ محمد عاشق نے القول الجلی میں لکھا ہے کہ

"اس کتاب میں میں نے کوئی ایسی چیز نہیں لکھی' جسے حضرت شاہ ولی اللہ کی خدمت میں پیش کر کے ان سے اصلاح نہ لی گئی ہو" (۱۳)

سفر حج سے پہلے' دوران حج اور بعض کتابوں کے بارے میں القول الجلی کا یہ اقتباس دیکھ لیا جائے۔

برصغیر اور حجاز میں شاہ ولی اللہ کی عظمت و منزلت:

"آخر ربیع الاول ۱۱۴۳ھ کو اپنے بڑے ماموں (شیخ عبیداللہ والد شاہ محمد عاشق) کی ہمراہی میں (حرمین کے لیے) براہ لاہور روانہ ہوئے اس سفر پر ظفر میں جہاں کہیں بھی کسی ولی کا مزار ہوتا وہاں جاتے اور تھوڑی دیر ٹھہرتے اس کو حق سے جس قسم کی نسبت ہوتی وہ آپ کو مکشوف ہوتی تو اسے بالتفصیل بیان فرماتے جب پانی پت پہنچے' حضرت شاہ بو علی قلندر' شاہ شمس ترک اور شاہ جلال قدس اللہ اسرارہم کے مزارات پر حاضری دی۔

بعد ازاں سرہند پہنچ کر حضرت مجدد شیخ احمد سرہندی کے مزار پر حاضر ہوئے وہاں سے لاہور شیخ علی ہجویری کے مزار پر حاضری دی پھر ملتان پہنچ کر مخدوم بہاء الدین و شاہ رکن عالم قدس سرہما کے مزارات پر تشریف فرما ہوئے اور تمام اہل قبور کے احوال ایک ایک کر کے بیان فرمائے۔ (۱۴)

ملتان میں اکثر طلبا نے شرف بیعت حاصل کر کے اشغال طریقت حاصل کیے بعض تو آپ کی ایک ہی توجہ سے مرتبہ بے خودی پر پہنچ گئے اور ایک مدت بعد ہوش میں آئے بعض بیہوش ہو کر نعرے مارتے تھے------ جس وقت آپ نے شہر ٹھٹھہ میں نزول فرمایا تو اس شہر کے تمام علماء و صوفیاء آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایک کثیر تعداد سعادت بیعت سے سرفراز ہوئی---- مکہ معظمہ میں قیام پذیر ہوئے تو وہاں کے اکابر علماء و فضلا حضرت اقدس کی خدمت میں آئے اور امتحانا مختلف علمی سوال کیے جب ہر مسئلہ کا حسب دل خواہ جواب پایا اور تمام علوم و فنون اور معقول و منقول میں حضرت اقدس کو فائق و برتر سمجھ لیا تو آپ کی خدمت میں درس کی درخواست کر کے تلمذ اختیار کیا اور لوگوں کی درخواست پر مسجد حرام میں حنفی مصلی کے قریب درس دینا شروع کیا اتنا زائد مجمع بڑھنے لگا کہ دم مارنے کا موقع نہ ملتا تھا ادق مسائل اور مشکل باتوں کے حل میں اتنی زیادہ شہرت ہوئی کہ اس جگہ کے اکابر علماء کو بھی اگر کوئی پیچیدہ مسئلہ پیش آتا تو حضرت اقدس سے رجوع کرتے اور آپ اسے حل فرماتے۔ شافعی، حنفی مسلک کے مفتی تک اہم مسائل میں آپ سے رجوع کرتے۔ چند ہی روز میں حضرت اقدس اس ملک میں اتنے زائد معظم اور ہر دل عزیز ہو گئے کہ تمام اکابر آپ کی صحبت کو غنیمت سمجھتے ہوئے نہایت تعظیم و تکریم کرنے لگے اور آپس میں کہنے لگے کہ واللہ باللہ حضرت ہی تمام اہل مکہ میں سب سے زائد عالم بزرگ اور برتر ہیں --- حرمین کے بکثرت لوگوں نے سعادت بیعت حاصل کی نیز اشغال طریقت استفاضہ کیے ---- جس وقت سرور کائنات ﷺ کے روضہ اقدس پر پہنچ کر شرف زیارت سے مشرف ہوئے حضور کی بے شمار عنایات و کرامات آپ پر مبذول ہوئیں اور جس دن بھی مواجہ شریف میں جلوس فرماتے

نئے نئے اسرار سے مستفیض ہوتے۔ کوئی مجلس ان واردات سے خالی نہ ہوتی--- شیخ طاہر باوجود استاذ ہونے کے طریقہ شاگردی برتتے تھے حضرت اقدس جب بھی حضرت شیخ کے پاس تشریف لے جاتے وہ آپ کو دیکھتے ہی سروقد تعظیم کے لیے کھڑے ہو جاتے اپنے ہاتھ سے مصلی بچھا کر تکیہ لگاتے اور آپ کو بہ تعظیم و تکریم تمام اس پر بٹھاتے اور خود شاگردانہ طور پر سامنے بیٹھتے جب حضرت اقدس نے ان سے اجازت کی درخواست کی تو فرمایا کہ میں اس قابل نہیں کہ آپ کے لیے اجازت نامہ لکھوں میں نے آپ سے استفادہ کیا ہے حضرت اقدس نے شیخ کی فرمائش پر رسالہ مقدمہ السنیہ فی الانتصار الفرقۃ السنیہ لکھا۔ دوسری تصنیف القول الجمیل فی بیان سواء السبیل جس میں اشغال و اذکار تصوف دیگر فوائد طرق ثلاثہ یعنی جیلانیہ نقشبندیہ چشتیہ ہیں اور دیگر مشاہدات و اسرار جو رسالت ماب سے استفاضہ کئے ہیں تحریر کیے تھے حضرت شیخ نے ان کو اپنے ہاتھ سے نقل فرما کر حضرت اقدس کے سامنے پڑھا۔

جب حضرت اقدس رخصت ہو کر مکہ معظمہ روانہ ہوئے تو حضرت شیخ نے اپنے گھر سے نکل کر بہت دور تک آپ کی مشایعت کی اور شیخ کے صاحبزادہ اور دیگر اعزہ تین کوس تک آپ کے ہمراہ رہے اثنائے راہ میں حضرت اقدس جہاں قیام کرتے وہ اپنے کپڑے حضرت اقدس کے قدموں پر ڈالتے اور ان کو بطور تبرک اپنے پاس رکھ لیتے--- وہاں کے لوگ فیوض ظاہری و باطنی اخذ کرتے۔ اسی جگہ آپ نے ایک رسالہ مسمی بہ "فیوض الحرمین" تصنیف فرمایا --- اور دونوں رسالے المقدمہ السنیہ فی الانتصار الفرقۃ السنیہ اور القول الجمیل فی بیان سواء السبیل حرمین میں بہت مشہور ہوئے۔ القول الجمیل مغربی ممالک اور بصرہ اور مصر وغیرہ نقل کر کے لے گئے اور ان کی اجازت حاصل کی---" (۱۵)

القول الجمیل کے بارے میں آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ شاہ صاحب یہ کتاب لکھ کر فخریہ طور پر اپنے ساتھ حجاز لے گئے تھے شیخ ابو طاہر کردی نے اسے اپنے ہاتھ سے نقل کیا دیار مغرب، بصرہ اور مصر کے شیوخ نے اس کی نقول حاصل کیں اور اجازتیں لیں۔

القول الجمیل وہ کتاب ہے جس کے سارے مندرجات اور معمولات

ہمارے موحدین کے نزدیک بریلویوں کے خود ساختہ مسلک کے پیدا کردہ اور خلاف سنت امور ہیں اور ان کا سہارا لے کر پورے برصغیر کا خانقاہی حلقہ اور عوام الناس فتووں کی زد میں ہیں۔ اگر بلاخوف لومتہ لائم حق ڈنکے کی چوٹ کہنا ہے تو شاہ ولی اللہ کو کس کھاتے میں معافی دی جا رہی ہے اگر یہ سب کچھ بریلویت ہے تو شاہ ولی اللہ ایسا بریلوی برصغیر میں پیدا نہیں ہوا یوں بھی کسی انصاف پسند اہلحدیث نے کہہ دیا تھا جماعت اہل حدیث کے ترجمان الاعتصام میں اقتباس دینے کے بعد ایک صاحب نے لکھا ہے۔ "شاہ ولی اللہ کا جو حصہ تصوف سے متعلق ہے اس میں ایسا مواد ملتا ہے جس سے بریلویت کی خاصی تائید ہوتی ہے" (۱۶) القول الجمیل کے چند عنوان یہ ہیں۔ سنیت بیعت، طریقہ پاس انفاس، مراقبہ فنا، برائے کشف و قائع آئندہ، طریقہ کشف ارواح، برائے دفعہ بلا، صلوٰۃ کن فیکون، طریقہ سلب مرض، طریقہ توبہ بخشی، طریقہ تصرف قلوب، اسمائے اصحاب کہف پانی میں غرق ہونے، آگ میں جلنے، غارتگری اور چوری سے محفوظ رہنے کے لیے، برائے دفع جن از خانہ وغیرہ۔

میں دعوے سے کہتا ہوں کہ القول الجمیل اور انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں روحانیت کی ترقی، تہذیب نفس اور ظاہری و باطنی بیماریوں سے نجات کی خاطر جو نظام العمل پیش کیا گیا ہے، اس کا ایک فیصد بھی احادیث سے ثابت نہیں ہے۔ اگر معیار یہی ہے کہ جو چیز احادیث سے ثابت نہیں ہے وہ بدعت ہے سنت حسنہ اور کار خیر کا کوئی تصور نہیں اور بدلتے تقاضوں کے مطابق تہذیب نفس کے لیے حکمائے اسلام کو فروعی ضابطوں کا اختیار بھی نہیں ہے تو پھر خدا لگتی یہ ہے کہ فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں تو مفت کے بدنام ہیں۔

یوں تو یہ ساری کتاب بریلویت کے مواد سے بھری ہوئی ہے مگر ایک عنوان پر مولانا سید ابوالحسن علی ندوی بھی خاموش نہیں رہ سکے اور وہ یہ ہے کہ شاہ صاحب نے القول الجمیل کے صفحہ ۱۴۰ پر اصحاب کہف کے نام لکھ کر ان کی خاصیت یہ بیان کی ہے کہ "یہ نام پانی میں غرق ہونے آگ میں جلنے، اور چوری ڈکیتی سے محفوظ رہنے کے لیے اکسیر اور امان ہیں۔"

اس پر سید ابوالحسن ندوی نے یہ تبصرہ کیا ہے۔

کتاب القول الجمیل کا مطالعہ کرنے والے کو اس کتاب میں کہیں کہیں وہ محدثانہ ' مجتہدانہ رنگ نظر نہیں آئے گا' جو شاہ صاحب کی اہم و مشہور کتابوں کی خصوصیت (کون سی اہم کتابوں) ہے بلکہ اس کے بعض مندرجات توحید کے بارہ میں شاہ صاحب کے معروف عالمانہ اور مصلحانہ مسلک سے میل نہیں کھاتے۔ مثلاً اصحاب کہف کے ناموں کے بارے میں لکھا ہے اسماء اصحاب الکھف امان من الغرق والحرق والنھب' پھران کے نام لکھے ہیں حالانکہ یہ نام کسی بھی صحیح حدیث اور قطعی الثبوت ذریعہ سے ثابت نہیں ہیں۔

اس کی عجیب و غریب وجہ ندوی صاحب یہ بیان کرتے ہیں۔

"اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ کتاب سفر حرمین ۱۱۴۳ھ - ۱۱۴۵ھ سے پیشتر کی تصنیف ہے" (۱۷)

ہمارے قارئین کے سامنے یہ بات واضح ہو گئی ہوئی ہے کہ سفر حرمین سے پہلے اور بعد کی یہ تقسیم کیوں کی جا رہی ہے مگر عجیب تر بات یہ ہے کہ نہ صرف یہ کتاب حرمین کے سفر میں ساتھ رہی بلکہ حرمین کے علاوہ عالم اسلام کے علماء و شیوخ نے اس کی اجازتیں اور نقول حاصل کیں' اور شیخ ابوطاہر (آپ کے استاذ اور مرشد) نے یہ کتاب آپ کے سامنے پڑھی۔

ڈاکٹر مظہر بقا نے اپنے ایک مقالے اصول فقہ اور شاہ ولی اللہ میں شاہ صاحب کی کتابوں کی زمانی ترتیب پر تحقیق کرتے ہوئے لکھا تھا کہ القول الجمیل سفر حرمین کے بعد کی تصنیف ہے (۱۸) یہ کتاب حرمین سے واپسی کے بعد جوں کی توں رہی بلکہ الٹا اس نے حرمین کے لوگوں کو متاثر کیا تو عملاً ڈاکٹر صاحب کی بات سو فیصد صحیح تھی مگر مولانا ندوی نے فرمایا ڈاکٹر صاحب کی یہ بات مفروضہ ہے۔ (۱۹)

ہماری تحقیق کے مطابق شاہ صاحب کا زیادہ علمی کام سفر حج ۱۱۴۳ھ۔ ۱۱۴۵ھ کے بعد ہوا ہے انفاس العارفین میں ۱۱۴۵ھ تک کے واقعات کے حوالہ جات مل جاتے ہیں۔ القول الجمیل کے بارے میں کسی شک و شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہی کہ یہ کتاب حرمین کے مشائخ کے علاوہ عالم اسلام کے علما نے نقل کی اور اس کی اجازتیں لیں' فیوض الحرمین مکہ معظمہ میں رمضان ۱۱۴۴ھ میں اعتکاف کے دوران

تالیف ہوئی (۲۰) انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ ساری کی ساری مشائخ حجاز کے مختلف سلاسل ان سے اجازتوں اور خرقوں کے حصول اور ملاقاتوں کی داستان پر مبنی ہے ظاہر ہے سفر کی یہ روداد اور اس میں فیوض و برکات اور روحانی واردات کی آپ بیتی واپسی پر ہی لکھی گئی ہے۔

دنیائے علم کے منصف مزاج اور غیر جانبدار محققین القول الجلی ' انفاس العارفین ' الدر الثمین ' القول الجمیل اور انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ کو سامنے رکھ کر شاہ ولی اللہ کا مسلک متعین کریں تو ہم انتہائی اعتماد کے ساتھ عرض کرتے ہیں یہ مسلک وہی سلف صالحین اور صوفیہ صافیہ کا مسلک ہے جس پر امت مسلمہ کا اجتماعی سواد اعظم عمل پیرا ہے۔

شاہ ولی اللہ اور شاہ محمد اسماعیل میں فاصلہ ہی کتنا ہے؟ اگر سارا برصغیر کفر و شرک کی لپیٹ میں آچکا تھا تو شاہ صاحب نے تقویۃ الایمان والی زبان کیوں استعمال نہیں فرمائی۔ کیا یہ تصور بھی کیا جاسکتا ہے کہ شاہ صاحب نے دین کے بارے میں خدانخواستہ مداہنت سے کام لیتے ہوئے ایسی کتابیں لکھ کر الٹا کفر و بدعت کی آبیاری کی ہے استغفر اللہ ویسے دبی دبی زبان میں یہ حضرات شاہ صاحب پر ایسا الزام لگانے سے چوکتے بھی نہیں۔

مولانا سید سلیمان ندوی نے مولانا مسعود عالم ندوی کو ایک خط میں مشورہ دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ "شاہ ولی اللہ کا مطالعہ بڑی احتیاط سے کرنا چاہیے کہیں کہیں وہ کفر کی حدود تک پہنچ جاتے ہیں" (۲۱) اب باقی بچا کون

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالنے سے پہلے شاہ ولی اللہ کی یہ بات ذہن میں رہے کہ اس آخری دور کا آغاز میرے ہاتھوں سے کرایا گیا---- جو کچھ آنحضور ﷺ سے منقول ہے یا دین میں جو اضافے کیے گئے ہیں یا تحریف کی گئی ہے اور جو کچھ سنت سے باہر ہے یا ہر نئے فرقے نے جو جو چیزیں دین میں رائج کی ہیں ان تمام کی مجھے پرکھ عطا کی گئی ہے۔" (۲۲)

"انتباہ" میں تقریباً پانچ مقامات پر واضح طور پر تصور شیخ کی تلقین کی گئی ہے
ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں فینبغی ان تفحظ صورته فی الخیال (۲۳)
مناسب ہے کہ سالک ذہن میں صورت شیخ کو محفوظ کرے۔ دوسری جگہ ارشاد ہوا:
فاحضر فی خیالک صورة شیخک اپنے تصور میں اپنے مرشد کی صورت حاضر کرو (۲۴) آگے فرمایا واول ما یجلس یستحضر روية شیخه ثم یشتغل وظیفة
بیٹھنے کے بعد سب سے پہلے اپنے مرشد کی صورت کا تصور کرے پھر وظیفہ شروع کرے (۲۵)

اس کے بعد فرمایا برزخ یعنی صورت واسطہ پیش نظر دارد
برزخ یعنی صورت واسطہ (صورت مرشد) سامنے رکھے (۲۶)

ایک اور مقام پر وضاحت فرماتے ہیں:

"مطلوب دیگر آنست کہ صورت مرشد پیش خود تصور کند و بعدہ ذکر گوید الرفیق ثم الطریق بلکہ سلطان الموحدین برہان العاشقین حجتہ المتوکلین شیخ جلال الحق والشرع والدین مخدوم مولانا قاضی خاں یوسف ناگی قدس اللہ سرہ چنیں مے فرمودند کہ صورت مرشد کہ ظاہرا دیدہ مے شود مشاہدہ حق تعالیٰ است در پردہ آب و گل و اما صورت مرشد کہ در خلوت نمودار مے شود آں مشاہدہ حق تعالیٰ است بے پردہ آب و گل۔"

دوسری ضروری بات یہ ہے کہ مرشد کی صورت اپنے سامنے تصور کرے اور پھر ذکر کرے کہا گیا ہے کہ پہلے ساتھی پھر سفر' بلکہ سلطان الموحدین برہان العاشقین حجتہ المتوکلین شیخ جلال الحق والشرع الدین مخدوم مولانا قاضی خاں یوسف ناگی قدس سرہ اس طرح فرمایا کرتے تھے کہ مرشد کی ظاہری صورت کا دیکھنا آب و گل کے پردے میں حق تعالیٰ کا مشاہدہ ہے جبکہ خلوت میں صورت شیخ کا تصور اور آمد آب و گل کے پردے کے بغیر حق تعالیٰ کا مشاہدہ کرنا ہے"

مشائخ کی ارواح کے تصرف اوران کی امداد کے بارے میں فرماتے ہیں:

ارواح متبرکہ اکابرین طریقہ را شامل حال خود دانستہ ایں تصرف از وشان امداد داند فی الحال و الاستقبال (۲۷)

"اکابرین مشائخ سلسلہ کی ارواح مبارکہ کو اپنے شامل حال سمجھے اور اس تصرف کو اس وقت اور آئندہ انہی کی امداد سمجھے۔"

غوث الاعظم اور مشائخ سلسلہ کے لیے فاتحہ ضروری قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں' خیال رہے کہ شاہ صاحب کے نام نہاد نام لیواؤں کے ہاں کسی کو غوث کہنا شرک ہے شاہ صاحب صرف غوث ہی نہیں غوث الثقلین کے لیے فاتحہ کی شرط لگا رہے ہیں۔

"بعد قرات الفاتحة لغوث الثقلين قدس سره و مشائخ السلسلة من السابقين والاحقين كما اشرطه المشائخ" (۲۸)

"غوث الثقلین اور گزشتہ و پیوستہ مشائخ سلسلہ کی فاتحہ کے بعد جیسا کے مشائخ نے ضروری قرار دیا ہے ذکر شروع کرے"۔ غوث اعظم اور غوث کا لفظ آپ نے اپنی کتابوں میں کثرت سے استعمال کیا ہے ملاحظہ ہو انفاس العارفین صفحہ ۹۸' القول الجلی ۸۱' ۲۸۵ ختم خواجگان کا طریقہ بتاتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

"کہ جب کوئی مشکل پیش آئے تو اس طریقہ پر ختم خواجگان پڑھے۔ طریقہ بیان کر کے آگے فرماتے ہیں: ختم تمام کند و بر قدرے شیرنی فاتحہ بنام خواجگان چشت عموماً بخوانند (۲۹)

"اس طرح ختم پورا کرے اور کچھ مٹھائی پر خواجگان چشت کے نام کی فاتحہ پڑھے" انفاس العارفین میں فرماتے ہیں کہ میرے والد فرماتے تھے کہ ایک دفعہ میں شیخ عبدالاحد (مجدد الف ثانی کے پوتے) کے گھر گیا تو وہ ختم خواجگان پڑھ رہے تھے۔ (۳۰)

اسی کتاب میں آپ نے اپنی "دلائل الخیرات" اور "قصیدہ بردہ" کی سند اور اجازت کی تفصیلات دی ہیں (۳۱) خیال رہے کہ یہ وہی کتابیں ہیں جنہیں شیخ محمد عبدالوہاب کی تعلیمات نے غیر اسلامی کتابیں قرار دے کہ انہیں جلا ڈالنے کا مشورہ

دیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ محمود مہدی استنبولی نے اپنی کتاب "کتب لیست من الاسلام (غیر اسلامی کتابیں) میں دلائل الخیرات اور قصیدہ بردہ کے بارے میں لکھا ہے کہ

حرقوا هذه الکتب ان کتابوں کو جلا ڈالو (۳۲)

اور شیخ محمد بن عبدالوہاب کے نظریات پر جو حکومت قائم ہوئی ہے وہاں آج بھی ان کتابوں پر سخت پابندی ہے اور جس کے پاس ثابت ہوں اس کا ٹھکانہ غیر میعادی جیل خانہ ہے۔

الانتباہ میں دعائے سیفی اور جواہر خمسہ کی اجازتوں اور سند کا ذکر ہے (۳۳) دعائے سیفی میں یہ عبارت شامل ہے ناد علیا مظہر العجائب والغرائب تجدہ عونالک فی النوائب کل ھم و غم سینجلی ولایتک یا علی یا علی یا علی

جواہر خمسہ شطاریہ کے معروف و مقبول بزرگ حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری علیہ الرحمتہ کے ان اوراد و اشغال کا مجموعہ ہے جو بقول شاہ ولی اللہ انہوں نے سو سے زیادہ مشائخ سے خود مل کر لکھوائے اور شاہ محمد غوث گوالیاری کا ذکر شاہ صاحب نے انتباہ میں انتہائی عقیدت و محبت کے ساتھ کیا ہے۔ جب آپ سفرحج سے واپس ہوئے تو راستے میں گوالیار پہنچ کر شیخ محمد غوث کے مزار کی زیارت کی اور ان کی نسبت معلوم فرما کر بیان کی۔

مگر ہمارے سید ابوالحسن علی ندوی شیخ محمد غوث گوالیاری کو یوں کھری کھری سناتے ہیں۔

"دسویں صدی ہجری میں ہندوستان صحاح ستہ اور ان مصنفین کی کتابوں سے ناآشنا تھا جنہوں نے نقد حدیث اور رد بدعت کا کام کیا اور سنت صحیحہ اور احادیث ثابتہ کی روشنی میں زندگی کا نظام العمل پیش کیا۔ ہندوستان کے ان مقامی روحانی فلسفوں کا اثر اپنے زمانہ کے مشہور و مقبول شطاری بزرگ شیخ محمد غوث گوالیاری کی مقبول کتاب "جواہر خمسہ" میں دیکھا جاسکتا ہے، جس کی بنیاد زیادہ تر بزرگوں کے اقوال اور اپنے تجربات پر ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ صحیح احادیث کے ثابت ہونے یا معتبر کتب شمائل و سیر سے اخذ کرنے کو ضروری نہیں سمجھا گیا اس میں نماز احزاب،

صلوٰۃ العاشقین، نماز تنویر القبر اور مختلف مہینوں کی مخصوص نمازیں اور دعائیں ہیں جن کا حدیث و سنت سے کوئی ثبوت نہیں۔ (۳۴)

یہ عجیب تماشا ہے کہ شاہ ولی اللہ ایسا عظیم محدث، مصلح اور توحید کی تحریک کا علم بردار ایسے لوگوں کو بزرگ اور عارف مان کر ان سے اوراد و اعمال کی اجازتیں اور سندیں لے کر ان کا اعلان کرتا پھر رہا ہے جو نہ صرف صحاح اور ان کے مصنفین کی کتابوں سے ناآشنا ہیں بلکہ شمائل و سیر کی معتبر کتابوں اور حدیث و سنت سے بھی بے خبر ہیں۔

جناب ندوی صاحب الانتباہ، القول الجمیل اور انفاس العارفین کے بارے میں یہی بات کہتے تو قرین انصاف ہوتا۔ میں عرض کرتا ہوں کہ ندوی صاحب معتبر اور غیر معتبر اور صحیح اور غیر صحیح کے مولویانہ ضابطوں میں پھنسے ہوئے ہیں جبکہ شاہ ولی اللہ سمیت سارے مشائخ دین میں گہری بصیرت دین کے ساتھ ممارست اور آنحضور ﷺ سے گہری نسبت کی بنا پر اس مقام پر فائز تھے جہاں حقیقت ان کے سامنے بے نقاب تھی، انہوں نے اپنے علم، بصیرت اور مشاہدے کی بنا پر جو کچھ کہا وہی حقیقت اور صواب ہے، جو الزام انہوں نے شیخ محمد غوث کو دیا ہے شاہ صاحب کو وہ اچھی طرح پڑھ لیتے او جرات رندانہ کا مظاہرہ کرتے تو شاہ صاحب کی بات قطعا شیخ محمد غوث سے مختلف نہیں ہے۔

محافل عرس کا انعقاد، بارہ ربیع الاول اور شہادت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے مواقع پر خصوصی مجالس کا انعقاد، اوذ انواع و اقسام کے طعام پکوانا، ایصال ثواب کرنا، اور التزام کے ساتھ مقررہ تاریخ پر کرنا، موئے مبارک کی زیارت کے لیے حد درجہ اہتمام کرنا، مزارات پر مراقبے کرنا اور ان سے اکتساب فیوض و برکات، چلے، مکاشفے، تعویذ، جھاڑ پھونک، اہل بیت اطہار سے خصوصی ارادت کے واقعات سے شاہ صاحب کی ساری کتابیں اور القول الجلی بھری ہوئی ہے میں یہاں الانتباہ کا ایک حوالہ بطور خاص دینا چاہتا ہوں۔

حضرت شاہ ولی اللہ الانتباہ میں کشف قبور کے عنوان کے تحت رقم طراز ہیں۔

چوں در مقبرہ در آید دوگانہ بروح آں بزرگوار ادا کند اگر سورۃ فتح یاد باشد در اول رکعت بخواند و در دوم اخلاص و الا ہر دو رکعت پنج بار اخلاص بخواند و بعد قبلہ را پشت دادہ بنشیند و یکبار آیۃ الکرسی و بعضے سورتہا کہ در وقت زیارت می خوانند چنانچہ سورہ ملک وغیرہ ذالک بعد قل گوید پس از فاتحہ یازدہ بار سورہ اخلاص بخواند و ختم کند تکبیر گوید (۳۵)

و بعدہ ہفتہ کرت طواف کند و دراں تکبیر بخواند و آغاز از راست و بعدہ طرف پایاں رخسار نہد و بیاید نزدیک روئے میت بنشیند بگوید یا رب بست دیک بار و بعد اول طرف آسمان بگوید یا روح (۳۶)

ترجمہ: جب مقبرہ میں داخل ہو تو دو رکعت اس بزرگ کی روح کے لیے ادا کرے اگر سورہ فتح یاد ہو تو پہلی رکعت میں پڑھے اور دوسری میں اخلاص پڑھے اور اگر فتح یاد نہ ہو تو دونوں رکعتوں میں پانچ پانچ دفعہ سورہ اخلاص پڑھے اس کے بعد قبلہ کی طرف پشت کرکے بیٹھ جائے اور ایک دفعہ آیۃ الکرسی اور وہ سورتیں پڑھے جو عموماً زیارت کے وقت پڑھی جاتی ہیں مثلاً سورہ ملک وغیرہ اس کے بعد قل پڑھے اور فاتحہ کے بعد گیارہ دفعہ سورہ اخلاص پڑھ کر ختم کرے اور تکبیر کہے۔

اس کے بعد سات دفعہ طواف کرے اور تکبیر پڑھتا جائے۔ دائیں طرف سے شروع کرے پاؤں کی طرف رخسار رکھے اور میت کے منہ کے قریب بیٹھ جائے اور اکیس دفعہ یا رب کہے پھر آسمان کی طرف رخ کرکے یا روح کہے"۔

شاہ صاحب کے یہ معمولات و معتقدات کسی خاص دور یا ایک کتاب سے متعلق نہیں اس میں بلکہ ان کی تمام کتابیں سفرحج سے پہلے ہوں یا سفرحج کے بعد ساری کی ساری اسی فکر کی آئینہ دار ہیں مثلاً مشائخ کرام کے عرس منعقد کرنا ان میں شاہ عبدالرحیم اور خود شاہ صاحب کے

شامل ہونے کے واقعات ان کی کتابوں میں سات مقامات پر آئے ہیں اب کشف قبور کے بارے میں جو کچھ شاہ صاحب نے بیان فرمایا ہے مولانا سید ابو الحسن علی ندوی نے اس پر یہ تبصرہ فرمایا ہے۔

"انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں صفحہ ۱۰۰ پر کشف قبور کے عنوان کے تحت جو طریقہ لکھا گیا ہے وہ ان تمام احتیاطوں اور محققانہ و محدثانہ ذوق سے مطابقت نہیں رکھتا جو شاہ صاحب کی اہم تصنیفات بالخصوص حجتہ اللہ البالغہ' تفہیمات الہیہ' اور الفوز الکبیر میں نمایاں ہے اگرچہ اس کی تاویل کی جا سکتی ہے (ملاحظہ ہو حفظ الایمان حضرت تھانوی ۸) لیکن ان موہوم الفاظ میں بھی اس مضمون کا آنا جو مشائخ طریقت کے تجربات اور بعض کے عمل کے مطابق ہے عملی لغزش اور غلط فہمی کا باعث ہو سکتا ہے۔ امام مالک کے درجے اللہ تعالیٰ بلند فرمائے کہ انہوں نے مسجد نبوی کے درس میں قبر انور کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا "کل یوخذ فی قولہ و یرد الا صاحب ہذا القبر صلی اللہ علیہ وسلم" (۳۷)

خیال رہے کہ فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں جنہیں ظلم کرتے ہوئے ایک نئے مکتب فکر کا بانی قرار دیا جا رہا ہے اور اس بے سروپا بات کو اتنی شدت سے دہرایا جا رہا ہے کہ وہ سچ معلوم ہونے لگی ہے طواف قبر کے تو وہ بھی قائل نہیں ہیں بلکہ اس کو ناجائز سمجھتے ہیں فاضل بریلوی لکھتے ہیں۔

"بلاشبہ غیر کعبہ معظمہ کا طواف تعظیمی ناجائز ہے۔" (۳۸)

میں کہتا ہوں کہ بریلویت کوئی مکتب فکر نہیں اگر خدانخواستہ یہ اصل دین سے علیحدہ مکتبہ فکر ہے پھر اس کا بانی مولانا احمد رضا خاں کیوں ہے' برصغیر کا پورا خانقاہی سلسلہ' سارا ولی اللہی خاندان' شاہ عبدالرحیم' شیخ ابو الرضا' شاہ ولی اللہ' شاہ عبدالعزیز' شاہ رفیع الدین' شاہ عبدالقادر' شاہ محمد موسیٰ' شاہ مخصوص اللہ' علماء بدایون' معقولات و فلسفہ کے امام علمائے خیر آباد' علمائے دہلی' علمائے لاہور اس کے بانی کیوں نہیں ہیں؟

کون اہل علم نہیں جانتا کہ برصغیر میں ان اختلافات کا آغاز "اثر ابن عباس" کے مسئلے سے شروع ہوا۔ تقویۃ الایمان نے ایک نیا فکر متعارف کرایا تو شہید آزادی امام فلسفہ و معقولات مولانا فضل حق خیر آبادی نے ان کے رد میں امتناع النظیر اور تحقیق الفتویٰ ایسی بے نظیر کتابیں لکھیں' حضرت شاہ امداد اللہ مہاجر مکی کے خلیفہ مولانا عبدالسمیع رام پوری نے براہین قاطعہ کے جواب میں انوار ساطعہ لکھی جس پر حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقریظ موجود ہے۔ ۱۲۴۰ھ میں جامع مسجد دہلی میں مشہور مباحثہ ہوا' پنجاب کے علما نے نامور صوفی بزرگ خواجہ غلام فرید کی ثالثی میں بہاول پور میں مشہور مناظرہ کرایا' مولانا ابو الکلام آزاد کے والد نے دس جلدوں میں تقویۃ الایمان کے خلاف کتاب لکھی۔ تقویۃ الایمان کے خلاف سینکڑوں کتابیں لکھی گئیں۔

یہ تو وہ دور ہے جب مولانا احمد رضا خان بریلوی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے' اگر کسی کا خیال یہ ہے کہ فاضل بریلوی نے نوزائیدہ تحریکوں کی طرح ایک نیا فکر پیش کرکے چند لوگ ہم خیال بنا لیے تھے اور بریلوی فرقہ وجود میں آگیا تو یہ اس کی پرلے درجے کی جہالت اور برصغیر کی سابقہ موجودہ تاریخ سے انتہائی بے خبری کی دلیل ہے۔

مولانا سید سلیمان ندوی نے حیات شبلی میں لکھا ہے۔

"تیسرا فریق وہ تھا جو شدت کے ساتھ اپنی روش پر قائم رہا اور اپنے آپ کو اہل سنت کہتا رہا اس کے پیشوا زیادہ تر بریلی اور بدایوں کے علماء تھے" (۳۹)

مولانا ثناء اللہ امرتسری نے ۱۹۳۷ء میں لکھا۔

"امرتسر میں مسلم آبادی ہندو سکھ وغیرہ کے مساوی ہے' اسی سال قبل قریباً سب مسلمان اسی خیال کے تھے جن کو آج کل بریلوی حنفی کہا جاتا ہے" (۴۰)

شیخ محمد اکرام موج کوثر میں لکھتے ہیں۔

مولانا احمد رضا خان نے نہایت شدت سے قدیم حنفی طریقوں کی حمایت کی (۴۱)

پروفیسر محمد اسلم سابق صدر شعبہ تاریخ پنجاب یونیورسٹی نے اپنے سفرنامہ ہند میں عارفانہ تجاہل کا عجیب و غریب مظاہرہ کیا ہے لکھتے ہیں۔

"بدایوں جاکر معلوم ہوا کہ جس طرح بریلوی ایک مکتب فکر کا نام ہے اسی طرح بدایونی بھی باقاعدہ ایک مکتب فکر ہے ان دونوں مذاہب میں کیا فرق ہے یہ کوئی بریلوی یا بدایونی ہی بتا سکتا ہے" (۴۲)

اب کوئی کیسے اس بات کا یقین کرے کہ پروفیسر محمد اسلم ایسے مورخ اور فاضل آدمی کو برصغیر کی تاریخ سے اس قدر ناواقفیت ہے اور وہ صدق دل اور علمی بنیاد پر فاضل بریلوی کو ایک مکتب فکر کا بانی قرار دے رہے ہیں' برصغیر میں ہزاروں لاکھوں ایسے خانوادے ہیں جن کا مولانا احمد رضا خان بریلوی سے تعلیم و تعلم اور پیری مریدی کا کوئی تعلق نہیں ہے وہ صدیوں سے اپنے بزرگوں اور مشائخ کے معمولات پر عمل پیرا ہیں' انہوں بریلوی کس حیثیت سے کہا جائے گا۔

شمالی مغربی ہندوستان یعنی سندھ بلوچستان اور جیسلمیر بیکانیر کے عظیم مصلح اور نامور شیخ سلسلہ قادریہ کے پیشوا حضرت سید محمد راشد رحمۃ اللہ علیہ (مورث اعلیٰ پیر صاحب پاگارا) کے ہاتھوں اصلاح و تجدید کا عظیم الشان کام ہوا مولانا عبید اللہ سندھی نے لکھا ہے کہ حضرت سید محمد راشد رحمۃ اللہ علیہ کا شمالی ہندوستان اور سندھ میں وہی مرتبہ تھا جو دوسری طرف شاہ ولی اللہ کا تھا۔ حضرت سید محمد راشد رحمۃ اللہ علیہ کا سارا مکتب فکر (جس میں یہ فقیر بھی شامل ہے) اس وقت کروڑ کے ہندسے کو چھو رہا ہے اور جسے بظاہر فاضل بریلوی کے ساتھ استادی شاگردی اور پیری مریدی کا کوئی تعلق نہیں ہے پروفیسر محمد اسلم کی اصطلاح میں بریلوی ہے۔ کوئی بتائے کہ اس حسن فریب کو کیا نام دیا جائے۔

توحید اسلام کا بنیاد عقیدہ ہے' مگر کسی کو توحید کا اجارہ دار بننے کی اجازت نہیں دی جاسکتی توحید کے درس اور رموز ان لوگوں کو سکھلائے جا رہے ہیں جو سرے سے دوسرے وجود کے قائل ہی نہیں ان کے ہاں تو ذات باری کے سوا دوسرے وجود کا تصور خود شرک اور دوئی ہے جو اللہ کے سوا دوسرا وجود ہی نہیں مانتے وہ زندوں مردوں کو کیونکر خدا سمجھ سکتے ہیں ان کا تو یہ عقیدہ ہے۔

کل مافی الکون وھم از خیال

او عکوس فی المرایا او ظلال

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی عالم اسلام کا قابل فخر نام ہے۔ کیا ان کی کتابیں' القول الجمیل' انفاس العارفین' الدر الثمین' الانتباہ' فیوض الحرمین وغیرہ سب دوسرے درجے کی کتابیں ہیں؟ اگر ایسا نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے تو شاہ صاحب کو برصغیر کی مسلمان اکثریت کا پیشوا رہنے دیا جائے شاہ صاحب کا قریب ترین حلقہ ان کتابوں کو کیا حیثیت دیتا رہا ہے اس کے لیے شاہ صاحب کے وصال کے چند ہی روز بعد لکھے جانے والے آپ کے شاگرد سید محمد نعمان حسنی کے اس مکتوب کا مطالعہ فائدہ مند ہو گا جو انہوں نے شاہ صاحب کے خلیفہ شاہ سید ابو سعید علیہ الرحمتہ کو لکھا اس میں شاہ صاحب کے وصال کی تفصیلات اس موقعہ پر خصوصی انوار و برکات اور فیوض کے صدور کی روح پرور داستان کے بعد لکھتے ہیں۔

"صاحب من! ظاہر صحبت ایشاں رو باستتار کشیدہ تصنیفات آنحضرت قریب نود' بل زیادہ در علوم دین از تفسیر' اصول فقہ کلام و حدیث مثلاً حجتہ اللہ البالغہ' اسرار فقہ' منصور' و ازالتہ الخفاعن خلافتہ الخلفاء و ترجمہ قرآن کہ ہر واحد قریب ہشتاد و نود جز کلاں بحجم خواہد بود و دیگر رسائل در حقائق و معارف مثلاً الطاف القدس' ہمعات' فیوض الحرمین و انفاس العارفین وغیرہم کہ نشان از صحبت و برکت مے دہند مے باید کہ عزیمت برآں آرند کہ ہمہ رانویسانده رائج نمائندہ باندک توجہات سرانجام خواہد یافت و مثل ایں تصنیفات واللہ اعلم در اسلام تصنیف شدہ باشد یا نہ۔" (۴۳)

"اے حضرت! حضرت والا کی ظاہری صحبت تو اب میسر نہیں آسکتی آپ کی تصنیفات کی تعداد نوے بلکہ اس سے بھی زیادہ ہے علوم دین یعنی تفسیر' اصول فقہ کلام اور حدیث میں حجتہ اللہ البالغہ' اسرار فقہ' منصور' ازالتہ الخفا اور ترجمہ قرآن کہ ان میں سے ہر ایک کی ضخامت اسی نوے جز کی ہو گی' اور حقائق و معارف پر مشتمل رسالے جیسے الطاف القدس' ہمعات' فیوض الحرمین اور انفاس العارفین جو حضرت کی صحبت و برکت کی نشاندہی کرتے ہیں ان کے بارے میں آپ ہمت کریں

کہ ان سب کو لکھوا کر رائج کریں یہ کام تھوڑی سی توجہ سے انجام پا جائے گا اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اسلام میں ایسی کتابیں لکھی بھی گئی ہیں یا نہیں"؟

اندازہ فرمایا آپ نے شاہ صاحب کی ان تصانیف کی قدر و منزلت شاہ صاحب کے اپنے حلقے میں' یہ داستان بہت طویل ہے تمام اہل علم حضرات سے میری اپیل ہے کہ وہ شاہ ولی اللہ کو ان کے ترجمانوں سے ہٹ کر براہ راست ان کی اپنی کتابوں کے ذریعے پڑھیں اور دیکھیں ہم شاہ صاحب کی تین کتابوں' القول الجمیل فی بیان سواء السبیل' الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ اور الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین ﷺ کے اردو متراجم اکٹھے شائع کر رہے ہیں القول الجمیل اور الانتباہ میں ہزاروں مشائخ کے سلسلے اور اسناد بیان کی گئی ہیں اس سے اندازہ کرنا چاہیے کہ شاہ صاحب مشائخ کے سلسلوں اور ان کی نسبتوں کو کتنی اہمیت دیتے ہیں' قرآن و حدیث کی موجودگی میں بظاہر ایسی چیزوں پر اس قدر زور قلم صرف کرنا وقت اور توانائی کا بے جا استعمال معلوم ہوتا ہے مگر یہ اس دور کے مفکرین کا نظریہ ہے سلف صالحین نے ہمیشہ دین کو کتابوں کی بجائے شخصیات کے عمل اور زندہ نمونوں سے حاصل کرنے کو ترجیح دی ہے ان کا نظریہ یہ رہا ہے۔

چراغ زندہ ے خواہی در شب زندہ داراں زن
کہ بیداری بخت از بخت بیداراں شود پیدا

خاک راہ دردمندان طریق
فقیر سید محمد فاروق شاہ القادری
خادم خانقاہ عالیہ قادریہ شاہ آباد شریف
گڑھی اختیار خان ضلع رحیم یار خان
۸ ستمبر ۱۹۹۸ء



حواشی

(۱) انفاس العارفین: ۴
(۲) ایضاً: ۳۰۴
(۳) القول الجلی: ۵۵
(۴) انفاس العارفین
(۵) نزہتہ الخواطر ۶: ۱۴۵
(۶) شاہ ولی اللہ اور ان کا فلسفہ: ۱۹۳: ۱۹۴ مولانا عبید اللہ سندھی
(۷) علم الکلام شبلی نعمانی: ۸۷
(۸) افادات و ملفوظات مولانا عبید اللہ سندھی: ۳۹۴ پروفیسر محمد سرور
(۹) انفاس العارفین
(۱۰) تاریخ دعوت و عزیمت: ۵: ۳۹۶
(۱۱) الفرقان شاہ ولی اللہ نمبر: ۴۰
(۱۲) تاریخ دعوت و عزیمت: ۵: ۱۰۷
(۱۳) القول الجلی: ۴
(۱۴) یہ اس شخص کا عمل ہے جس کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ اس نے اجمیر اور سالار مسعود کی قبر پر جانے کو شدید گناہ قرار دیا ہے۔
(۱۵) القول الجلی ۳۵ تا ۴۸ مطبوعہ شاہ ابو الخیر اکیڈمی شاہ ابو الخیر مارگ دہلی۔
(۱۶) ماہنامہ الرحیم جنوری ۱۹۶۶ء شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدر آباد سندھ
(۱۷) تاریخ دعوت و عزیمت: ۵: ۴۰۸
(۱۸) اصول فقہ اور شاہ ولی اللہ: ۶۸ ادارہ تحقیقات اسلامی
(۱۹) تاریخ دعوت و عزیمت: ۵: ۴۰۹
(۲۰) القول الجلی: ۴۷

(۲۱) ماہنامہ "الرحیم" فروری ۱۹۶۸ء حیدر آباد سندھ۔
(۲۲) انفاس العارفین : ۴۰۷ اردو ترجمہ از سید محمد فاروق القادری شائع کردہ المعارف لاہور و تصوف فاؤنڈیشن لاہور۔
(۲۳) الانتباہ: ۴۲ مطبع احمدی متعلق مدرستہ عزیزی دہلی ۱۳۱۱ھ
(۲۴) ایضاً ۴۷:۷:۷۷
(۲۵) ایضاً: ۵۱
(۲۶) ایضاً: ۱۳۹
(۲۷) ایضاً: ۹۲
(۲۸) ایضاً: ۲۵
(۲۹) ایضاً: ۱۰۰
(۳۰) انفاس العارفین: ۵۲
(۳۱) الانتباہ: ۱۴۳
(۳۲) کتب لیست من الاسلام ۱۱:۱۲۷ لمکتب الاسلام بیروت
(۳۳) الانتباہ ۱۳۸:۱۳۶
(۳۴) ایضاً: ۱۰۰
(۳۵) تاریخ دعوت و عزیمت ۵:۳۹۹ ادارہ نشریات اسلام کراچی
(۳۶) احکام شریعت: ۳:۱۵
(۳۷) حیات شبلی ۴۴:۴۶
(۳۸) شمع توحید: ۴۰ مطبوعہ سرگودھا
(۳۹) موج کوثر طبع نہم: ۷۰
(۴۰) سفرنامہ ہندوستان: ۳۰۴
(۴۱) شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات: ۶:۲ مطبوعہ لاہور

○



القول الجمیل فی بیان سواء السبیل

خانقاہی نظام اس کے آداب و اشغال

اور بیماریوں کے روحانی علاج پر مستند کتاب

تصنیف لطیف

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ و تحقیق

سید محمد فاروق القادری



تصوف فاؤنڈیشن لاہور

فہرست مضامین





مقدمہ

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے بنی آدم کے دلوں کو فیضان انوار کے قابل اور معارف و اسرار کی امانت کے لائق بنایا اور برگزیدہ انبیائے کرام کو ہدایت اور دعوت کے لیے منتخب فرمایا تاکہ وہ عبادات اور اذکار کے حصول اور ان پر عمل پیرا ہونے کے راستے متعین کر دیں' پھر اس نے متقی اور جید علمائے کرام کو انبیاء کا جانشین اور وارث بنا دیا تاکہ وہ ان کے علم اور فیض کو ہمیشہ جاری و ساری رکھیں۔

بلاشبہ ان میں سے ایک جماعت ہمیشہ حق و صداقت کی علمبردار رہے گی اور لوگوں میں سے گم کردہ راہ افراد ان کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکیں گے۔ یہ لوگ ایسے چراغ ہدایت ہیں جن کے ذریعے مخلوق نفس کے اندھیروں سے نکل کر قرب خداوندی کے راستے پر گامزن ہوتی ہے چنانچہ جو صاحب دل ہے اور اس نے کلام ہدایت توجہ سے سنا' وہ سرفراز ہوا اور دائمی نعمتوں اور جنت کی بہاروں کا مستحق ٹھہرا' البتہ جس نے روگردانی کی اور منہ پھیرا وہ راستے سے بھٹک گیا اور مقام انسانیت سے نیچے گر گیا' اس کے لیے دوزخ اور گرم پانی ہے اور اس کا کوئی مددگار نہیں۔

ہم اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں اور اس سے مدد چاہتے ہیں اور اس سے مغفرت طلب کرتے ہیں اور اپنے نفس کی حرکتوں اور عمل کی برائیوں سے اللہ کی پناہ

مانگتے ہیں۔ جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے وہ اپنی ہدایت کی توفیق ارزانی نہ کرے اسے کوئی راہ پر نہیں چلا سکتا ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں ہے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور ہم شہادت دیتے ہیں کہ ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ اس کے عبد خاص اور رسول ہیں آپ کو اللہ نے حق کے ساتھ بشیر و نذیر بنا کر بھیجا آپ پر اور آپ کے آل و اصحاب پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور درود و سلام ہوں۔

حمد و صلوۃ کے بعد بندہ ضعیف' رحمت خداوندی کا امیدوار ولی اللہ بن شیخ عبدالرحیم (اللہ تعالیٰ ہم دونوں کو اپنی خصوصی رحمت کا سایہ مرحمت کرے اور آخرت میں دائمی نعمت کے خزانے سے سرفراز کرے) عرض کرتا ہے کہ یہ کتاب اصول طریقت اور اس سے متعلق موضوعات پر مشتمل ہے یہ وہ اصول اور قواعد ہیں جنہیں ہم نے اپنے سلسلہ نقشبندیہ' سلسلہ قادریہ اور سلسلہ چشتیہ کے مشائخ سے حاصل کیا ہے اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو' میں نے اس کتاب کا نام "قول الجمیل فی بیان سواء السبیل" تجویز کیا ہے۔ اللہ کی ذات ہی میرے لیے کافی اور بہتر کارساز ہے اور گناہوں سے اجتناب اور نیکیوں کی توفیق اسی کے فضل ہی سے ممکن ہے۔



باب ۱

بیعت

ارشاد خداوندی ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ وَ مَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰھَدَ عَلَیْہِ اللّٰہَ فَسَیُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا (الفتح: ۱۰)

وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں' ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے' تو جس نے عہد توڑا اس نے اپنے برے عہد کو توڑا اور جس نے پورا کیا وہ عہد جو اس نے اللہ سے کیا تھا تو بہت جلد اللہ اسے بڑا ثواب دے گا۔

سرور عالم ﷺ سے منقول ہے کہ لوگوں نے آپؐ سے بیعت کی' کبھی ہجرت اور جہاد پر' کبھی ارکان اسلام کے قیام اور ادائیگی پر اور کبھی جہاد میں ثابت قدمی پر' اسی طرح بعض مواقع پر سنت کی پیروی' بدعات سے بچنے اور عبادات الٰہی میں ذوق و شوق پر بھی آپ سے بیعت کی گئی۔ صحیح روایات میں آیا ہے کہ آپ نے انصار کی عورتوں سے میت پر بین نہ کرنے پر بیعت لی۔

ابن ماجہ نے روایت کی ہے کہ سرور عالم ﷺ نے کچھ فقرائے مہاجرین

سے اس بات پر بیعت لی کہ وہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہیں کریں گے۔ چنانچہ ان میں سے اگر کسی سے دوران سفر کوڑا گر جاتا تو وہ اپنے گھوڑے سے اتر کر اسے اٹھانے کو سوال پر ترجیح دیتا۔ لہٰذا اس بات میں کسی شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ آنحضور ﷺ سے جو عمل اہتمام اور عبادت کے طور پر ثابت ہے اس کی حیثیت دینی سنت کے طور پر مسلم ہے۔

آنحضور ﷺ اللہ کی زمین پر اس کے خلیفہ ' قرآن اور حکمت کے طور پر جو کچھ نازل ہوا اس کے عالم ' کتاب و سنت کے معلم اور امت کے مزکی (پاک کرنے والے) تھے۔ چنانچہ آپ نے خلیفہ کی حیثیت سے جو عمل کیا وہ بعد والے خلفاء کے لیے سنت قرار پایا اور آپ نے کتاب و سنت کے معلم اور مزکی کی حیثیت میں جو نمونہ پیش کیا وہ علمائے حقانی کے لیے سنت ٹھہرا۔

اب ہم بیعت پر کچھ گفتگو کر لیتے ہیں کہ وہ کون سی قسم سے متعلق ہے بعض حضرات کا خیال ہے کہ بیعت صرف خلافت کے لیے ہو سکتی ہے صوفیائے کرام نے بیعت کا جو سلسلہ شروع کر رکھا ہے اس کی شرعاً کوئی حیثیت نہیں"

یہ نظریہ بالکل غلط ہے چنانچہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے بعض دفعہ ارکان اسلام کی اقامت پر بیعت لی ہے۔ بعض دفعہ آپؐ نے سنت کی پیروی پر بیعت لی ہے۔ صحیح بخاری شاہد ہے کہ آپؐ نے حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے مسلمانوں کی خیر خواہی کے لیے بیعت لی۔ اسی طرح آپ نے انصار کی ایک جماعت سے اس بات پر بیعت لی کہ وہ اللہ کے بارے میں کسی کی پرواہ نہیں کریں گے اور کسی کا خوف دل میں نہیں لائیں گے اور ہر حال میں حق کا دامن نہیں چھوڑیں گے ' چنانچہ ان میں سے ہر شخص امراء اور بادشاہوں پر کھل کر تنقید کرتا تھا۔ اسی طرح آپؐ نے انصار کی عورتوں سے میت پر بین نہ کرنے پر بیعت لی۔ ان کے علاوہ کئی اور امور پر بیعت ثابت ہے ظاہر ہے یہ بیعت تزکیہ نفس ' امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ بیعت کی کئی قسمیں ہیں مثلاً بیعت خلافت' بیعت تقویٰ' بیعت ہجرت' بیعت جہاد' بیعت ثابت قدمی جہاد وغیرہ۔ دائرہ اسلام میں داخل ہونے پر بیعت بعد والے خلفاء کے دور میں متروک رہی۔ اسی طرح خلفائے راشدین کے زمانے میں بھی اسلام کی بیعت نہیں ہوئی تاہم اس کی وجہ یہ تھی کہ خلفائے راشدین کے دور میں قبول اسلام شان و شکوہ اور حق کے دبدبے اور وقار کی بنا پر تھا جبکہ بعد والے بادشاہوں کے زمانے میں بیعت اسلام اس بنا پر متروک رہی کہ ان میں سے اکثر ظالم اور بدکردار تھے' انہیں احیائے سنت اور اقامت دین سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔

اسی طرح تقویٰ اور پرہیزگاری پر بیعت بھی اس دور میں نہیں ہوئی' اس کی وجہ یہ تھی کہ خلفائے راشدین کے دور میں صحابہ کرام بڑی تعداد میں موجود تھے۔ یہ حضرات آنحضرت ﷺ کی صحبت مبارکہ کے فیض یافتہ اور آپ کی ذات گرامی کی تربیت سے تزکیہ نفوس کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ چنانچہ تزکیہ نفس اور تصفیہ باطن کے لیے انہیں کسی خلیفہ سے بیعت کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ بعد والے بادشاہوں کے دور میں بیعت کا سلسلہ اس لیے نہ چلا کہ کہیں اس سے تفرقے کا دروازہ نہ کھل جائے یا اسے بیعت خلافت نہ سمجھ لیا جائے۔ اس سے فتنوں کا اندیشہ تھا۔ البتہ اس زمانے میں مشائخ صوفیا بیعت کی بجائے خرقہ پوشی سے دینی مقاصد حاصل کرتے رہے' بعد والے دور میں یہ رسم ختم ہوئی تو مشائخ صوفیاء نے موقع غنیمت جان کر سنت بیعت کو دوبارہ لازم پکڑ لیا۔

باب ۲

بیعت کی حیثیت آداب اور شرائط مرشد

یہاں سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ بیعت واجب ہے یا سنت' یا بیعت کے سنت ہونے میں حکمت کیا ہے' اسی طرح بیعت لینے والے کی اہلیت اور شرائط کیا ہیں' ایفائے بیعت کیا ہے اور بیعت توڑنے سے مراد کیا ہے؟ نیز ایک ہی بزرگ یا دوسرے بزرگوں سے دوبارہ بیعت جائز ہے کہ نہیں۔ اسی طرح بیعت کے لیے کون سے الفاظ منقول اور متداول ہیں۔

اس سلسلے میں عرض ہے کہ بیعت سنت ہے واجب نہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کے ذریعے یقیناً قرب خداوندی حاصل کیا' مگر کسی شرعی دلیل سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ تارک بیعت کو گناہ گار قرار دیا گیا ہو۔ اس پر ائمہ دین میں سے کسی کا بھی اختلاف نہیں ہے' گویا بیعت کے واجب نہ ہونے پر اجماع ہے۔

اس میں حکمت یہ سمجھ میں آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سنت اور طریقہ یہ ہے کہ اس نے نفس میں مخفی امور کو ظاہری افعال و اقوال سے وابستہ کر دیا ہے اور ایک اعتبار سے زبان کو دل اور ضمیر کا ترجمان قرار دیا ہے مثلاً اللہ تعالیٰ' اس کے رسول اور قیامت کی تصدیق قلبی مخفی امر ہے چنانچہ یہاں اقرار کو تصدیق قلبی کا

قائم مقام بنا دیا گیا ہے' اسی طرح خریدار اور دکاندار کا خریدی جانے والی چیز پر رضا مندی یا سودا دراصل دلی معاملہ ہے مگر یہاں زبان کو باطن کا قائم مقام بنا کر طے شدہ ظاہری سودے کو تسلیم کر لیا گیا۔ ٹھیک اسی طرح توبہ' گناہوں سے اجتناب کا پختہ ارادہ اور تقویٰ کی رسی کو مضبوطی سے تھامنا ایک مخفی اور قلبی معاملہ ہے چنانچہ یہاں بیعت کو اقراراً اس کی پختگی کا قائم مقام بنا دیا گیا ہے۔

مرشد کی اہلیت اور شرائط میں سب سے پہلی اور ضروری بات یہ ہے کہ وہ قرآن و حدیث کا علم رکھتا ہو۔ اس سے ہماری مراد یہ نہیں ہے کہ وہ ان علوم میں چوٹی کی مہارت رکھتا ہو اس سے مراد یہ ہے کہ وہ قرآن و حدیث کے ضروری علوم سے باخبر ہو مثلاً تفسیر مدارک یا جلالین یا اس قسم کی کوئی اور کتاب کسی جید عالم دین سے سمجھ چکا ہو۔ قرآن مجید کے مطالب و معانی اس کی لغات مشکلہ' شان نزول اعراب اور قصص وغیرہ سے باخبر ہو' اسی طرح احادیث میں کم از کم وہ مشکٰوۃ المصابیح کو اچھی طرح سمجھ کر پڑھ چکا ہو۔ نیز اسے اس کے معانی' محاورات' مشکل اور نادر تراکیب سے واقفیت ہو' نیز وہ اعراب مشکل اور تاویل معضل کے سلسلے میں فقہاء کی آرا سے مطابقت سے باخبر ہو (مشکل سے مراد وہ دشوار لفظ ہے جو باعتبار لفظ اور ترکیب نحوی پیچیدہ ہو اور معضل وہ ہے جس کے معنی مشتبہ ہوں کسی ایک معنی کی تعیین نہ ہو سکتی ہو)

اس کے لیے قرآن مجید کا حافظ ہونا یا راویوں کے حالات سے باخبر ہونا ضروری نہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ تابعین اور تبع تابعین حدیث مرسل اور حدیث منقطع بھی قبول کر لیتے تھے' مقصد یہ ہے کہ حدیث کے بارے میں اس بات کا پختہ یقین ہو جائے کہ اس کی اسناد آنحضرت ﷺ کی طرف صحیح ہے۔

اسی طرح یہ بھی ضروری نہیں کہ شیخ (مرشد) اصول فقہ' علم کلام اور فقہ و فتویٰ کی معمولی جزئیات تک سے واقف ہو' ہم نے ابتدا میں شیخ کے لیے علم ضروری قرار دیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ بیعت سے اصلی غرض اور مقصود یہ ہے کہ

مرید کو نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے اور قلبی سکون اور باطنی فیضان کے لیے اس کی رہنمائی کرے۔ اسی طرح اسے بری عادات و خصائل سے نجات دلائے اور اس میں اچھے اخلاق و عادات پیدا کرے تاکہ وہ یہ تمام چیزیں اپنے اندر جذب کر کے ان پر عمل پیرا ہو۔ اب جو شخص خود عالم نہیں ہے وہ یہ سارا کام کس طرح انجام دے گا۔

اس بات پر سارے مشائخ صوفیا متفق اللسان ہیں کہ وعظ و تقریر صرف وہی شخص کر سکتا ہے جو قرآن و حدیث جانتا ہو' سوائے اس کے کوئی چارہ کار نہیں۔ البتہ اگر کوئی ایسا شخص جس نے ظاہری علوم زیادہ حاصل نہ کیے ہوں مگر اس نے ایک لمبا عرصہ صاحب تقویٰ علماء کی صحبت اٹھائی ہو ان سے تربیت حاصل کی ہو اور وہ حلال و حرام کی تحقیق و تفتیش کے بارے میں انتہائی مستعد ہو' کتاب و سنت کے مقابلے میں کسی چیز کو اہمیت نہ دیتا ہو۔ شاید سلوک و ارشاد کا فریضہ انجام دینے میں یہ چیزیں اس کے لیے کافی ثابت ہو جائیں۔

مرشد کی دوسری شرط یہ ہے کہ وہ عدل و انصاف اور تقویٰ کے بلند مرتبے پر فائز ہو' اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ کبیرہ گناہ سے آزاد اور صغیرہ گناہوں پر اڑنے والا نہ ہو۔

مرشد کے لیے تیسری شرط یہ ہے کہ وہ دنیا کے مقابلے میں آخرت کو ترجیح دیتا ہو' اور اس کی طرف راغب ہو' موکد عبادات پابندی سے ادا کرتا ہو' اور صحیح احادیث میں وارد ذکر اذکار پر عامل ہو' ہمیشہ اپنے دل میں اللہ سے لو لگائے رکھے اور اسے یادداشت کی مشق کامل حاصل ہو۔

مرشد کے لیے چوتھی شرط یہ ہے کہ وہ ہمیشہ نیکی کا حکم دیتا رہے اور برائی سے روکتا رہے۔ صائب الرائے اور صاحب الرائے ہو مستقل مزاج ہو' نہ کہ ہرجائی صاحب مروت اور عقل کامل کا مالک ہو تاکہ امر و نہی کے سلسلے میں اس پر اعتماد کیا جا سکے۔

ارشاد خداوندی ہے۔

مِمَّنۡ تَرۡضَوۡنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ

"ایسے گواہ جن کو پسند کرو" (البقرہ: ۲۸۲)

اس سے صاحب تلقین و ارشاد (مرشد) کے بارے میں عدالت و تقویٰ کی اہمیت و ضرورت کا اندازہ آپ خود کرلیں۔

مرشد کے لیے پانچویں شرط یہ ہے کہ وہ طویل عرصہ تک مسلمہ مشائخ کی صحبت اور تربیت سے فیض حاصل کر چکا ہو۔ اس نے دوران تربیت مشائخ سے باطنی نور اور قلبی سکون کی دولت حاصل کی ہو' یہ اس لیے کہ سنت الٰہی کے مطابق انسان اس وقت تک فلاح حاصل نہیں کرتا جب تک اس کا تعلق اور واسطہ فلاح یافتہ افراد سے نہ پڑے' جس طرح علماء کی تعلیم و تدریس کے بغیر کوئی بھی علم حاصل نہیں کرسکتا۔ یہی صورت باقی پیشوں اور ہنروں میں ہے۔

اس معاملے (سلوک و ارشاد میں) کرامات اور خوارق عادات کا ظہور ضروری ہے اور نہ شرط' اور نہ ہی یہ ضروری ہے کہ مرشد گزر بسر کے لیے کوئی دنیوی کام نہ کرے۔ کرامات اور خرق عادات مجاہدات کا نتیجہ ہے کمال کی شرط نہیں ہے' مغلوب الحال لوگوں کو دلیل نہ بنایا جائے' سنت یہ ہے کہ تھوڑے پر قناعت اور شبہات کے مواقع سے پرہیز کی جائے۔

بیعت کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ بالغ' عاقل ہو اور اس معاملے میں شوق اور دلچسپی رکھتا ہو۔ حدیث میں آیا ہے کہ آنحضور ﷺ کی خدمت میں بیعت کے لیے ایک بچہ پیش کیا گیا۔ آپؐ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا' دعا فرمائی مگر اس سے بیعت نہ لی۔ بعض مشائخ صوفیا تبرک اور نیک فال کے طور پر چھوٹے بچوں کی بیعت بھی درست سمجھتے ہیں۔

مشائخ کے ہاں بیعت کا جو سلسلہ جاری ہے اس کی تین صورتیں ہیں مثلاً گناہوں سے توبہ پر بیعت' اسناد حدیث کے سلسلے کی طرح مشائخ کے سلسلے میں شامل

ہونے اور برکت حاصل کرنے کی نیت سے بیعت اور احکام الٰہی پر صدق دل اور مصمم ارادے کے ساتھ عمل پیرا ہونے اور دل کو اللہ جل شانہ سے وابستہ کرنے کے عزم پر بیعت' اور یہی تیسرا طریقہ اصل اور مقصود ہے۔

پہلی دونوں صورتوں میں بیعت کی تکمیل اور اسے پورا کرنے یا اس کے ساتھ وفاداری نبھانے سے مراد یہ ہے کہ مرید کبیرہ گناہوں سے بچے صغیرہ گناہوں پر اصرار نہ کرے' فرائض' سنن اور مستحبات کی پابندی کرے۔ بیعت توڑنے یا اس عہد سے باہر نکل جانے سے مراد یہ ہے کہ مرید ان ساری باتوں سے روگردانی کرے۔

تیسری صورت میں بیعت کے عہد کو نبھانے اور اسے پورا کرنے سے مراد یہ ہے کہ مرید ریاضت و مجاہدہ میں اتنی محنت کرے کہ بالآخر وہ اطمینان اور یقین کے نور سے منور ہو جائے' یہاں تک کہ یہ ساری چیزیں بطور عادت اور فطرت اس سے صادر ہونے لگیں اس حالت میں بعض دفعہ سالک کو ایسی چیزوں کی اجازت دی جاتی ہے' جن کی شریعت نے اجازت دی ہے اس میں بعض جسمانی فائدہ بخش چیزیں یا ایسی چیزیں جن کی ضرورت پڑتی ہے شامل ہیں مثلاً علوم دینی کی تدریس و تعلیم' یا عہدۂ قضا۔ اس بیعت یا عہد کو توڑنا یہ ہے کہ مرید مذکورہ امور سے عمداً غافل ہو جائے۔

دوبارہ بیعت کرنا: آنحضرت ﷺ سے دوسری بار بیعت لینا ثابت ہے۔ اسی طرح مشائخ صوفیاء سے بھی دوسری دفعہ بیعت لینا منقول ہے اگر دوسرے مرشد سے بیعت، پہلے پیر میں کسی خلل یا غیر مشروع بات ظاہر ہونے کی وجہ سے ہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اسی طرح مرشد کی وفات یا اس کے اس طرح غائب ہو جانے کی صورت میں بھی کوئی حرج نہیں جس میں اس کی واپسی کی امید باقی نہ رہی ہو' البتہ بلاوجہ دوسرے شیخ سے بیعت کرنا اسے ایک کھیل سمجھنا ہے' اس طرح نہ تو برکت حاصل ہوتی ہے اور نہ ہی مشائخ دلی توجہ کرتے ہیں۔

بیعت کے الفاظ : مشائخ سلف سے بیعت کا جو طریقہ بیان ہوا ہے اس کے مطابق پہلے شیخ خطبہ مسنونہ پڑھے جو یہ ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ آلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَ بَارَکَ وَسَلَّمَ

اس کے بعد مرید کو ایمان کی اجمالاً تلقین کرے اور کہے کہ کہو' میں ایمان لایا اللہ پر اور ایمان لایا اس پر جو کچھ اللہ کی طرف سے آیا مراد خداوندی کے مطابق اور میں ایمان لایا رسول اللہ ﷺ پر اور جو کچھ اللہ کی طرف سے آپ کے پاس آیا آپ کی تشریح اور مراد کے مطابق اور دین اسلام کے سوا میں تمام دینوں سے برات کا اظہار کرتا ہوں اسی طرح میں ہر قسم کے گناہوں اور نافرمانی سے توبہ کرتا ہوں' میں اسلام کی تجدید کرتا ہوں اور کہتا ہوں۔

اَشْھَدُ اَنَّ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اس کے بعد مرید سے کہے' کہو۔

میں نے بیعت کی آنحضرت ﷺ سے آپ کے خلفاء کے واسطے سے' پانچ باتوں پر اَشْھَدُ اَنَّ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ اس گواہی پر کہ کوئی معبود برحق نہیں سوائے اللہ کے اور حضرت محمد اللہ کے رسول ہیں اور نماز کے قائم کرنے پر اور زکوۃ کے دینے پر اور رمضان کے روزوں پر اور استطاعت کی صورت میں حج بیت اللہ پر۔ پھر مرید سے کہے' کہو۔

میں نے آنحضور ﷺ سے آپ کے خلفاء کے واسطے سے اس بات پر بیعت کی کہ میں اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کروں گا' چوری نہ کروں گا'

بدکاری نہیں کروں گا' قتل نہیں کروں گا اور اپنی طرف سے کسی پر بہتان نہیں لگاؤں گا اور کسی امر میں آنحضور ﷺ کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ اس کے بعد قرآن مجید کی یہ دو آیتیں پڑھے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (المائدہ: ۳۵)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَ مَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهِ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا (الفتح: ۱۰)

وہ جو تو آپؐ سے بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے تو جس نے عہد توڑا اس نے اتنے بڑے عہد کو توڑا اور جس نے پورا کیا وہ عہد جو اس نے اللہ سے کیا تھا تو بہت جلد اللہ اسے بڑا ثواب دے گا۔

اس کے بعد مرشد اپنے لیے' اپنے مرید کے لیے اور حاضرین کے لیے دعا کرے اور کہے بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَ لَكُمْ وَ نَفَعَنَا وَ اِيَّاكُمْ "اس کے بعد اس تلقین میں کوئی حرج نہیں ہے مرید سے کہے' کہو"

میں نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ اختیار کیا جو منسوب ہے شیخ اعظم قطب اکمل خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے یا میں نے سلسلہ عالیہ قادریہ اختیار کیا جو منسوب ہے حضرت سید محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف یا میں نے سلسلہ عالیہ چشتیہ اختیار کیا جس کی نسبت ہے حضرت شیخ معین الدین سجزی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ۔ بار الہ ہمیں اس سلسلے کی برکات نصیب کر اور ہمیں اس سلسلے کے اولیاء اللہ کے ساتھ اٹھا اے ارحم الراحمین اپنی رحمت سے یہ توفیق ارزانی فرما۔

میں نے اپنے والد گرامی سے سنا' آپ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں آنحضور ﷺ سے بیعت کی۔ آپ نے میرے دونوں ہاتھ اپنے دونوں مبارک ہاتھوں میں کر لیے۔ چنانچہ میں بیعت کے وقت خواب کے مطابق مصافحہ کرتا ہوں' البتہ عورتیں بیعت کے وقت کپڑے کا ایک کونہ پکڑ لیں جبکہ دوسرا کونا مرشد اپنے ہاتھوں میں لے لے۔ واللہ اعلم۔



باب ۳

تعلیم و تربیت سالک

سالکین کی تربیت کے کئی درجے ہیں' سب سے پہلی اور اہم بات یہ ہے کہ شیخ سالک کے فکر و عقیدے میں تبدیلی لائے' جب بھی کوئی شخص اللہ کے راستے پر چلنے کے سلسلے میں شوق اور آمادگی ظاہر کرے اسے سلف صالحین کے عقیدے کے مطابق اپنے نظریات صحیح کرنے پر تیار کرے۔ واجب الوجود کے اثبات' اس کی وحدانیت اور معبود برحق ہونے کا عقیدہ اس کے ذہن میں بٹھائے اور یہ کہ وہ تمام صفات کمال مثلاً حیات' علم' قدرت' ارادہ اور دوسری تمام ایسی صفات جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو متصف فرمایا ہے ان کا مالک ہے' اسی طرح وہ تمام صفات کمال جو مخبر صادق حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے روایات کے ذریعے ثابت ہیں صحیح اور حق ہیں۔ اسی طرح وہ اس بات کا عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ نقص اور کمی کی تمام صورتوں مثلاً جسم' احتیاج مکانی' غرض ہونے' طرف اور جہت میں ہونے اور الوان و اشکال سے منزہ اور پاک ہے۔

البتہ اس کے عرش پر متمکن ہونے' ہنسنے اور اس کے ہاتھوں کے سلسلے میں جو اشارات وارد ہوئے ہیں ہم اجمالی طور پر ان پر ایمان رکھتے ہیں' مگر ان کی تفصیلات علم الٰہی پر چھوڑتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ان چیزوں کی طرف نسبت ہمارے

تصور نسبت سے بالکل مختلف ہے سچ یہ ہے کہ
لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَّهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ
ہمارے لیے اس قدر بس ہے کہ یہ چیزیں اس کے لیے ثابت ہیں جیسا کہ قرآن مجید شاہد ہے۔

اسی طرح شیخ مرید کے ذہن میں یہ عقیدہ جاگزیں کر دے کہ تمام انبیائے کرام برحق ہیں۔ خصوصاً ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ آخری رسول ہیں۔ آپ کی تابعداری اور اطاعت فرض ہے۔ آپ نے جن چیزوں کا حکم فرمایا' جن باتوں سے منع فرمایا' جو کچھ آپ نے بیان فرمایا' چاہے اس کا تعلق ذات و صفات خداوندی سے ہے یا مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے سے' اسی طرح جنت' دوزخ' حشر' حساب' قیامت' عذاب قبر' حوض کوثر' صراط' میزان اور رویت الٰہی سے متعلق جو کچھ آپ سے صحیح روایات کے ذریعے ہم تک پہنچا ہے سب حق اور درست ہے اور اس پر ایمان لانا ضروری ہے۔

عقائد کی تصحیح کے بعد مرشد مرید پر اپنی توجہ مبذول کر کے اسے کبیرہ گناہوں سے اجتناب اور صغیرہ گناہوں پر ندامت کے لیے تیار کرے۔ سچ یہ ہے کہ کبیرہ ہر وہ گناہ ہے جس کے بارے میں قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں دوزخ' عذاب شدید کی وعید آئی ہے اور جو محدثین کے نزدیک واضح اور مشہور ہو یا اس کے مرتکب کو کافر قرار دیا گیا مثلاً آنحضور ﷺ کا یہ ارشاد کہ جس نے جان بوجھ کر نماز قضا کی اس نے کفر کیا' دوسری جگہ فرمایا گیا کہ مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان فرق نماز ہے' جس نے اسے چھوڑا اس نے کفر کیا یا کبیرہ وہ گناہ ہے جس کے مرتکب پر شریعت میں حد مقرر کی گئی ہے۔ مثلاً چوری' زنا' رہزنی' شراب نوشی۔ اسی طرح ہر وہ گناہ جو عقل کے نزدیک برائی میں کبیرہ کے برابر یا اس سے بڑا ہے کبیرہ میں شامل ہے جیسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا عبادت میں یا روزی اور شفا وغیرہ کے سلسلے میں غیر اللہ سے مدد چاہنا۔ چنانچہ ان باتوں سے بچنے کے لیے اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ

نَسْتَعِیْنُ میں اشارہ کیا گیا ہے۔ اسی طرح کاہن کی تصدیق' آنحضور ﷺ کی شان میں گستاخی' قرآن مجید اور فرشتوں کے بارے میں سطحی گفتگو یا تمسخر بھی کبیرہ گناہوں کے ذیل میں آتے ہیں۔ ان کے علاوہ نماز' روزہ اور فرضیت کے باوجود حج ایسی ضروری عبادات کا ترک' قتل ناحق' اپنی اولاد کا قتل اور خود کشی بھی کبیرہ گناہ ہیں۔

اسی طرح زنا' لواطت' منشیات کا استعمال' چوری' ڈاکہ' سرکاری مال کی چوری' جھوٹی گواہی' جھوٹی قسم' پاک دامن عورت پر بدکاری کی تہمت' یتیم کا مال کھانا' والدین کی نافرمانی' قطع رحمی' ناپ تول میں کمی' سود خوری' میدان جہاد سے فرار' آنحضور ﷺ سے جھوٹی بات منسوب کرنا' عدالتی امور میں رشوت لینا' محرکات سے نکاح کرنا' بد رویہ مردوں عورتوں کے درمیان معاملات کرانا' حاکم کو بھڑکانا تاکہ وہ قتل کرے یا کسی کی جائیداد ضبط کر لے' دارالحرب سے دارالاسلام کی طرف ہجرت نہ کرنا' کافروں سے دوستی رکھنا اور مسلمانوں کے مقابلے میں ان کا خیر خواہ بننا' جوا کھیلنا اور جادو کرنا سب گناہ کبیرہ ہیں۔

گناہ صغیرہ وہ ہیں جن سے شریعت نے منع کیا ہے یا وہ کسی جائز حکم کے خلاف ہیں' ان سے دین کے کسی مسلم حکم کی خلاف ورزی ہوتی ہو۔

اس کے بعد مرشد مرید کی زندگی میں ارکان اسلام مثلاً طہارت' نماز' روزہ' زکوٰۃ اور حج کی محبت اور ان پر عمل کا جذبہ پیدا کرے۔ یہ ارکان مرید سے ان آداب خصوصیات اور طریقوں کے مطابق ادا کرائے جائیں جس طرح آنحضور ﷺ نے حکم فرمایا ہے۔

اس کے بعد شیخ سالک کی زندگی کے عمومی مسائل مثلاً کھانا پینا' لباس' کلام' مخلوق کے ساتھ میل جول وغیرہ پر نگاہ کرے اور ساتھ ہی اس کے خانگی معاملات مثلاً نکاح' نوکروں چاکروں کے حقوق اور اولاد کے حقوق کی اہمیت اس پر واضح کرے۔ اس کے بعد معاملات مثلاً خرید و فروخت' عہد و پیمان اور ہر قسم کے لین دین پر اس کی اس طرح تربیت کرے کہ وہ سنت نبوی کے مطابق بغیر سستی اور بوجھ

کے صحیح صحیح ادا کرنے لگے۔

اب مرشد سالک کو صبح ' شام اور رات کے وقت کے اذکار و اوراد کی تعلیم دے۔ اسی طرح اسے اخلاقی فضائل اور آداب سے آراستہ کرے' ریا' خود پسندی' حسد' کینہ وغیرہ سے اسے نجات دلائے اور اس میں قرآن مجید کی تلاوت' آخرت کی یاد' ذکر و فکر کی مجالس سے محبت اور مسجد سے تعلق خاطر پیدا کرے۔ جس وقت مرید یہ آداب حاصل کرلے اور اس منزل پر آجائے تو اب اسے اشغال باطنی میں لگانا چاہیے۔ اب سالک ہر وقت اپنا دل اللہ سے لگائے رکھے اور نگاہ دل سے اس کے جمال میں مستغرق رہے۔

طوالت کے خوف سے ہم نے ان امور کا تفصیلی ذکر اس توقع اور امید پر چھوڑ دیا ہے کہ سالک قرآن مجید' حدیث مبارکہ' فقہ اور اوسط درجے کی کتابوں مثلاً "ریاض الصالحین" عقیدہ عضد یہ وغیرہ سے خود واقف ہے اور ان کا علم رکھتا ہے اگر کسی کو ان کتابوں سے براہ راست واقفیت میں دشواری ہو تو اسے چاہیے وہ کسی معتبر عالم دین سے دریافت کرلے۔



باب ۴

اشغال مشائخ قادریہ

مشائخ قادریہ، پیشوائے سلسلہ شیخ ابو محمد محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین و متوسلین ہیں۔ یہ حضرات سب سے پہلے جس چیز کی تلقین کرتے ہیں وہ ذکر بالجہر ہے، ذکر جہری سے مراد بہت بلند آواز سے ذکر کرنا نہیں ہے، چنانچہ اس طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی خلاف ورزی نہیں ہوتی جس میں آپ نے فرمایا ہے۔ اپنے آپ پر نرمی کرو تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکار رہے ہو۔

ذکر جہری میں ایک صورت اسم ذات (اللہ) کا ذکر ہے وہ یا تو ایک ضرب سے ہو اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اسم ذات یعنی اللہ کو سختی، درازی اور بلند آواز سے دل اور حلق دونوں کی قوت کے ساتھ ادا کرے، پھر ٹھہر جائے۔ یہاں تک کہ ذاکر کی سانس اپنے ٹھکانے پر واپس آجائے پھر اسی طرح بار بار ذکر کرتا رہے۔

یا ذکر دو ضربی ہو، اس کا طریقہ یہ ہے کہ نماز کی نشست پر بیٹھے اور اسم ذات کو ایک بار داہنے زانو میں اور دوسری بار دل پر ضرب کرے اور اسے بغیر وقفہ کے بار بار کرے مناسب یہ ہے کہ ضرب قلبی قوت اور سختی کے ساتھ ہو تاکہ دل پر اثر ہو اور اس میں یکسوئی پیدا ہو، پریشان خاطری اور وسواس رفع ہو جائیں۔

یا ذکر سہ ضربی ہو، اس کی صورت یہ ہے کہ چار زانو بیٹھے ایک بار

داہنے زانو میں دوسری بار بائیں زانو میں اور تیسری دفعہ دل میں ضرب کرے تیسری ضرب سخت تر اور بلند تر ہو۔

اور ذکر چار ضربی کی شکل یہ ہے کہ چار زانو بیٹھے' ایک بار داہنے زانو میں' دوسری بار بائیں زانو میں' تیسری بار دل میں اور چوتھی بار اپنے سامنے ضرب کرے چوتھی ضرب سخت تر اور بلند تر ہو۔

ذکر جہری میں ایک صورت نفی و اثبات کی ہے اور وہ ہے لا الہ الا اللہ۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ نماز کی صورت میں قبلہ رو ہو کر بیٹھے اور اپنی آنکھیں بند کرلے' لا کہے گویا اسے اپنی ناف سے نکالتا ہے' پھر اسے کھینچے یہاں تک کہ داہنے کندھے تک پہنچے' پھر الہ کہے گویا اسے دماغ کی جھلی سے نکالتا ہے' پھر الا اللہ کو دل پر شدت اور قوت کے ساتھ ضرب کرے اور ذات حق کا اثبات کرے۔ ہو سکتا ہے یہاں سوال پیدا ہو کہ آخر ضربات' انہیں سختی اور درازی کے ساتھ ادا کرنے اور انہیں مختلف مقامات سے دیگر جگہوں تک لے جانے میں کیا حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ میں عرض کرتا ہوں کہ انسانی فطرت ہے کہ اس کی توجہ مختلف چیزوں اور مقامات کی طرف بٹتی ہے وہ مختلف آوازوں کی طرف دھیان دیتی ہے۔ اس کے دل میں خیالات کے ہجوم گردش کرتے ہیں۔ چنانچہ اہل طریقت نے کچھ ایسے اصول اور طریقے وضع کیے ہیں جن پر عمل کرکے انسان آہستہ آہستہ غیر سے توجہ ہٹانے' بیرونی خطرات اور اشارات سے یکسو ہونے اور بالآخر اپنی ذات کے دھیان سے بھی فارغ ہو کر اللہ تعالیٰ سے سچی لو لگانے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

افضل یہ ہے کہ اہل سلوک فجر اور عصر کی نمازوں کے بعد حلقہ بنا کر اجتماعی انداز میں ذکر کریں' اکٹھے بیٹھ کر ذکر کرنے میں جو فوائد ہیں وہ اکیلے بیٹھ کر کرنے میں نہیں ہیں۔

جب طالب راہ پر ذکر جہری کے اثرات نمایاں ہو جائیں اور اس میں ذکر کا نور جھلکنے لگے تو اسے ذکر خفی کی رہنمائی کی جائے۔ ذکر جہری کے اثرات سے مراد یہ

ہے کہ اس میں ذوق و شوق پیدا ہو جائے' اللہ کے نام سے اس کے دل کو سکون و چین ملے' پریشان خاطری اور وساوس چھٹ جائیں اور ذات الٰہی کو ہر چیز سے مقدم سمجھنے اور اسے اولیت دینے لگے۔

جو شخص ہر روز (دن رات میں) دو ماہ یا اس کے لگ بھگ کم و بیش چار ہزار دفعہ اسم ذات (اللہ) کا ذکر ان شرائط اور آداب کے ساتھ باقاعدگی سے کرے جو ہم نے بیان کیے ہیں تو اس کے اثرات کا وہ خود مشاہدہ کرے گا گو ذاکر غبی ہو یا تیز فہم۔

ذکر خفی: اب ہم ذکر خفی کا ذکر کرتے ہیں' اس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنی دونوں آنکھیں اور لب بند کرے اور زبان قلب سے کہے اَللّٰهُ سَمِيْعٌ ' اَللّٰهُ بَصِيْرٌ اَللّٰهُ عَلِيْمٌ گویا یہ الفاظ اپنی ناف سے نکالتا ہے سینے تک اور سینے سے نکالتا ہے دماغ تک اور دماغ سے نکالتا ہے عرش تک! پھریوں کہے اَللّٰهُ عَلِيْمٌ اَللّٰهُ بَصِيْرٌ اَللّٰهُ سَمِيْعٌ اپنی منزلوں سے اترتا آئے جن پر چڑھا' درجہ بدرجہ آئے' یہ چڑھنے اترنے کا عمل بار بار کرے اور راہ کے بعض شناور اَللّٰهُ قَدِيْرٌ کا اضافہ کرتے ہیں۔

پاس انفاس: ذکر خفی میں نفی و اثبات کی ایک صورت وہی ہے جو ہم ذکر جہری کے ضمن میں بیان کر آئے ہیں۔ دوسری یہ ہے کہ ذاکر اپنے سانسوں پر ہوشیار اور بیدار ہو۔ یعنی جب سانس باہر نکلے تو بلا ارادہ و قصد اس کے دل سے آواز نکلے لا الہ اور جب سانس اندر جائے' اسی طرح بغیر ارادہ و قصد دل آواز دے۔ الا اللہ یہ پاس انفاس ہے دل کی صفائی کے لیے اور خطرات و وساوس اور پریشان خاطری سے نجات حاصل کرنے کے لیے پاس انفاس انتہائی موثر ہے۔

جس وقت سالک راہ کے اندر ذکر خفی کے اثرات ظاہر ہو جائیں اور اس میں ذکر کا نور معلوم ہو' تو اسے مراقبہ کی طرف لگایا جائے۔ ذکر کے اثرات اور نور سے مراد یہ ہے کہ طالب راہ پر محبت الٰہی کا غلبہ ہو جائے' وہ ہر دم غور و فکر کی کیفیت میں رہے۔ اللہ تعالیٰ کو ماسویٰ پر مقدم سمجھے اور اس کی طلب میں ہمہ تن

وقف ہو جائے' چپ رہنے میں خوشی محسوس کرے زیادہ گفتگو اور بات چیت سے کنارہ کشی اختیار کرے اور دنیوی امور سے دامن چھڑانے میں راحت محسوس کرے۔

مراقبہ : مشائخ صوفیاء کے ہاں مراقبہ کی کئی قسمیں ہیں ان سب کے ضمن میں جامع اور مکمل صورت یہ ہے کہ کوئی آیت قرآنی یا کلمہ زبان سے بولے یا دل میں اس کا خیال کرے اور اس کے معنی کو دل میں اچھی طرح جاگزیں کرے' پھر تصور کرے کہ یہ معنی کیونکر ہیں؟ اور اس کے تحقق اور ثبوت کی کیا صورت ہے۔ پھر دل کو اس صورت پر قائم کرے' یہاں تک کہ اس کے سوا دل میں کسی دوسرے معنی کا گزر نہ ہو اور اس میں استغراق کی کیفیت پیدا ہو جائے یعنی اس کے ماسویٰ سے ایک طرح کی غفلت اور ربودگی کی صورت ہو۔

مراقبہ کا ثبوت آنحضور ﷺ کا یہ ارشاد گرامی ہے کہ "احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا اسے دیکھ رہے ہو اور اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے تو وہ تو یقیناً تمہیں دیکھ رہا ہے۔"

سالک دوران مراقبہ اپنی زبان سے کہے' اللہ میرے سامنے موجود ہے' اللہ مجھے دیکھ رہا ہے' اللہ میرے ساتھ ہے یا زبان سے نہ کہے مگر دل میں اس معنی کا تصور کرے۔ اللہ تعالیٰ کی حضوری' اس کی نظر اور اس کی معیت کو انتہائی مضبوطی اور پختگی کے ساتھ تصور کرے اور یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ اس کی ذات مکان اور طرف سے منزہ اور پاک ہے' اس تصور کو یہاں تک لے جائے کہ اس میں استغراق ہو جائے۔ یا اس آیت کا تصور کرے وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ اور وہ تمہارے ساتھ تم کہیں ہو" (الحدید: ۴)

اس کی معیت یعنی ساتھ ہونے کا تصور اس قدر پختہ کرے کہ کھڑے' بیٹھے لیٹے' تنہائی اور لوگوں سے ملاقات' مصروفیت اور فراغت' الغرض ہر صورت میں اس تصور سے غافل نہ رہے یا ان آیات میں سے کوئی آیت پڑھے۔

فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْ فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ

"تو تم جدھر منہ کرو ادھر اللہ تمہاری طرف متوجہ ہے" (البقرہ: ۱۱۰)

اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى

"تو کیا حال ہو گا کیا نہ جانا کہ اللہ دیکھ رہا ہے" (العلق: ۱۴)

نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدُ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَئٍ مُحِيْطٌ

"اور ہم دل کی رگ سے بھی اس سے زیادہ نزدیک ہیں" (ق: ۱۶)

اِنَّ مَعِىَ رَبِّىْ سَيَهْدِيْنِ

"بے شک میرا رب میرے ساتھ ہے" (الشعراء: ۶۲)

هُوَ الْاَوَّلُ وَلْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنِ

"وہی اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن" (الحدید: ۳)

یہ مراقبے اللہ تعالیٰ کے ساتھ دل کو متعلق کرنے کے سلسلے میں مفید ہیں۔

دنیوی بکھیڑوں سے نجات حاصل کرنے اور ان سے پوری طرح گلو خلاصی کرانے اور سکر و صحو کے لیے جو مراقبہ زیادہ فائدہ مند ہے وہ اس آیت کا مراقبہ ہے۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُوْالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ

"زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے اور باقی ہے تمہارے رب کی ذات عظمت اور بزرگی والا" (الرحمٰن: ۲۷)

اس مراقبے کی صورت یہ ہے کہ سالک تصور کرے کہ وہ مر کر ایسی راکھ بن گیا ہے جسے ہوائیں اڑا رہی ہیں۔ آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہے' ہر چیز کی شکل و صورت مٹ کر بدل گئی ہے' البتہ اللہ موجود اور باقی ہے دیر تک یہ تصور جمائے۔ ہوش مندی کے لیے فائدہ مند ثابت ہو گا' اسی طرح اس آیت کا مراقبہ کرے۔

اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِىْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلاَ قِيْكُمْ اَيْنَ مَاتَكُوْنُوْا يُدْرِ كُكُّمُ الْمَوْتَ وَلَوْ كُنْتُمْ فِىْ بُرُوْجٍ مُشَيَّدَةٍ (النساء: ۷۸)

"تم جہاں کہیں ہو موت تمہیں آلے گی اگرچہ مضبوط قلعوں میں ہو"

جس وقت طالب راہ پر اس مراقبہ کے اثرات واضح ہو جائیں اور اس کا نور جھلکنے لگے، تو اسے توحید افعالی کی طرف رہنمائی کی جائے۔ واضح رہے کہ شارع علیہ السلام نے خاص طور پر دو چیزوں کی طرف رغبت اور آمادگی دلائی ہے پہلی ذکر ہے اور ذکر وہ ہے جو زبان سے بولا جائے اور دوسری چیز فکر ہے اور فکر سے مراد مراقبہ ہے۔

آئندہ رونما ہونے والے واقعات کا کشف: بعض مشائخ صوفیاء کا کہنا ہے کہ آئندہ رونما ہونے والے واقعات کے کشف کے بارے میں ہمیں جو تجربہ حاصل ہوا ہے، وہ یہ ہے کہ طالب راہ اکیلی جگہ اپنی نشست قائم کرے، غسل کرے، عمدہ لباس پہنے، خوشبو لگائے اور مصلیٰ پر بیٹھ جائے۔ قرآن مجید کا ایک کھلا ہوا نسخہ اپنے سامنے رکھے ایک ایک کھلا ہوا نسخہ اپنے دائیں بائیں رکھے اور ایک نسخہ اپنے پیچھے رکھے اور اپنی توجہ اس طرف مبذول کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے انتہائی عاجزی سے دعا کرے کہ بار الہ فلاں مسئلہ یا واقعہ مجھ پر ظاہر فرما۔ اس کے بعد اسم ذات کا ذکر شروع کرے مگر آنکھیں کھلی رکھے۔ اس کی صورت یہ ہو کہ ذکر کی ایک ضرب داہنے مصحف میں لگائے اور ایک بائیں میں، ایک ضرب پیچھے اور ایک سامنے والے مصحف میں۔ بالآخر وہ دل میں ایک خاص قسم کا نور اور کشادگی محسوس کرے گا، سات روز برابر خلوت یہ عمل دہرائے۔ انشاء اللہ اس پر سارا واقعہ کھل جائے گا۔ ہرچند مشائخ سے یہ اسی طرح منقول ہے تاہم میرے دل میں اس کے بارے میں کچھ تردد ہے کہ اس میں ایک لحاظ سے قرآن مجید کی بے ادبی کا پہلو نکلتا ہے۔

آئندہ رونما ہونے والے واقعات کی اطلاع سے متعلق مخدومی میرے والد گرامی علیہ الرحمتہ کا پسندیدہ طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ان اسمائے گرامی کا ذکر اس طرح کرے یَا عَلِیْمُ، یَامُبِیْنُ، یَا خَبِیْرُ یہ ذکر اوپر بیان کردہ شرائط کے مطابق ہو جس طرح ہم نے ذکر یک ضربی یا ذکر دو ضربی کے ضمن میں بیان کیا ہے۔

کشف ارواح: مشائخ قادریہ نے فرمایا ہے کہ کشف ارواح کے سلسلے میں ہمارا مجرب طریقہ یہ ہے کہ مذکورہ شرائط کے ساتھ دائیں طرف سُبُّوْحٌ اور بائیں طرف قُدُّوْسٌ کی ضرب لگائے اسی طرح آسمان میں رَبُّ الْمَلٰئِکَةِ اور دل میں وَالرُّوْحُ کی ضرب لگائے۔

مشکل امور کے حل اور مصیبت کو دفع کرنے کے لیے شرائط مذکورہ کے ساتھ جتنی پڑھ سکے تہجد کی نماز پڑھے پھر داہنی طرف یَا حَیُّ اور بائیں طرف یَا وَھَّابُ کی ضرب لگائے' یہ عمل ایک ہزار بار کرے۔

دل کی کشادگی اور بسط: دل کی کشادگی اور مشکل میں آسانی کی خاطر دل میں اللہ کی ضرب لگائے اور لا الہ الا ھو کی ضرب اس طرح لگائے جس طرح ہم ذکر نفی و اثبات کے ضمن میں بیان کر آئے ہیں' پھر داہنی طرف اَلْحَیُّ اور بائیں طرف اَلْقَیُّوْمُ کی ضرب لگائے۔

مقصد بر آری کے لیے: بیمار کے لیے شفاء' تنگدستی سے نجات' رزق کی فراوانی اور دشمن سے امن کے لیے مناسب ہے کہ اسمائے حسنیٰ میں سے اپنی ضرورت کے مطابق کسی اسم کا انتخاب کرے اور اس نام کا دو ضرب یا تین ضرب یا چار ضرب کے ساتھ ذکر کرے مثلاً اپنی طلب کے مطابق یا یا صَمَدُ (فاقہ کی صورت میں) یا رَازِقُ (کشائش رزق کے لیے) یا مُذِلُّ (دشمن کو مغلوب کرنے کے لیے) کا ذکر کرے' اسی طرح دوسرے اسمائے حسنیٰ کا اپنی حالت کے مطابق انتخاب کرے۔



باب ۵

اشغال مشائخ چشتیہ

یہ حضرات پیشوائے سلسلہ خواجہ معین الدین حسن چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین و منتسبین ہیں' چشت آپ کے مشائخ کے گاؤں کا نام ہے رضی اللہ عنہ و عنہم اجمعین۔

مشائخ چشتیہ کا کہنا ہے کہ امام الاولیاء حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' مجھے اللہ کی طرف جانے والا سب سے بہتر اور قریب ترین راستہ بتائیے۔ مگر یہ راستہ ایسا ہو' جس پر چلنا اور عمل کرنا بندوں کے لیے سب سے آسان ہو' آپ نے ارشاد فرمایا خلوت میں ذکر الٰہی کو وظیفہ بنالو انہوں نے پوچھا۔ حضور ذکر کس طرح کروں' آپ نے فرمایا آنکھیں بند کرلو اور تین دفعہ مجھ سے سنو پھر آپ نے تین دفعہ یہ ذکر کیا لا الہ الا اللہ۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سنتے رہے' پھر اس کے بعد تین دفعہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا لا الہ الا اللہ' آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سنتے رہے۔ بعد میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کو اس ذکر کی تعلیم دی۔

اسی طرح درجہ بدرجہ مشائخ کے ذریعے ہم تک یہ سلسلہ پہنچا۔ یہ حدیث ہمیں اپنے مشائخ سے معلوم ہوئی ہے محدثین کے نزدیک اس میں لمبی بحث ہے۔

شیخ جس وقت مرید کو ارشاد و تلقین کا ارادہ کرے تو اسے حکم دے کہ وہ روزہ رکھے۔ اگر یہ پنج شنبہ (خمیس) کا دن ہو تو زیادہ بہتر ہے۔ پھر اسے تلقین کرے کہ وہ دس بار استغفار کرے اور دس مرتبہ درود پڑھے۔ پھر مرشد کہے اللہ تعالیٰ اپنی محفوظ کتاب میں فرماتا ہے۔

فَاذْكُرُو اللّٰهَ قِيَامًا وَقُعُوْدًا وَ عَلٰى جُنُوْبِكُمْ

"اللہ کی یاد کرو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے" (النساء: ۱۰۳)

چنانچہ اے سالک راہ کوشش کرو کہ تمہارا کوئی لحہ ذکر الٰہی سے خالی نہ گزرے، تمہیں علم ہونا چاہیے کہ تمہارا دل بائیں چھاتی کے نیچے دو انگل پر ودیعت کیا گیا ہے اور اس کی شکل چلغوزہ کی ہے، اس کے دو دروازے ہیں ایک اوپر کی طرف اور دوسرا نیچے کی طرف، اوپر والا دروازہ ذکر جلی سے اور نیچے والا ذکر خفی سے کھلتا ہے۔

ذکر جلی: جس وقت ذکر جلی کا ارادہ کرو، چار زانو بیٹھو اور اس رگ کو پکڑلو جسے کیماس کہا جاتا ہے۔ اسی طرح اپنے داہنے پاؤں کے انگوٹھے اور اس سے ملحقہ انگلی کو دبا کر رکھو۔ میرے والد گرامی قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ کیماس وہ رگ ہے جو زانو کے نیچے ران کی طرف سے اترتی ہے، اسے اس مشکل میں پکڑنا خیالات و خدشات سے چھٹکارے اور روحانی قوت کو ایک جگہ مرتکز کرنے کے لیے بے حد فائدہ مند ہے اور یہ عمل دل کو ایک عجیب گرمی اور کیفیت عطا کرتا ہے۔

پھر نماز کی ہیئت میں قبلہ رو ہو کر بیٹھ جائے اور اپنی باطنی ہمت کو یکجا کر کے سختی اور کشیدگی کے ساتھ دل کی گہرائیوں سے ذکر کرے لا الہ الا اللہ لفظ لا ناف سے نکالے اور اسے داہنے مونڈھے تک کھینچے، پھر الہ دماغ کی جھلی (ام الدماغ) سے نکالے گویا اس نے غیر اللہ کی محبت اپنے اندر سے نکال کر پیٹھ کے پیچھے پھینک دی ہے۔ اب دوسرا سانس لے اور الا اللہ کو دل میں سختی اور قوت کے ساتھ ضرب کرے۔

نفی و اثبات کی اس کیفیت میں راہ معرفت کا ابتدائی سالک غیر اللہ سے معبودیت کی نفی کرے متوسط غیر اللہ سے مقصودیت کی نفی کرے اور منتہی اللہ کے ماسوی وجود کی نفی کرے۔

اس ذکر کی اہم اور بڑی شرط یہ ہے کہ سالک اپنے ارادے اور باطنی قوت کو مجتمع کرے اور اس کے مفہوم و معنی کو سمجھے ذکر جلی کرنے والا سالک خوراک میں بہت زیادہ کمی نہ کرے صرف چوتھائی معدہ خالی رکھے اور مناسب ہے کہ کچھ چکنائی استعمال کرے تاکہ دماغ خشکی سے پریشان نہ ہو۔

اگر سالک پاس انفاس کا ارادہ کرے تو اپنے سانسوں کی نگرانی اور حفاظت کرے سانس خارج ہو تو کہے لا الہ گویا وہ خدا کے سوا ہر چیز کی محبت اپنے دل سے خارج کر رہا ہے سانس اندر کھینچے تو کہے الا اللہ گویا وہ اپنے دل میں اللہ کی محبت داخل کر کے اسے قائم کر رہا ہے۔

مشائخ چشتیہ نے فرمایا ہے کہ راہ معرفت کا سب سے بڑا رکن دل کو اپنے مرشد سے جوڑنا ہے۔ یہ مرشد کی تعظیم اور اس کی صورت کے تصور کی شکل میں ہونا چاہیے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے مظاہر بے شمار ہیں' چنانچہ ہر عابد چاہے وہ غبی ہے یا بہترین عقل کا مالک اللہ تعالیٰ اس کے سامنے اسی کے مرتبے اور حیثیت کے مطابق ظاہر ہو کر اس کا معبود بنا ہے' یہی وہ راز ہے جس کے سبب قبلہ کی طرف منہ کرنا اور استواء علی العرش (عرش پر متمکن ہونا) ایسی چیزیں شریعت میں نازل ہوئیں۔

آنحضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب تم میں کوئی نماز پڑھے تو اپنے منہ کے سامنے نہ تھوکے اس لیے کہ نمازی اور قبلے کے درمیان اللہ تعالیٰ ہے۔

اسی طرح ایک دفعہ آپ ﷺ نے ایک سیاہ رنگ والی باندی سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ اس نے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ پھر آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ میں کون ہوں تو اس نے انگلی سے اس بات کا اشارہ کیا کہ آپ ﷺ کو اللہ

نے بھیجا ہے چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا یہ مومنہ ہے۔

پس اے سالک! تمہیں ہر حال میں اللہ ہی کی طرف اپنی توجہ رکھنی ہے اور اسی کے ساتھ ہی اپنے دل کی لو لگانی چاہیے۔ یہ تصور اور توجہ عرش کے حوالے سے ہی کیوں نہ ہو' یعنی ایسے نور کا تصور جو اللہ نے عرش پر رکھا ہے اور جو اپنی چمک دمک میں چاند سے بھی کہیں بڑھ کر ہے' یا یہ توجہ اور دل کی لو قبلے کی طرف متوجہ ہو کر لگائی جائے۔ جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے' تو یہ ایک طرح سے ایک حدیث کا مراقبہ ہوا۔

جس وقت طالب راہ ذکر کے نور سے منور ہو جائے تو اسے مراقبہ کی طرف لگایا جائے' مراقبہ رقیب سے مشتق ہے' رقیب کے معنی محافظ اور نگران کے ہوتے ہیں' اسے مراقبہ کا نام اس لیے دیا گیا ہے کہ سالک اس کے ذریعے اپنے دل کی حفاظت اور نگرانی کرتا ہے۔ نیز وہ اللہ کے سامنے حاضر ہوتا ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ ہر وقت اس کا نگران اور محافظ ہوتا ہے۔ مراقبے کے وقت زبان سے کہے یا دل میں خیال کرے اَللّٰهُ حَاضِرِیْ ' اَللّٰهُ نَاظِرِیْ ' اَللّٰهَ شَاهِدِیْ ' اَللّٰهُ مَعِیَ یا اس آیت کا مراقبہ کرے اَلاَ اِنَّهُ بِكُلِّ شَیْءٍ مُحِیْطٌ یا اس تصور کا مراقبہ کرے کہ اللہ سالک اور قبلے کے درمیان موجود ہے اور وہ مشاہدہ کر رہا ہے۔

مشائخ چشتیہ کا کہنا ہے کہ جو شخص چلہ نشینی کا ارادہ کرے' وہ چند امور کا بطور خاص التزام کرے۔ ہمیشہ روزے سے رہے' رات کو ہمیشہ قیام کرے۔ کھانا' پینا' بولنا اور لوگوں سے میل ملاقات کم کر دے اور سوتے جاگتے باوضو رہے۔ دل ہمیشہ مرشد کے ساتھ لگائے' غفلت کو اپنے اوپر حرام قرار دے دے۔ حجرے میں داخل ہوتے وقت داہنا پاؤں بڑھائے تو اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ کے بعد تین دفعہ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھے اور جب بایاں پاؤں داخل کرے تو یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ وَلِیِّیْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةَ كُنْ لِیْ بِمَا كُنْتَ لِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَارْزُقْنِیْ مُحَبَّتَكَ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ حُبُّكَ

وَاشْغِلْنِیْ بِجَمَالِكَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُخْلِصِیْنَ اَللّٰهُمَّ اُمْحُ نَفْسِیْ بِجَذْبَاتِ ذَالِكَ یَا اَنِیْسُ مَنْ لَا اَنِیْسَ لَهٗ۔

"الٰہی! دنیا و آخرت میں تو ہی میرا کارساز ہے' اسی طرح میری دستگیری کر جس طرح تو نے اپنے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ پر کرم فرمایا' مجھے اپنی محبت عطا فرما' اپنے جمال کی مشغولیت نصیب فرما اور اپنے مخلص بندوں میں شامل کر۔ بار الٰہ میرے نفس کو اپنی ذات کی کشش سے آزاد کر۔ اے ہر اس شخص کے مونس و رفیق جس کا کوئی مونس و رفیق نہیں' اے اللہ مجھے تنہا اور اکیلا نہ کرنا بلاشبہ تو سب سے بہتر وارث ہے۔

پھر مصلیٰ پر کھڑا ہو کر اکیس دفعہ یہ آیت پڑھے۔

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ

"میں نے اپنا منہ اس کی طرف کیا جس نے آسمان اور زمین بنائے ایک اسی کا ہو کر اور میں مشرکوں میں نہیں" (الانعام:۸۹)

اس کے بعد دو رکعت پڑھے' پہلی رکعت میں آیتہ الکرسی اور دوسری میں اٰمَنَ الرَّسُوْلُ پڑھے' نماز کے بعد طویل سجدہ کرے اور عاجزی و زاری کے ساتھ دعا مانگے' اس کے بعد یا فتاح پانچ سو بار پڑھے' اس سے فراغت کے بعد ان اذکار میں مشغول ہو جائے جن کا بیان اوپر گزر چکا ہے۔

مشائخ چشتیہ نے فرمایا ہے کہ سالک جس وقت کسی مزار پر جائے تو پہلے دو رکعت میں سورہ انا فتحنا پڑھے پھر میت کے سامنے والے رخ میں اس کی طرف منہ اور قبلہ کی طرف پشت دے کر بیٹھ جائے اور پہلے سورہ ملک پڑھے پھر اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ پڑھے' اس کے بعد گیارہ دفعہ سورہ فاتحہ پڑھے اور قبر سے قریب ہو جائے اور اکیس بار یا رب یا رب پڑھے اس کے بعد یا روح کہے اور اسے آسمان میں ضرب کرے پھر یا روح الروح کی دل میں ضرب کرتا رہے یہاں تک کہ دل میں بسط

(کشادگی) اور نور کی کیفیت محسوس کرے۔ اس کے بعد صاحب مزار کی طرف سے اپنے دل میں فیض کا انتظار کرے۔

صلوٰۃ معکوس: مشائخ چشتیہ کے ہاں ایک خاص نماز ہے جسے صلوٰۃ معکوس کا نام دیتے ہیں ہمیں احادیث اور فقہاء کے اقوال میں اس کی کوئی ایسی بنیاد نظر نہیں آئی جس کی وجہ سے ہم اس پر زور دیں' اس لیے ہم اس کا ذکر ترک کرتے ہیں اور حقیقی علم اللہ ہی کے پاس ہے۔

صلوٰۃ کن فیکون: اسی طرح ان کے ہاں ایک اور نماز ہے جسے وہ صلوٰۃ کن فیکون کہتے ہیں۔ ان کے مطابق جسے کوئی انتہائی مشکل مسئلہ پیش آجائے اسے چاہیے کہ وہ بدھ' خمیس اور جمعہ کی راتوں میں دو رکعت نماز ادا کرے پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ ایک بار اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ سو بار اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ سو بار اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ ایک بار پڑھے' پھر کہے اے ہر دشواری کو آسان کرنے والے اور ہر تاریکی کو دور کرنے والے! پھر سو دفعہ درود پڑھ کر حضور قلب کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا کرے۔ تیسری رات یہ عمل پورا کرکے اپنی پگڑی یا ٹوپی سر سے اتار دے' آستین گلے میں ڈال کر گڑگڑائے اور رو رو کر پچاس بار اپنی مشکل اور مصیبت کے لیے دعا کرے اس کی دعا ضرور قبول ہوگی۔



باب ٦

اشغال مشائخ نقشبندیہ

یہ حضرات پیشوائے سلسلہ نقشبندیہ خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین و منتسبین ہیں رضی اللہ عنہ و عنھم اجمعین۔

مشائخ نقشبندیہ کا کہنا ہے کہ اللہ تک پہنچنے کے تین راستے ہیں ان میں پہلا راستہ ذکر الٰہی کا ہے۔ ذکر کی ایک صورت ذکر نفی و اثبات ہے اور ذکر کی یہی صورت متقدمین مشائخ نقشبندیہ سے منقول ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ توجہ کو منتشر کرنے والی بیرونی چیزوں مثلاً لوگوں کی قیل و قال اور اندرونی باتوں مثلاً شدید بھوک' غصہ' درد اور ضرورت سے زیادہ پیٹ بھرنے ایسی تمام چیزوں سے خالی ہونے کو غنیمت جان کر سالک پہلے موت کو اپنے سامنے موجود سمجھے اور اللہ تعالٰی سے اپنے کردہ گناہوں کی معافی طلب کرے' پھر اپنے دونوں لب اور آنکھیں بند کر لے اور سانس کو اندر روک کر دل سے کہے لا اسے اپنی ناف کے داہنی طرف سے نکالے اور کھینچتا ہوا مونڈھے تک لے آئے پھر کندھے کو سر کی طرف جھکا دے اور ہلائے اور کہے الہ پھر زور سے الا اللہ کو دل میں ضرب کرے۔

حبس دم: ان مشائخ کا کہنا ہے حبس دم (سانس کو روک کر نکالنا) عشق کو ابھارنے'

باطنی نسبت کو مرتکز کرنے' باطنی قوتوں کو بیدار کرنے اور پریشان خیالی اور وساوس سے نجات حاصل کرنے کے سلسلے اکسیر ہے' حبس دم کی مشق بتدریج کرنی چاہیے تاکہ طبیعت پر ناقابل برداشت بوجھ نہ پڑے۔ جس میں افراط نہ کیا جائے۔ خیال رہے کہ مشائخ نقشبندیہ کے حبس اور جوگیوں کے حبس میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

اسی طرح طاق عدد کی بھی عجیب خصوصیات اور اثرات ہیں حبس دم میں پہلے ایک دم میں ذکر ایک دفعہ مشق کرے اور پھر ایک دم میں تین دفعہ اس کے بعد طاق اعداد میں ایک ہی سانس میں تعداد بڑھاتا جائے' یہاں تک کہ اکیس تک پہنچ جائے۔

اگر کوئی سالک اکیس بار تک ایک سانس ہی میں حبس دم تک پہنچ جائے اور پھر بھی اس پر کشش ربانی کا دروازہ نہ کھلے اور باطن کے اللہ کی طرف مبذول ہونے اور دوسرے امور سے وحشت کی صورت پیدا نہ ہو تو وہ جان لے کہ اس کا عمل نہیں ہوا۔ اس میں کہیں نہ کہیں کمی رہ گئی ہے' چنانچہ وہ دوبارہ تین سے شروع کرکے اکیس بار تک پہنچے۔

ذکر کے طریقوں میں سے ایک مجرد اثبات ہے' یعنی صرف اِلّا اللہ کا ذکر کرے۔ اسے خواجہ محمد باقی یا ان کے کسی قریب العصر بزرگ نے نکالا ہے متقدمین کے ہاں اس کا سراغ نہیں ملا۔

میں نے اپنے والد گرامی سے سنا' وہ فرمایا کرتے تھے کہ ذکر نفی و اثبات، سلوک کے لیے مفید تر ہے اور ذکر اثبات خالی جذب اور کشش کے لیے بے حد مفید ہے۔

اس کا طریقہ یہ ہے کہ لفظ اللہ کو حبس دم کے ساتھ اپنی ناف سے پوری قوت کے ساتھ نکالے اور اسے ام الدماغ تک کھینچے' اسے آہستہ آہستہ بڑھاتا جائے بعض نقشبندی مشائخ ایک ہی سانس میں ہزار دفعہ تک یہ ذکر کرلیتے ہیں۔ میں نے

اپنے والد گرامی کے مریدین میں سے کسی ایک عورت کو دیکھا' وہ ایک ہی سانس میں اسم ذات اللہ کا ہزار سے بھی زیادہ ذکر لیتی تھی۔

میرے والد گرامی اپنے ابتدائے سلوک کا واقعہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ میں ذکر نفی و اثبات ایک ہی سانس میں دو سو مرتبہ کر لیتا تھا۔

مشائخ نقشبندیہ کے نزدیک اللہ تک پہنچنے کا دوسرا راستہ مراقبہ ہے اس کی صورت یہ ہے کہ سانس کو تھوڑی دیر کے لیے ناف کے نیچے روکے اور اپنے تمام حواس مدرکہ کو اس مجرد اور بسیط معنی کی طرف مرکوز کر دے' جسے ہر سالک اللہ کا نام بولتے وقت تصور کرتا ہے' مگر ایسے افراد بہت کم ہیں جو اس معنی بسیط کا لفظ کے بغیر تصور کر لیں۔ لہٰذا سالک کو چاہیے کہ وہ اس معنی بسیط کو الفاظ سے جدا کرے اور اس کی طرف خیالات و خطرات کی مزاحمت اور ماسویٰ اللہ کی طرف التفات کے بغیر متوجہ ہو' بعض لوگوں سے اس قسم کا ادراک نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ بعض مشائخ ایسے شخص کے لیے ایک دعا تجویز کرتے ہیں' اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ یہ دعا ہمیشہ دل سے کرے (زبان سے نہیں) اور کہے' اے میرے رب تو ہی میرا مقصود ہے' میں تیرے سوا ہر چیز کو چھوڑ کر تیری طرف آیا ہوں یا اس سے ملتی جلتی دعا مانگے۔ بعض مشائخ ایسے شخص کو خلائے مجرد یا نور بسیط کے تصور کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ چنانچہ سالک راہ بتدریج اس تصور سے مذکورہ توجہ کی منزل تک پہنچ جاتا ہے۔

مشائخ نقشبندیہ کے نزدیک وصول الی اللہ کا تیسرا طریقہ اپنے مرشد کے ساتھ کمال درجے کا رابطہ اور تعلق خاطر ہے۔ اس کی شرط یہ ہے کہ مرشد قوی التوجہ اور "یادداشت" کی دائمی مشق سے بہرہ ور ہو' ایسے مرشد کی صحبت اختیار کرے تو سوائے اس کی محبت کے اپنی ذات کو ہر شے کے تصور اور خیال سے خالی کرے اور مرشد کے فیض کا منتظر رہے۔ آنکھیں بند کر لے اور اگر کھلی رکھے تو مرشد کی دونوں آنکھوں کے درمیان نظر جمائے جس وقت فیضان کی آمد شروع ہو تو

دل کی گہرائیوں سے اس کی حفاظت اور نگرانی کرے اور جب مرشد سامنے موجود نہ ہو تو انتہائی محبت اور تعظیم کے ساتھ اس کی صورت کو اپنی دونوں آنکھوں کے درمیان خیال کرے۔ اس کی شکل و صورت کا تصور سالک کو وہی فائدہ دے گا جو اس کی صحبت دیتی ہے۔

میرے والد گرامی فرمایا کرتے تھے کہ سالک کے لیے ضروری ہے کہ جس ہیئت اور شکل پر اسے کچھ حاصل ہو' وہ ہیئت اور شکل تبدیل نہ کرے اگر وہ کھڑا ہے تو نہ بیٹھے اور اگر بیٹھا ہے تو کھڑا نہ ہو۔

مشائخ نقشبندیہ میں سے بعض حضرات سالک کو تلقین کرتے ہیں کہ اپنے دل پر اسم ذات اللہ سونے سے لکھا ہوا ہونے کا تصور باندھے۔

میرے والد گرامی فرمایا کرتے تھے کہ میں دس برس کا تھا کہ خواجہ محمد ہاشم رحمۃ اللہ علیہ بخاری نے مجھے اسم ذات لکھنے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ میں نے کثرت سے اس کی مشق کی اور اپنے دل میں یہ کیفیت اس قدر جمالی کہ ایک دفعہ ایک کتاب لکھتے ہوئے چار ورق لفظ اللہ لکھ گیا اور مجھے اس کا کوئی احساس نہ ہوا۔

اسی طرح آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے خواجہ خورد رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ آپ اپنے ہاتھ کے انگوٹھے سے چاروں انگلیوں پر برابر کچھ لکھتے رہتے تھے۔ مجلس میں بیٹھے ہوں بات کر رہے ہوں' غرض کوئی کام کر رہے ہوں' یہ عمل جاری رہتا تھا۔ میں نے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا' ابتدائے عمر میں میں نے اس کی اتنی مشق کی ہے کہ اب اسے چھوڑنا میرے بس میں نہیں رہا۔

مشائخ نقشبندیہ کے ہاں چند اصطلاحات ہیں جو ان کے طریقے اور سلسلے کی اساس ہیں' بعض اصطلاحات سے ان اشغال کی طرف اشارات ملتے ہیں اور بعض کو تاثیر کے لیے کچھ شرائط ہیں' ہم ذیل میں ان کا ذکر کرتے ہیں۔

۱۔ ہوش در دم ۲۔ نظر بر قدم ۳۔ سفر در وطن ۴۔ خلوت در انجمن
۵۔ یاد کرد ۶۔ باز گشت ۷۔ نگہداشت ۸۔ یاد داشت

یہ آٹھ کلمات خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہیں' اور یہ تین اصطلاحات خواجہ نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہیں۔

۱۔ وقوف زمانی' ۲۔ وقوف قلبی' ۳۔ وقوف عددی۔

ہوش در دم سے مراد یہ ہے کہ ہر سانس پر ہوشیاری اور بیداری یعنی سالک ہر سانس پر ہمیشہ بیدار اور ہوشیار رہے اور فکر مند رہے کہ اس کا ہر سانس ذکر سے وابستہ ہے یا غفلت پر مبنی ہے۔ اس طرح وہ بتدریج دائمی حضوری کی منزل حاصل کرلے گا' اس طرح کی پابندی مبتدی کے لیے ضروری ہے۔ البتہ جب سالک درمیانی منزل تک آجائے تو وقفے وقفے سے گزرے ہوئے وقت کے سانسوں کا جائزہ لیتا رہے' یعنی کچھ دیر بعد وہ دیکھے کہ اس کا یہ وقت غفلت میں تو نہیں گزرا۔ اگر درمیان میں غفلت آئی ہے تو استغفار کرے اور آئندہ یہ غفلت نہ کرنے کا پختہ عزم کرے۔ اس نگرانی اور حفاظت سے بالآخر وہ دائمی حضور کی منزل کو پہنچ جائے گا۔ یہ دوسرے طریق کی نگرانی اور ہوشیاری وقوف زمانی کہلاتی ہے اور اسے خواجہ نقشبند نے وضع کیا ہے۔ ان کے نزدیک اس بیداری اور نگرانی کو بار بار نگاہ رکھنا خود متوسط سالک کے لیے پریشان خاطری کا موجب ہے' سالک کے لیے اصل بات توجہ الی اللہ میں استغراق ہے۔ اسے استغراق میں توجہ یا عدم توجہ کا علم رکھنے کی پابندی بجائے خود اصل سے توجہ ہٹانے کا باعث ہے۔

نظر برقدم سے مراد یہ ہے کہ سالک کے لیے ضروری ہے کہ وہ چلتے وقت اپنے قدموں کے علاوہ کسی چیز کو نہ دیکھے' اسی طرح بیٹھتے وقت وہ صرف اپنے سامنے دیکھے۔ مختلف شکلوں اور تعجب آمیز رنگوں کو دیکھنا سالک کی باطنی کیفیت میں بگاڑ پیدا کرتا ہے اور اسے اس چیز سے پھیر دیتا ہے جس کی طلب میں وہ ہے' اسی طرح لوگوں کی باتیں سننے یا ان کے ساتھ زیادہ گفتگو کرنے کا نتیجہ بھی یہی ہے۔

میرے والد گرامی فرمایا کرتے تھے۔ کہ نظر نیچی رکھنا مبتدی کے لیے ہے۔ رہا راہ طریقت کا منتہی طالب' اس کے لیے واجب ہے کہ وہ اپنے حال میں غور و فکر

کرے اور دیکھے کہ وہ کس نبی کے قدم پر ہے' اس لیے کہ بعض اولیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے قدم پر ہوتے ہیں اور انہیں کمالات کی جامعیت حاصل ہوتی ہے اور بعض موسیٰ علیہ السلام کے قدم پر ہوتے ہیں علی ہذا القیاس' پھر جب سالک منتہی اپنے پیشوا اور متبوع کو پہچان لے تو اسے چاہیے کہ اپنے احوال' واقعات اور افعال اپنے پیشوا کے احوال و واقعات کے مطابق ڈھالے۔

سفر در وطن سے مراد یہ ہے کہ بشری صفات خسیسہ سے صفات ملکیہ فاضلہ کی طرف پرواز کی جائے۔ سالک پر فرض ہے کہ وہ برابر اپنے نفس پر نگاہ رکھے اگر اسے ابھی تک نفس میں مخلوق کی محبت کا شائبہ نظر آئے تو از سر نو توبہ کرے اور سمجھے کہ یہ میرا بت ہے پھر لا الہ الا اللہ کہہ کر اس چیز کی محبت کا خیال مٹا دے اور اس کی جگہ دل میں محبت الٰہی جاگزیں کر دے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دل کے اندرونی حصے میں محبت کی بہت سی رگیں ہیں' انہیں انتہائی باریک بینی اور تجسس کے بغیر تلاش کرنا اور نکالنا ممکن نہیں ہے۔ سالک کے لیے ضروری ہے کہ بغور دل کا جائزہ لے کہ کہیں اس میں کسی کے لیے حسد' کینہ یا کوئی اور نفرت تو موجود نہیں ہے؟ اگر ایسا ہے تو اسے ذکر کے اس کلمے پر مداومت کی مدد سے نکال پھینکے۔

خلوت در انجمن سے مراد یہ ہے کہ اپنے تمام احوال میں دل کو حق تعالیٰ سے شاغل رکھے۔ درس و تدریس ہو یا گفتگو' کھانے پینے کی صورت ہو یا چلنے کی' سالک اپنے باطن میں ایسا ملکہ پیدا کرے کہ وہ ان امور کے دوران متوجہ الی الحق رہے۔ خواجہ نقشبند قدس سرہ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں اسی طرف اشارہ ہے:

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ

سچ تو یہ ہے کہ فقر کی وضع قطع بنانا اور ہر وقت ذکر کی کیفیت میں رہنا بعض اوقات ریا اور دکھاوے کی طرف لے جاتا ہے' بہتر یہ ہے کہ وضع قطع اور لباس عام لوگوں کا سا ہو مگر تقویٰ' دیانت اور عبادات و طاعات میں ہمت و کوشش

فقرا کی ہو اور دل ہمیشہ حق تعالیٰ سے لو لگائے رکھے۔ خواجہ علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ نے فارسی شعر میں یہی مفہوم کیا خوب ادا کیا ہے۔

از دروں شو آشنا و از بروں بیگانہ وش
ایں چنیں زیبا روش کم می بود اندر جہاں

(اندر سے آشنائی اور باہر سے بیگانگی' دنیا میں اس سے خوبصورت طریقہ اور کوئی نہیں)

"یاد کرد سے مراد یہ ہے کہ سالک مسلسل ذکر میں مشغول رہے چاہے ذکر نفی و اثبات کی صورت ہو یا اثبات مجرد کی صورت میں' اس کی تفصیلات گزر چکی ہیں۔

"باز گشت" سے مراد یہ ہے کہ دوران ذکر ہر دفعہ تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد تین دفعہ یا چار دفعہ مناجات کرے' یعنی دل کی گہرائی اور حضور سے دعا کرے، اے میرے رب! تو ہی میرا مقصود ہے میں نے دنیا و آخرت تیرے لیے چھوڑی ہے تو مجھے اپنی کامل نعمتیں نصیب فرما اور اپنے وصال سے شاد کام کر۔ میرے والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ "سالک کے لیے یہ دعا بمنزلہ شرط عظیم کے ہے' لہٰذا اس کے لیے مناسب نہیں کہ وہ اس سے غفلت کرے ہمیں جو کچھ ملا ہے یا ہم نے جو کچھ پایا ہے اسی کی برکت سے پایا ہے۔"

"نگہداشت" سے مراد یہ ہے کہ سالک نفس کے خطرات اور وسوسوں سے نجات حاصل کرے' یعنی وہ ہر وقت بیدار رہے اور دل میں کسی خیال و خطر کو راہ نہ دے۔ خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ خیال و خدشات کے آتے ہی سالک انہیں فوراً ذہن سے نکال پھینکے' اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر یہ چیزیں کچھ دیر کے لیے رہ گئیں تو نفس ان کی طرف مائل ہو جائے گا اور یہ چیزیں اپنے اثرات پیدا کرلیں گی اور پھر ان کا زائل کرنا مشکل ہو گا۔ چنانچہ نگہداشت کے ذریعے سالک اپنے دل و دماغ کو خطرات و خدشات کے گزر اور وہم و وساوس سے بچا سکتا ہے۔

"یادداشت" سے مراد یہ ہے کہ الفاظ و تخیلات سے خالی ہو کر حقیقت واجب الوجود کی طرف توجہ مبذول کرے۔ سچ بات یہ ہے کہ اس منزل پر فنائے تام اور بقائے کامل کے بغیر استقامت حاصل نہیں ہوتی' اللہ تعالیٰ یہ مقام نصیب فرمائے۔

"وقوف زمانی" کی تشریح ہم "ہوش در دم" کے ضمن میں بیان کر آئے ہیں۔

"وقوف عددی" سے مراد یہ ہے کہ سالک ذکر میں طاق عدد کی پابندی کرے۔ اس کا بیان بھی پہلے گزر چکا ہے۔

وقوف قلبی سے مراد یہ ہے کہ سالک اس (حسی) قلب کی طرف توجہ رکھے' جو بائیں جانب چھاتی کے نیچے ودیعت کیا گیا ہے۔ اس توجہ کی حکمت تقریباً وہی ہے جو مشائخ قادریہ کے ہاں ذکر میں مختلف صورتوں کی ضربوں میں ہے۔

مشائخ نقشبندیہ کے کچھ اور عجیب تصرفات ہیں مثلاً کسی خاص مقصد کے لیے باطنی قوت اور ہمت کو مبذول کرنا' اب اس مقصد کا حصول باطنی قوت اور ہمت کے اندازے سے ہوتا ہے۔ طالب راہ میں تاثیر پیدا کرنا' مریض سے بیماری دفع کرنا' گنہ گار کو توبہ پر آمادہ کر لینا۔ لوگوں کے دلوں کو اس طرح پھیر لینا کہ وہ تعظیم و تکریم کرنے لگیں' اسی طرح ان کے خیالات میں تصرف کرنا' یہاں تک کہ بڑے بڑے واقعات متمثل ہو کر سامنے آجائیں۔ زندہ اور وصال کر جانے والے اولیاء اللہ کی نسبتوں پر مطلع ہو جانا' لوگوں کے دلوں میں جو خیالات' خطرات رونما ہو رہے ہیں اور ان کے سینوں میں جو تلاطم موجود ہے اس سے باخبر ہو جانا' آنے والے واقعات کا ان پر کھل جانا' نازل ہونے والی مصیبتوں کو دفع کرنا وغیرہ۔ ہم ذیل میں چند چیزیں بیان کرتے ہیں۔

مشائخ نقشبندیہ کے اکابرین' جو فنافی اللہ اور بقا باللہ کے مقام پر فائز تھے' تصرفات کے سلسلے میں عجیب شان کے مالک تھے۔ البتہ طالب کے اندر تاثیر پیدا

کرنے کے سلسلے میں بعد والے تمام مشائخ نقشبندیہ کا طریقہ یہ ہے کہ مرشد سالک کے نفس ناطقہ کی طرف متوجہ ہو کر اپنی مضبوط باطنی قوت کے ساتھ اس سے ٹکرائے اور پھر جمعیت خاطر کے ساتھ اپنی نسبت میں ڈوب جائے۔ یہ تصرف اس کے بعد ہو گا کہ مرشد کا نفس مشائخ کی نسبتوں میں سے کون سی نسبت کا حامل ہے اور اسے اس نسبت کا ملکہ راسخہ حاصل ہو' یعنی یہ نسبت ہر وقت اس کے قابو میں ہو۔ پھر مرشد کی نسبت طالب کی طرف اس کی لیاقت اور استعداد کے مطابق منتقل ہوگی۔ بعض نقشبندی بزرگ اس توجہ کے ساتھ ذکر اور طالب کے دل پر ضرب لگانے کو بھی شامل کر دیتے ہیں اگر طالب سامنے موجود نہ ہو تو اس کی صورت کا تصور کر کے توجہ دیتے ہیں۔

ہمت خاطر: ہمت خاطر سے مراد یہ ہے کہ سالک اپنی مراد حاصل کرنے اور آرزو کو پانے کے لیے اپنی باطنی قوت اور پختہ ارادہ اس طرح قائم کرلے کہ اس مقصود اور مراد کے حصول کی جدوجہد کے سوا اس کے دل میں کوئی خیال بھی نہیں آئے۔ یہ خیال اور ارادے کی پختگی اور یکسوئی اس طرح ہو جیسے پیاسے پر صرف پانی ہی کی دھن سوار ہوتی ہے۔

مجھے بعض انتہائی ثقہ اور قابل اعتماد مشائخ نے بتایا ہے کہ بعض بزرگ ذکر نفی و اثبات کے دوران یہ مراد لیتے ہیں کہ درپیش مصیبت کو ٹالنے والا اور رزق دینے والا اور کوئی نہیں سوائے اللہ کے' وہی اس فعل کا فاعل حقیقی ہے۔

دفع مرض: دفع مرض یعنی بیماری کے دفع کرنے کی صورت یہ ہے کہ صاحب نسبت اپنے آپ کو مریض خیال کرے اور سمجھے کہ یہ مرض مجھے ہے' اس پر اپنی باطنی ہمت اور توجہ مرکوز کرے۔ اس کے سوا دل میں اور کوئی خیال نہ آنے دے۔ پس یہ بیماری اسی کی طرف منتقل ہو جائے گی' یہ قدرت الٰہی کا عجیب و غریب کرشمہ ہے۔

افاضہ توبہ: افاضہ توبہ (توبہ کی توفیق پیدا کر دینے کا عمل) کا طریقہ یہ ہے کہ صاحب

نسبت اپنے آپ کو وہ گنہ گار خیال کرے (جسے توبہ کرانا چاہتا ہے) اور پھر اس میں ایسی تاثیر کرے، گویا اس کی ذات اس گنہ گار کی ذات سے مل جائے اور دونوں ذاتوں میں اتصال ہو جائے، اس کے بعد دوبارہ یہ عمل شروع کرے، گنہ اور معصیت سے نادم ہو اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے، چنانچہ وہ گناہ گار جلدی توبہ کرلے گا۔

تصرف قلوب: لوگوں کے دلوں میں اس طرح تصرف کرنا کہ وہ محبت کرنے لگیں یا ان کے دماغوں میں ایسا تصرف کرنا کہ ان میں واقعات متمثل ہو جائیں، اس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنی باطنی قوت اور توجہ کے مطابق شیخ، طالب کے نفس سے ٹکرا جائے اور اسے اپنے نفس سے متصل کرلے، پھر محبت یا واقعہ کی صورت کا تصور کرے اور دل کی گہرائی سے اس کی طرف توجہ کرے، چنانچہ جس کی طرف توجہ کرے گا اس پر اثر ہوگا، اسکے دل میں محبت پیدا ہو جائے گی اور واقعہ اس کے ذہن میں صورت اختیار کرلے گا۔

نسبتوں پر مطلع ہونا: اولیاء اللہ کی نسبتوں پر مطلع ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر وہ زندہ ہے تو اس کے سامنے اور اگر وہ صاحب مزار ہے تو اس کی قبر کے سامنے بیٹھ جائے۔ اپنی ذات کو ہر قسم کی نسبتوں سے خالی کرلے اور کچھ دیر کے لیے اپنی روح کو اس کی روح تک پہنچا دے، یہاں تک کہ اس کی روح اس کی روح سے متصل ہو اور مل جائے، پھر اپنی ذات کی طرف رجوع کرے۔ اب جو کیفیت اپنے اندر محسوس کرے، یہی اس بزرگ کی نسبت ہے۔

اشراف خواطر: اشراف خواطر یعنی دوسرے کے دل کی بات معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اپنی ذات کو ہر بات اور پیدا ہونے والے خیال سے خالی کرلے اور اپنی ذات (نفس) کو اس کی ذات تک پہنچا دے۔ اب عکس یا پرتو کی صورت میں جو بھی بات اس کے دل پر کھٹکے، وہی دوسرے کے دل کی بات ہے۔

آئندہ پیش آنیوالے واقعات کے کشف یعنی ان پر مطلع ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے دل کو آئندہ پیش آنے والے واقعے کے علم کے انتظار کے سوا ہر چیز

سے خالی کرلے۔ جس وقت اس کا دل ہر خیال سے خالی ہو جائے۔ اور اس واقعے کے بارے میں انتظار اس مرتبہ پر آجائے جیسے پیاسے کو صرف پانی ہی کا انتظار اور خیال ہوتا ہے' اپنی روح کو تھوڑے تھوڑے وقفے سے استعداد کے مطابق ملاء اعلیٰ یا ملاء اسفل کی طرف بلند کرنا شروع کردے اور صرف اسی بات پر یکسو ہو جائے چنانچہ جلد اس پر سارا واقعہ کھل جائے گا۔ خواہ غیبی آواز سے ہو' خواہ بیداری کی حالت میں پورا واقعہ نظر آجائے یا خواب میں سامنے آجائے۔

مصیبت کو ٹالنا: نازل ہونے والی مصیبت کو دفع کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس مصیبت کو ایک خیالی شکل دے پھر اسے دفع کرنے اور اس سے مقابلہ کرنے کے لیے پوری قوت اور ہمت کا تصور کرے اور اپنے عزم و ارادے کو اس پر مرکوز کر دے اس کے بعد اپنی روح کو وقفے وقفے سے ملاء اعلیٰ یا ملاء سافل کی طرف بلند کرے اور اس معاملے میں یکسو ہو جائے عنقریب وہ مصیبت ٹل جائے گی۔

یہ اور ان سے ملتے جلتے تصرفات کی اصل شرط یہ ہے کہ تاثیر دینے والے اور جسے تاثیر دی جا رہی ہے' اسی طرح فیض پہنچانے والے اور جسے فیض پہنچایا جا رہا ہے کا نفس اور روح ایک دوسرے سے مل جائیں' جو لوگ بدنی حجابات سے پاک ہو گئے ہیں وہ نفس کے اس اتصال اور ملاپ کو بخوبی جانتے ہیں اور اس اتصال اور ملاپ پر قدرت رکھتے ہیں۔

یہ تصرفات اور اشغال جو ہم نے ذکر کیے ہیں' وہ ہیں جنہیں میرے والد گرامی پسند کرتے تھے۔

لطائف ستہ: حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں کچھ اور اشغال بھی ہیں' ہم اجمالاً ان کا ذکر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان میں چھ لطائف پیدا کیے ہیں' اپنی اپنی جگہ ان کے حقائق اور خواص جدا جدا ہیں۔ حضرت شیخ اور ان کے خلفاء کے کلام سے یہی ظاہر ہوتا ہے یا نفس ناطقہ کے اعتبارات اور اطراف ہیں' جنہیں ایک اعتبار سے قلب اور دوسرے اعتبار سے روح کہا جاتا ہے یہی نظریہ میرے والد گرامی نے بھی

اپنایا اور پسند کیا اور مجھے ان لطائف کی صورت بنا کر سمجھائی۔ آپ نے ایک دائرہ کھینچا اور فرمایا کہ یہ دل ہے پھر اس دائرے کے اندر دوسرا دائرہ بنایا اور کہا کہ یہ روح ہے۔ یہاں تک کہ چھٹا دائرہ کھینچا اور فرمایا کہ یہ میں ہوں' یعنی یہ حقیقت انسانی ہے' پھر فرمایا کہ بعض لطائف بعض کے اندر ہیں وہ اس معاملے میں اس حدیث سے استدلال فرماتے تھے جو صوفیا کی زبانوں پر عام طور پر سنی جاتی ہے کہ بلاشبہ انسان کے جسم میں دل ہے اور دل میں روح ہے اسی طرف لطائف ستہ کے آخر تک بیان ہوا۔ مجھے اس حدیث کے الفاظ پوری طرح یاد نہیں۔

لطائف کے مقام: الغرض حضرت شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمتہ کی بات کا خلاصہ یہ ہے کہ ان لطائف میں سے ہر لطیفے کو بدن کے کسی نہ کسی عضو سے تعلق اور ارتباط ہے۔ دل بائیں چھاتی کے نیچے دو انگل پر ہے روح دائیں چھاتی کے نیچے دل کے برابر ہے۔ سر داہنی چھاتی کے اوپر سینے کے درمیان کی طرف جھکاؤ میں ہے۔ خفی بائیں چھاتی کے اوپر وسط کی طرف مائل ہے۔ اخفی خفی کے اوپر ہے۔ سر وسط میں ہے اور نفس کا مقام دماغ کے بطن اول میں ہے۔ ان اعضا میں سے ہر ایک میں نبض کی مانند حرکت ہے۔ چنانچہ حضرت شیخ اس حرکت کی حفاظت اور اسے اسم ذات کا ذکر خیال کرنے کا حکم دیتے ہیں اور نفی و اثبات کا حکم دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ سالک لفظ لا تمام لطائف پر پھیلا دے اور اِلاَّ دل پر ضرب کرے۔



باب ۷

نسبت کی حقیقت

مشائخ کے تمام طریقوں کا ماحصل انسانی نفس کی تہذیب و آراستگی ہے۔ مشائخ اسے نسبت کا نام دیتے ہیں' اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ سکون قلبی اور نور کی شکل میں اللہ جل شانہ سے انتساب اور ربط کی صورت ہے۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ نسبت نفس ناطقہ میں ایک ایسی کیفیت اور حالت کا نام ہے جسے فرشتوں سے تشبیہ دی جاسکتی ہے یا عالم جبروت پر مطلع ہونے کا نام دے سکتے ہیں۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ سالک جب طاعات' طہارات اور اذکار پر مستقل مزاجی سے عمل پیرا ہو جاتا ہے' تو اس کے نفس ناطقہ میں ایک صفت قائم وہ جاتی ہے۔ اور توجہ کا ملکہ راسخہ پیدا ہو جاتا ہے یہ دونوں نسبت کی صورتیں ہیں اور ہر صورت کی کئی اقسام ہیں۔

اقسام نسبت : نسبت کی ان اقسام میں ایک عشق و محبت کی نسبت ہے اس سے دل کے اندر محبت کی صفت محکم اور راسخ ہو جاتی ہے اسی طرح ایک قسم نفس شکنی اور اس کے مرغوبات سے نجات حاصل کرلینا ہے' میرے والد گرامی علیہ الرحمتہ اس نسبت کو نسبت اہل بیت کا نام دیتے تھے۔

نسبت کی ایک قسم نسبت مشاہدہ ہے' اس سے مراد ذات مقدس کے مجرد

بسیط ہونے کی توجہ کا ملکہ ہے' الغرض حضور مع اللہ کے بمعنی محبت کے حصول یا نفس شکنی' یا ان کے علاوہ "یادداشت" کے مطابق رنگ برنگ ہے' ان رنگوں میں سے کسی رنگ میں نفس کو ملکہ راسخہ حاصل ہو جاتا ہے۔ اسی ملکہ کو نسبت کہا جاتا ہے۔ نسبتیں بے شمار ہیں' البتہ صاحب راز ہر نسبت کا علیحدہ علیحدہ ادراک حاصل کر لیتا ہے' اشغال و اوراد سے اصل مقصود نسبت کا حصول' اس پر قائم رہنا اور اس میں ڈوب جانا ہے' تاکہ اس طرح نفس ملکہ راسخہ حاصل کر لے۔

یہاں یہ وہم نہ ہو کہ نسبت ان اشغال کے بغیر حاصل نہیں ہوتی' حقیقت یہ ہے کہ یہ اشغال و اوراد نسبت حاصل کرنے کے بہت سارے طریقوں میں سے ایک طریقہ ہیں۔ نسبت حاصل کرنے کا صرف یہی ایک طریقہ نہیں' میری غالب رائے یہ ہے کہ صحابہ کرام اور تابعین کے ہاں سکینت یعنی نسبت حاصل کرنے کے دوسرے ذرائع تھے' مثلاً نماز کی پابندی' خلوت میں خشوع اور حضور کی پابندی کے ساتھ اللہ کی پاکی اور حمد کا ذکر' ہمہ وقت طہارت سے رہنا' موت کی یاد اور نفس کی پسندیدہ چیزوں کی مذمت' فرمانبرداروں کے لیے ثواب اور انعام اور گنہ گاروں کے لیے عذاب کا ذکر' اس طرح انہیں جسمانی لذات اور خواہشات سے چھٹکارا حاصل ہو جاتا تھا۔

صحابہ کرام اور تابعین کے ہاں نسبت حاصل کرنے کے دوسرے ذرائع یہ تھے۔

قرآن مجید کی تلاوت پر ہیشگی اور اس میں غور و فکر' نصیحت کرنے والے کی بات غور سے سننا' احادیث میں سے وہ حدیثیں بطور خاص سننا جن سے دل نرم ہوتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ صحابہ اور تابعین کو ان باتوں پر مسلسل عمل کرنے اور انہیں وظیفہ حیات بنا لینے کی وجہ سے ملکہ راسخہ اور ہیئات نفسانیہ حاصل ہو گئی تھی' چنانچہ وہ زندگی بھر ان امور کو پابندی کے ادا کرتے رہے۔ پھر یہی مقصود اور حقیقت آنحضور ﷺ سے بطریق وراثت ہمارے مشائخ کے طریقوں میں چلی آئی' ہرچند ان

کے رنگ اپنے اپنے اور حصول نسبت کے طریقے جدا جدا ہیں۔

میرے والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک طویل خواب کا ذکر فرمایا کرتے تھے' جس میں انہوں نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے والد گرامی سید الاولیاء حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضور میری نسبت ویسی ہے یا وہی ہے جیسی آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں حاصل تھی۔ اس پر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے انہیں نسبت میں استغراق کا حکم فرمایا اور تھوڑی دیر کے بعد فرمایا ہاں ہاں دونوں میں کوئی فرق نہیں۔

نسبت پر مداومت کرنے والے سالک کے حالات بلند اور درجہ بدرجہ ہوتے ہیں' لہٰذا سالک انہیں غنیمت جانے اور سمجھے کہ یہ عبادات و طاعات کے قبول ہونے اور نفس کے باطن اور دل کی گہرائیوں میں اثر انداز ہونے کی نشانیاں ہیں۔

ان احوال میں سے ایک اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو تمام چیزوں پر مقدم رکھنا اور اس پر غیرت کرنا ہے۔ امام مالک نے موطا میں حضرت عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے' آپ، نے دیکھا کہ ایک خوش رنگ چڑیا ادھر ادھر اڑ رہی ہے اور درختوں کے جھکے ہوئے جھنڈ سے باہر نکلنے کا راستہ تلاش کر رہی ہے۔ اس دل ربا منظر نے تھوڑی دیر کے لیے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی توجہ کھینچ لی اور آپ کو یہ احساس نہ رہا کہ کتنی رکعات ادا ہو چکی ہیں اور کس قدر باقی ہیں۔ آگاہی ہونے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور کہا یا رسول اللہ میرا یہ باغ میرے لیے فتنہ ثابت ہوا ہے' میری طرف سے یہ صدقہ ہے' جہاں مرضی آئے اسے خرچ کریں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا مشہور قصہ جس میں قرآن مجید کی اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے۔

فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ

"تو ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ پھرنے لگا" (ص: ۳۳)

اسی قبیل سے ہے۔

ذکر کردہ بلند تر احوال میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا خوف بدن اور جوارح پر ظاہر ہو۔ چنانچہ حفاظ حدیث نے یہ حدیث روایت کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ سات شخصوں (سات قسم کے لوگوں) کو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اپنے سایہ رحمت میں رکھے گا' ان میں سے ایک وہ ہو گا جس نے خلوت میں اللہ کو یاد کیا اور اس کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو گئیں' اسی طرح حدیث میں آیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک قبر پر کھڑے تھے اور روتے روتے آپ کی داڑھی تر ہو گئی۔

آنحضور ﷺ کی کیفیت یہ تھی کہ قیام شب (یعنی تہجد کے نوافل) میں آپ کے سینہ مبارک سے اس طرح جوش کی آواز سنائی دیتی تھی' جس طرح ہانڈی سے آتی ہے۔

منجملہ بلند مدارج اور احوال سے سچے خواب ہیں۔ حفاظ حدیث نے روایت بیان کی ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا' صالح آدمی کا اچھا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے اور آپ نے فرمایا کہ میرے بعد نبوت کی کوئی چیز باقی نہیں رہے گی سوائے مبشرات کے۔ صحابہ نے پوچھا مبشرات کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا وہ اچھا خواب جو نیک شخص دیکھے یا اس کے لیے کوئی دوسرا شخص ایسا خواب دیکھے جو نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے' چنانچہ درج ذیل آیت کی ایک تفسیر یہ بھی منقول ہوئی ہے کہ بشارت دنیوی سے مراد سچا خواب ہے۔

لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

"انہیں خوش خبری ہے دنیا کی زندگی میں" (یونس: ۶۴)

رویائے صالحہ سے مراد خواب میں آنحضور ﷺ کی زیارت ہے یا جنت و دوزخ دیکھنا' انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کی زیارت' اس طرح متبرک زیارت گاہوں کو دیکھنا مثلاً بیت اللہ' مسجد نبوی' مسجد بیت المقدس' یا آئندہ رونما ہونے

والے واقعات کہ پھر وہ اسی طرح وقوع پذیر ہوں جیسے انہیں دیکھا یا گزرے ہوئے واقعات کا دیکھنا یا انوار اور پاکیزہ چیزوں کا دیکھنا مثلاً دودھ پینا' شہد اور گھی کا استعمال کرنا بھی رویائے صالحہ کے ضمن میں آتے ہیں' تفصیلات رویا کی کتابوں میں مذکور ہیں۔ اسی طرح خواب میں فرشتوں کو دیکھنا حدیث میں آیا ہے کہ ایک شخص رات کے وقت قرآن مجید کی تلاوت کر رہا تھا کہ اس پر اچانک ایک سائبان تن گیا جس میں چراغ نصب تھے۔

بلند احوال میں سے ایک فراست صادقہ ہے یعنی دل میں واقعے کا بعینہ متمثل ہو جانا۔ حدیث میں آیا ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرو وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

احوال و مقام کی رفعت کی ایک اور صورت دعا کی قبولیت اور اس چیز کا ظہور ہے' جسے وہ اپنی باطنی ہمت کی مدد سے بارگاہ الٰہی سے طلب کر رہا ہے' غالباً اس حدیث میں اسی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

"بعض ایسے غبار آلود' پریشان مو اور پھٹے پرانے کپڑوں والے لوگ ہیں' جنہیں کوئی خاطر میں نہیں لاتا لیکن اگر وہ اللہ کے سہارے پر قسم کھا بیٹھیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو سچا کر دیتا ہے۔"

خلاصہ یہ کہ یہ اور اس قسم کے دوسرے احوال' سالک کے ایمان کی پختگی' اس کی طاعات قبول ہونے کی نشانی اور اس کے باطن میں نور الٰہی سرایت کر جانے کی علامات ہیں' لہٰذا سالک ایسے احوال و منازل کو غنیمت جانے۔

فنا فی اللہ ' بقا باللہ : حصول نسبت کے بعد دوسری بلند منزل فنا فی اللہ اور بقا باللہ کی ہے' مگر اس سلسلے میں صحیح بات یہ ہے کہ مشائخ کی متصل سند کے ذریعے آنحضور ﷺ سے کوئی بات منقول نہیں ہوئی۔ یہ خداداد نعمت ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے بغیر کسی ذریعے اور سلسلے کے جسے چاہتا ہے عطا کر دیتا ہے۔ اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے کسی

نے ان کے مشائخ کے سلسلے سے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ کوئی شخص بھی اللہ تک اپنے سلسلے کے ذریعے نہیں پہنچا' پھر فرمایا' مجھے توفیق ایزدی سے کشش ربانی نے اپنی طرف کھینچا اور یوں میں بھی اللہ تک پہنچ گیا۔ اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جس میں فرمایا گیا کہ اللہ کی طرف سے ایک کشش کی عنایت' جنات اور انسانوں کے عمل کے برابر ہے۔ اس کے باوصف حضرت خواجہ نقشبند کا سلسلہ مشہور و معروف ہے جو شخص فنا اور بقا کی بلند منزل کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنا چاہے اسے ہماری دوسری کتابیں پڑھنا چاہیں' اللہ تعالیٰ ہی ہمارا رہنما ہے۔



باب ۸

مجرب خاندانی عملیات

برائے غنائے قلبی و ظاہری: میرے والد گرامی نے مجھے وصیت فرمائی کہ ہر روز گیارہ سو دفعہ یَا مُغْنِیُ اور چالیس مرتبہ سورہ مزمل پابندی کے ساتھ پڑھنا غنائے قلبی اور ظاہری دونوں کے لیے مجرب ہے۔

اسی طرح آپ نے پابندی کے ساتھ ہر روز درود پڑھنے کی وصیت فرمائی اور فرمایا ہم نے جو پایا درود ہی کی بدولت پایا۔

برائے درد دنداں' درد سر وغیرہ: والد گرامی فرمایا کرتے تھے کہ جب بھی کوئی درد سر یا درد دانت کی شکایت لے کر آئے یا کسی کو ریاح ستا رہے ہوں تو ایک تختی پر پاک ریت ڈال کر اس پر کسی کیل وغیرہ سے ابجد' ہوز' حطی لکھے' پھر نوک دار کیل لے کر الف پر زور سے داب دے اور سورہ فاتحہ پڑھے' دوسری طرف درد والا آدمی اپنی انگلی درد کے مقام پر زور سے دبا کر رکھے اور اس سے پوچھے کہ آرام ہو گیا یا نہیں' اگر آرام ہو گیا تو بہتر' ورنہ کیل حرف ب پر رکھے دوبارہ فاتحہ اور اس سے پوچھے' اگر آرام نہیں ہوا تو اسے ج پر رکھے اور تین دفعہ فاتحہ پڑھے۔ الغرض جب تک مریض کو آرام نہ آئے کیل اگلے حرف پر رکھتا اور فاتحہ پڑھتا جائے۔ آخری حرف تک جانے کی نوبت نہیں آئے گی کہ اللہ کے فضل سے مریض صحت یاب ہو

جائے گا۔

برائے دفع حاجت، واپسی غائب اور شفائے مریض: والد گرامی فرماتے تھے کہ اگر کسی شخص کو کوئی مسئلہ پیش آ جائے یا کوئی آدمی غائب ہو جائے اور ہم چاہتے ہوں کہ وہ صحیح و سالم کامیابی کامرانی کے ساتھ واپس آجائے یا کوئی بیمار ہو اور اس کی شفا یابی چاہتے ہوں تو فجر کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان اکتالیس بار سورۂ فاتحہ پڑھی جائے۔

برائے خوف جنون و گزیدن سگ دیوانہ: والد گرامی سے میں نے سنا انہوں نے فرمایا کہ اگر کسی کو باؤلا کتا کاٹ لے یا کسی شخص کے دیوانہ ہو جانے کا خوف ہو، تو اسے چالیس دنوں تک ہر روز روٹی کے ایک ٹکڑے پر یہ آیت لکھ کر کھلاتا رہے۔

اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا وَّاَكِيْدُ كَيْدًا فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا

فاقہ سے نجات کے لیے: والد گرامی فرماتے تھے کہ جو شخص ہر رات سورۂ واقعہ کی تلاوت معمول بنا لے، وہ فاقہ سے محفوظ رہے گا۔ اسی طرح آپ نے فرمایا جو شخص سوتے وقت سورۂ کہف کی یہ آیت پڑھے اور اللہ سے دعا کرے، کہ مجھے رات کے فلاں حصے میں بیداری ہو جائے، ٹھیک اسی وقت اللہ تعالیٰ اسے بیدار کر دے گا، آیات یہ ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوْا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ○ خَالِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا ○ قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ○ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰى اِلَيَّ اَنَّمَا اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖ اَحَدًا ○ (کہف: ۱۰۷-۱۱۰)

برائے حفاظت اطفال: والد گرامی فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ تعویذ لکھ کر بچے کے گلے میں ڈالے گا، اللہ تعالیٰ اس بچے کی حفاظت کرے گا،

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ کُلِّ شَیْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّ عَیْنٍ لاَّمَّةٍ تَحَصَّنْتُ بِحِصْنِ اَلْفِ اَلْفِ لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ اِلاَّ بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

برائے امان از ہر آفت: والد گرامی کا ارشاد ہے کہ یہ دعا ہر آفت اور مصیبت سے امان اور پناہ ہے' اسے صبح شام پڑھا جائے۔

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اَنْتَ عَلَیْكَ تَوَکَّلْتُ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ وَلاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ اِلاَّ بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ مَاشَآءَ اللّٰهُ کَانَ وَ مَالَمْ یَشَاءُ لَمْ یَکُنْ اَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْ ءٍ قَدِیْرٌ وَ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْ ءٍ عِلْمًا وَ اَحْصٰی کُلَّ شَیْ ءٍ عَدَدًا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ وَ مِنْ کُلِّ دَآبَّةٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَا صِیَتِهَا اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ وَ اَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْ ءٍ حَفِیْظٌ اِنَ وَلِیَّ اللّٰهُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْکِتٰبَ وَهُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیْنَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلاَّ هُوَ عَلَیْهِ تَوَکَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ

برائے خوف حاکم: والد گرامی نے فرمایا جس شخص کو کسی حاکم یا افیسر کا خوف ہو' اسے چاہیے کہ کہے۔ کٓھٰیٰعٓصٓ کُفِیْتُ حٰمٓعٓسٓقٓ حُمِیْتُ ہر لفظ کا پہلا حرف بولے' اور ہر حرف کے ساتھ دائیں ہاتھ کی ایک ایک انگلی بند کرتا جائے۔ اسی طرح دوسرے لفظ کے ہر ہر حرف کے ساتھ بائیں ہاتھ کی ایک ایک انگلی بند کرتا جائے' پھر اس افسر یا حاکم کے سامنے انہیں کھول دے۔

آیات شفا برائے مریض: والد گرامی فرماتے تھے کہ قرآن مجید کی چھ آیات ہیں جنہیں آیات شفا کہا جاتا ہے انہیں کسی برتن میں لکھے اور پانی سے دھو کر مریض کو پلائے' وہ آیات یہ ہیں۔

وَ یَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ یَخْرُجُ مِنْ

بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِلنَّاسِ وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَ اِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّ شِفَآءٌ

برائے دفع سحر و حفاظت از دزدان وغیرہ: میں نے والد گرامی سے سنا انہوں نے فرمایا کہ قرآن مجید کی ۳۳ آیتیں ہیں جو جادو وغیرہ کے اثر کو زائل کرتی ہیں' چوروں' درندوں' اور شیطان سے محفوظ رکھتی ہیں' وہ آیات یہ ہیں۔

الم - ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَارَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ اُولٰئِكَ عَلٰى هُدًى مِنْ رَّبِّهِمْ وَ اُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مَنْ ذَاالَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ اِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَا يَؤُدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمِ لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى' لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ اللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَوْلِيَاءُ هُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمَاتِ اُوْلٰئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خَالِدُوْنَ لِلّٰهِ وَمَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَ اِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهِ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءَ وَ يُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٍ آمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ آمَنَ بِاللّٰهِ وَ مَلَائِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِنْ رُسُلِهٖ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَ اِلَيْكَ الْمَصِيْرِ لَا

يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلاَّ وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ عَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ
رَبَّنَا لاَ تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَسِيْنَا اَوْ اَخْطَانَا رَّبَّنَا وَلاَ تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا
كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَ لاَ تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا
كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلاَ تُحَمِّلْنَا مَالاَ طَاقَه لَنَا بِهٖ
وَ اَعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلاَنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ
الْكَافِرِيْنَ ' اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فِيْ سِتَّتِهِ
اَيَّامُ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِيْ اللَّيْلَ الْنِهَارَ بَطْلبهٖ حَشِيْشًا
وَالشَّمْسِ وَالْقَمَرَ وَالْنُجُوْمِ مُسَخَرَاتٍ بَامْرِهٖ اَلاَ لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ
تَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ اَدْعُوْ رَبَّكُمْ تَضَرعًا وَ خُفْيَه اِنَّهٗ لاَ يُحِبُّ
الْمُعْتَدَيْنِ وَلاَ تُفْسِدُوْا فِيْ الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلاَحِهَا وَاَدْعُوْهُ خَوْفًا
وَطَمْعًا اِنَّ رَحْمَهُ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ قُلْ اِدْعُوْ اللّٰهَ اَوِ
اِدْعُوْا الرَّحْمٰنِ اِيَامًا تَدْعُوْا فَلَهَ اَلْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى وَلاَ تَجْهَرْ
بِصَلاَتِكَ وَلاَ تُخَافِتْ بِهَا وَابْتِغ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلاً وَ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ
الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذَ وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لاَ شَرِيْكٌ فِيْ اَلْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ
وَلِيَّ مِنَ الذَّلِ وَ كِبِّرَهٗ تَكْبِيْرًا وَاَلصَّافَاتِ صَفًّا فَاَلْزَاجِرَاتِ زَجْرًا
التَّلِيْتِ ذِكْرًا اِنَّ اِلٰهُكُمْ لَوَاحِدٌ رَبُّ السَمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا
بَيْنَهُمَا وَ رَبُّ الْمَشَارِقِ اِنَّا رَبَّنَا السَّمَاءَ بِزِيْنَةِ الْكَوَاكِبِ وَ حِفْظًا
مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ مَارِدْ لاَ يَسْمَعُوْنَ اِلَى اَلْمَلاَءِ اَلاَ عَلٰى وَ يَقْذِفُوْنَ
مِنْ كُلِّ جَانِبْ وَ دِحَوْمًا وَلَهُمْ عَذَابٌ وَاصِبِ اِلاَّ مَنْ خَطَفَ
اَلْخَطْفَةَ فَاَتْبِعَهٗ شَهَابٌ ثَاقِبٌ فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلِقًا اَمْ مَنْ
خَلَقْنَا اِنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِنْ طِيْنِ لاَزِبْ يَا مَعْشَرَ الْجِنَّ وَالْاِنْسِ اِنْ
اسْتَطَعْتُمْ اِنْ تَنفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا لاَ
تَنفُذُوْنَ اِلاَّ بِسُلْطَانَ فَبِاَيِ اِلاَءِ رَّبِكُمَا تُكَذِّبَانِ يُرْسَلُ عَلِيْمَا
شُوَاظُ مِنْ مَارِ وَ نُحَاسٍ فَلاَ تَنْتَصِرَانَ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى

جَبَلٍ لَرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُتَصَدِّعًا مِنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى یُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا یَهْدِیْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَا اَحَدًا وَّ اَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا وَّاَنَّهٗ كَانَ یَقُوْلُ سَفِیْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ○

برائے امان از چیچک: والد گرامی فرماتے تھے کہ چیچک کی بیماری پھوٹ پڑے تو ایک نیلا تاگا لے کر اس پر سورہ الرحمٰن پڑھے۔ اور ہر دفعہ "فبای الاء ربکما تکذبان" پر پہنچے تو تاگے کو گرہ دیتا جائے۔ سورہ مکمل ہو تو تاگے کو پھونک مارے اور بچے کے گلے میں ڈال دے۔ اللہ تعالیٰ اسے اس مرض سے محفوظ رکھے گا۔

برائے امان از غرق' آتش' از غارت گری' چوری وغیرہ: میں نے اپنے والد گرامی علیہ الرحمتہ سے سنا آپ نے فرمایا کہ اصحاب کہف کے نام پانی میں ڈوبنے' آگ میں جلنے' چوری اور ڈکیتی سے محفوظ رہنے کے لیے امان ہیں۔ یہ نام یہ ہیں یَمْلِیْخَا' مَكْسَلْمِیْنَا' كَشْفُوْطَطْ اَذَرْ فَطْیُوْنُسْ' كَشَا فَطْیُوْنُسْ' تَبْیُوْنُسْ' بُوَانِسْ' بُوْسُ اور ان کا کتا 'قِطْمِیْر

برائے حل مشکل: اسی طرح آپ نے فرمایا کہ جس شخص کو کوئی اہم مسئلہ درپیش آجائے' وہ بارہ روز تک ہر دن بارہ سو دفعہ یا بدیع العجائب بالخیر یا بدیع پڑھے' اس کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ اس فصل میں جن عملیات کا بیان ہوا ہے یہ وہ ہیں جن کی حضرت والد علیہ الرحمتہ نے دوسرے اعمال کے ساتھ مجھے اجازت عطا

فرمائی۔
نماز برائے قضائے حاجت : مشکل حاجات کے پورا ہونے کے لیے چار رکعت نماز ادا کی جائے۔ پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سو دفعہ یہ آیات پڑھے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰالِمِیْنَ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَ نَجَّيْنَا مِنَ الْغَمِّ وَ كَذَالِكَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِيْنَ

دوسری رکعت میں یہ آیت سو دفعہ پڑھے۔

رَبِّ اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ

تیسری رکعت میں سو دفعہ یہ آیت پڑھے۔

وَ اُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَی اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ

چوتھی رکعت میں سو دفعہ یہ آیت پڑھے

قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ اس کے بعد سلام پھیرے اور سو دفعہ یہ آیت پڑھے رَبِّ اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ

برائے رفع آسیب : اگر کسی کو آسیب کا خلل ہو تو اس کے بائیں کان میں سات بار یہ آیت پڑھے۔

وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ وَ اَلْقَيْنَا عَلٰی كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ

اسی طرح اس کے کان میں سات دفعہ اذان کہے' سورہ فاتحہ' قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس' آیۃ الکرسی ' سورہ والسماء والطارق ' سورہ حشر کی آخری آیات اور سورہ والصٰفٰت پڑھے' آسیب جل جائے گا اس کے علاوہ آسیب کے لیے آسیب زدہ کے کان میں سورۂ مومنون کی یہ آیتیں پڑھے۔

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَ اَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ فَتَعَالَی اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَق لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ وَ مَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ

الْكَافِرُوْنَ وَ قُلْ رَّبِ اغْفِرْ وَ ارْحَمْ اَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِيْنَ۔

اسی طرح آسیب زدہ کے لیے یہ عمل ہے کہ پاک پانی پر سورۂ فاتحہ' آیتہ الکرسی اور سورۂ جن کی درج ذیل پانچ آیتیں پڑھ کر دم کرے اور مریض کے چہرے پر اس کے چھینٹے مارے مریض ہوش میں آجائے گا۔ اسی طرح اگر کسی مکان میں جن ہو تو اس کے اطراف میں اس پانی کے چھینٹے مارے جن دوبارہ وہاں نہیں آئے گا۔ وہ آیات یہ ہیں۔

قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا يَهْدِیْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا وَ اَنَّهٗ تَعَالٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا وَ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا وَ اَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا

جنات سے حفاظت کے لیے: اگر جنات گھر کے قریب ہوں یا گھر میں پتھر پھینکتے ہوں تو لوہے کی چار میخوں پر پچیس پچیس بار یہ آیت پڑھے اور انہیں گھر کے چاروں کونوں میں ٹھونک دے آیت یہ ہے۔

اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا وَّ اَكِيْدُ كَيْدًا فَمَهِّلِ الْكَافِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا

اسی طرح گھر کی دیواروں پر اصحاب کہف کے نام لکھنا بھی جنات و آسیب کو بھگانے کے لیے مفید ہیں۔

بانجھ پن کے لیے: بانجھ عورت کے لیے ہرن کی کھال کی جھلی پر زعفران اور گلاب کے پانی سے یہ آیت لکھ کر اس کے گلے میں ڈالے' آیت یہ ہے۔

وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا

اسی طرح بانجھ پن کے لیے یہ عمل ہے کہ چالیس عدد لونگوں پر سات سات بار یہ آیت پڑھے اور ہر روز ایک لونگ عقیمہ عورت کو کھلائے عورت ایام مخصوصہ سے پاک ہونے کے فوراً بعد لونگ شروع کرے اور اس دوران مرد وظیفہ

زوجیت بھی ادا کرے۔

آیت یہ ہے:

وَكَظُلُمٰتٍ فِیْ بَحْرٍ لُّجِّیٍّ یَغْشَاهُ مَوْجٌ مِنْ فَوْقِهِ سَحَابٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ اِذَا اَخْرَجَ یَدَهُ لَمْ یَكَدْ یَرَاهَا وَ مِنْ فَمَنْ لَّمْ یَجْعَلَ اللّٰهُ نُوْرًا فَمَالَهُ مِنْ نُوْر

برائے اسقاط جنین: جس عورت کا حمل سالم نہ رہتا ہو اور بچہ ساقط ہو جاتا ہو' اس کے لیے ایک کسم رنگ کا تاگا عورت کے قد کے برابر لے اور اس پر نو گرہیں لگائیں' ہر گرہ پر۔

وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَیْهِمْ وَلَا تَكُ فِیْ ضَیْقٍ مِّمَّا یَمْكُرُوْن کـ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَالَّذِیْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ

اور سورہ قل یا ایہا الکافرون پڑھ کر پھونک مارتا جائے تاگا وہ عورت کمر میں باندھے'

برائے درد زہ: جس عورت کو درد زہ ہو اس کے چھٹکارے کے لیے یہ آیت اور دعا کاغذ پر لکھے اور اس کا تعویز بنا کر درد زہ والی عورت کی بائیں ران میں باندھے' خدا کے فضل سے جلد بچہ جنے گی' آیت اور دعا یہ ہے۔

وَ اَلْقَتْ مَا فِیْهَا وَ تَخَلَّتْ وَ اَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَ حُقَّتْ اِهْیًا اَشْرَاهِیًّا

میں نے در منثور میں حضرت اعمش کی یہ روایت پڑھی تھی جس میں انہوں نے فرمایا ہے کہ احیا اشراھیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا ہے' اس کا معنی یہ ہے کہ اے زندہ قبل ہر چیز کے اور زندہ بعد ہر چیز کے!

برائے فرزند نرینہ: جس عورت کے ہاں صرف بچیاں پیدا ہوتی ہوں' اس کے لیے حمل پر تین مہینے گزرنے سے پہلے ہرن کی جھلی پر زعفران اور گلاب کے پانی سے یہ آیات لکھے اور تعویذ بنا کر اس کے گلے میں ڈالے آیات یہ ہیں۔

اَللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰی وَمَا تَغِیْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ وَ كُلُّ

شَیْ ءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ عالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ الْکَبِیْرُ الْمُتَعَالِ یَا زَکَرِیَّا اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ اِسْمُهٗ یَحْیٰی لَمْ نَجْعَلْ لَهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّا

پھر یہ لکھے بِحَقِّ وَ مریم اِبْنًا صَالِحًا طَوِیْلَ الْعُمْرِ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَ آلِهٖ

جس کا لڑکا زندہ نہ رہتا ہو: مجھے ایک انتہائی با اعتماد اور معتبر شخص نے بتایا کہ جس عورت کا لڑکا زندہ نہ رہتا ہو' اس کے لیے اجوائن اور کالی مرچ پر سوموار کے روز دوپہر کے وقت چالیس بار سورۃ والشمس پڑھے' ہر دفعہ درود پاک سے شروع کرے اور اسی پر ختم کرے۔ آغاز حمل سے لے کر بچے کے دودھ چھڑانے تک ہر روز یہ عورت دونوں چیزیں کھاتی رہے۔

برائے فرزند نرینہ: جس عورت کے ہاں صرف بچیاں ہوتی ہوں' اس کے لیے ایک اور عمل یہ ہے کہ اس کے پیٹ پر انگلی کے اشارے سے ستر دفعہ گول لکیر کھینچے اور ہر دفعہ دائرہ بناتے وقت یامتین کہتا جائے۔

ہم دوبارہ اپنے ابتدائی کلام کی طرف رجوع کرتے ہیں والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے جن اعمال کی اجازت عطا فرمائی ان میں نظر لگنے کا عمل ہے۔

نظر کا علاج: اگر بچے کو کسی عورت کی نظر لگ جائے تو چھری سے ایک گول لکیر کھینچے اور یہ آیات پڑھتا جائے۔

وَ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَهُوْقًا وَ یُحِقُّ الْحَقَّ بِکَلِمَاتِهٖ وَلَوْ کَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ وَ یُرِیْدُ اللّٰهُ اَنْ یُّحِقَّ الْحَقَّ بِکَلِمَاتِهٖ وَیَقْطَعَ دَابِرَ الْکٰفِرِیْنَ لِیُحِقَّ الْحَقَّ وَ یُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ کَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ وَ یَمْحُوا اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَ یُحِقُّ الْحَقَّ بِکَلِمَاتِهٖ اِنَّهٗ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ

پھر پڑھے

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ کُلِّ شَیْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَ عَیْنِ الْاَمَّةِ یَا حَفِیْظُ یَا رَقِیْبُ یَا وَکِیْلُ یَا کَفِیْلُ فَسَیَکْفِیْکَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ

السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

اس کے بعد چھری دائرے کے اندر درمیان میں گاڑے اور کہے کہ میں نے یہ چھری نظر لگانے والی کے دل میں ٹھونک دی ہے پھر اس دائرے کو کسی رکابی وغیرہ سے ڈھانک دے۔

سحر یا نظر سے بچاؤ: سحر یا نظر لگنے سے حفاظت کے لیے ایک عمل یہ ہے کہ بد نظری کرنے والے یا سحر کرنے والے شخص کو سامنے یا جس وقت اپنے طور پر اس کا ذکر کرے نام لے کر کہے او فلانے! اس سے اس شخص کا عمل بے اثر ہو جائے گا۔

اسی طرح نظر سے بچنے کا ایک عمل یہ ہے کہ جس وقت اس بات کی تحقیق اور تصدیق ہو جائے کہ مریض کو نظر لگی ہے اور یہ بھی تصدیق ہو جائے کہ فلاں شخص کو نظر لگی ہے تو نظر لگانے والے کا چہرہ' دونوں ہاتھ' دونوں پاؤں اور ناف سے گھٹنوں تک کا درمیانی حصہ پانی سے دھلوالیا جائے اور جسے نظر لگی ہے اس پر یہ پانی چھڑکے مریض فوراً تندرست ہو جائے گا۔

میں عرض کرتا ہوں کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے موطا میں جو روایت کی ہے اس کے مطابق نظر لگانے والے کے لیے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قریب قریب یہی حکم ہے۔

نظر کے اثر سے نجات حاصل کرنے کا ایک طریقہ اور عمل یہ ہے کہ پاک تاگا تین ہاتھ لمبا ناپ کر نظر زدہ مریض کے پاس رکھ لے اور مریض پر درج ذیل عزیمت پڑھے۔ پھر تاگا ناپے' اگر وہ تین ہاتھ سے بڑھ جائے یا کم پڑ جائے تو سمجھ لے کہ مریض کو نظر کا اثر ہے۔ یہ عمل تین بار دہرانے سے نظر کا اثر ختم ہو جائے گا۔ عزیمت سے پہلے بِسْمِ اللّٰهِ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ تین مرتبہ اور سورۂ فاتحہ تین دفعہ پڑھے عزیمت یہ ہے۔

عَزَمْتُ اِلَيْكَ اَيَّتُهَا الْعَيْنُ الَّتِىْ فِىْ یہاں مریض اور اس کی ماں کا نام لے بِعِزِّ عِزِّ اللّٰهِ وَ بِنُوْرِ عَظْمَةِ وَجْهِ اللّٰهِ بِمَاجَرٰى بِهِ الْقَلَمُ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِلٰى خَيْرِ خَلْقِ اللّٰهِ مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِاللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عَزَمْتُ عَلَيْكَ اَيَّتُهَا الْعَيْنُ الَّتِیْ فِیْ فُلَانِ ابْنِ فُلَانَةِ بِحَقِّ اَشْرَاهِيًا بَرَاهِيًا اَذُوْنِيًا اَصْبَاثُ اِلَّ شَدَّاىَ عَزَمْتُ عَلَيْكَ اَيَّتُهَا الْعَيْنُ الَّتِیْ فِیْ فُلَانِ ابْنِ فُلَانَةِ بِحَقِّ شَهَتْ بَهَتْ اِنْتَهَتْ يَا قَنْطَاعُ النَّجَا بِالَّذِیْ لَا يَقْوٰی عَلَيْهِ اَرْضٌ وَّلَا سَمَآءٌ نِ اخْرُجِیْ يَا نَفْسَ السَّوْءِ مِنْ فُلَانِ ابْنِ ةفُلَانَةِ كَمَا اُخْرِجَ يُوْسُفُ مِنَ الْمَضِيْقِ وَ جُعِلَ لِمُوْسٰی فِی الْبَحْرِ طَرِيْقٌ وَاِلَّا فَاَنْتِ بَرِئْيَةٌ مِّنَ اللّٰهِ تَعَالٰی وَاللّٰهُ تَعَالٰی بَرِیٌّ مِنْكِ اُخْرِجِیْ يَا نَفْسَ السُّوْءِ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةِ بِاَلْفِ اَلْفِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا اَحَدًا اُخْرِجِیْ يَا نَفْسَ السَّوْءِ بِاَلْفِ اَلْفِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِيْمِ وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِيْمِ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ

سحر زدہ اور مایوس العلاج کے لیے: جس پر جادو کا اثر یا جس شخص کی بیماری سے اطباء عاجز آچکے ہوں' اس کے لیے چالیس دن ہر روز چینی کی سفید طشتری پر یہ نقش لکھے اور اسے پاک پانی سے دھو کر مریض کو پلاتا رہے۔ میرے والد گرامی اس نقش پر سورہ فاتحہ کا اضافہ فرمایا کرتے تھے' نقش کے الفاظ یہ ہیں۔ يَا حَیُّ حِيْنَ لَا حَیَّ فِیْ دَيْمُوْمَةِ مُلْكِهٖ وَ بَقَائِهٖ يَاحَیُّ

گم شدہ چیز کی واپسی کے لیے: جس کی کوئی چیز کھو جائے وہ بغیر کسی کمی اور زیادتی کے پورے ایک سو انیس بار یا حفیظ اور ایک سو انیس بار یہ آیت پڑھے۔

يَا بُنَیَّ اِنَّهَا اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِیْ صَخْرَةٍ اَوْفِی السَّمٰوَاتِ اَوْفِی الْاَرْضِ يَاتِ بِهَا اللّٰهُ

اللہ تعالیٰ اس کی گم شدہ چیز واپس کرا دے گا۔

چور کی شناخت: چور کی پہچان کے لیے دو آمیوں کو آمنے سامنے بٹھا کر انہیں ایک بدھنا تھما دیا جائے' جسے وہ اپنی کلمے کی دونوں انگلیوں سے پکڑ لیں مشکوک شخص کا نام کاغذ پر لکھ کر اسے بدھنے میں ڈال دے من المکرمین تک سورہ یٰسین پڑھے۔ اگر وہی شخص چور ہوگا تو بدھنا گھوم جائے گا' اگر نہ گھومے تو دوسرے آدمی کا نام اس میں ڈال کر پھر یہی عمل دہرایا جائے۔ اسی طرح تمام مشکوک آدمیوں کا نام ڈالتا جائے اور مِنَ الْمُکْرَمِیْنَ تک سورۂ یٰسین پڑھتا جائے چور کا نام سامنے آجائے گا۔

بھاگے ہوئے شخص کو واپس لانے کا عمل: اگر کوئی غلام (کوئی شخص) گھر سے بھاگ جائے تو درج ذیل آیات اور دعا کاغذ پر لکھ کر اس کا تعویذ بنائے اور ایک اندھیری کوٹھڑی میں اسے دو پتھروں (دو سخت اور وزنی چیزوں) کے درمیان رکھ دے۔ آیات میں فاتحہ اور آیۃ الکرسی لکھے اور یہ دعا لکھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاَنَّ لَکَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَ مَنْ فِیْھِنَّ فَاجْعَلِ اللّٰھُمَّ السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا فِیْھَا عَلٰی عَبْدِکَ فُلَاں بْنِ فُلَانَۃِ (یہاں بھاگے ہوئے شخص کا نام لکھیں۔)
اَضْیَقَ مِنْ خَلْفِہٖ حَتّٰی یَرْجِعَ اِلٰی مَوْلَاہُ ○ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

اس کے بعد یہ آیت لکھے۔

اَوْ کَظُلُمٰاتٍ فِیْ بَحْرٍ لَجِّیٍّ یَغْشَاہُ مَوْجٌ مِنْ فَوْقِہٖ مَوْجَ مِنْ فَوْقِہٖ سَحَابٌ بعضـا فوق بعض اذا اخرج یدہ یکدیراھا ومن لم یجعل اللہ لَہٗ نُوْرٌ فَمَا لَہٗ مِنْ نُوْرٍ وَ مَنْ وَرَائِہِمْ بَرْزَخٌ اِلٰی یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ وَ ضَرَبَ لَنَا مَثَلاً وَنَسِیَ خَلْقَہٗ وَاللّٰہُ مِنْ وَرَائِہِمْ مُحِیْطٌ بَلْ ھُوَ قُرْاٰنٌ مُجِیْدٌ فِیْ لَوْحٍ مَحْفُوْظ

اس کے بعد یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ ھٰذِہِ الْاٰیَاتِ اَنْ تُصَلِّیْ عَلٰی نَبِیِّکَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَسَلَّمَ وَاَنْ تَرُدَّ الْعَبْدَ اِلٰی مَوْلَاہُ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

حاجت بر آری کا عمل: اگر چاہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی مراد پوری کر دے تو اتوار کے دن سے فاتحہ کا ورد اس طرح شروع کرے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے میم کو الحمد اللہ کے لام سے ملا کر پڑھے۔ یہ ورد فجر کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان پہلے روز ستر بار دوسرے روز اسی وقت اسی طرح ساٹھ بار تیسرے دن پچاس بار پڑھے ہر روز دس کم کرتا جائے یہاں تک کہ ہفتے کے دن دس بار پڑھ کر عمل مکمل کر لے۔

استخارہ: اگر چاہے کہ خواب میں اسے اپنے مشکل مسئلے سے نجات یا اس کے حل کی کوئی صورت نظر آئے تو وضو کرے اور پاک کپڑے پہن کر قبلہ رو ہو کر داہنی کروٹ پر لیٹ جائے اور سورہ والشمس سات دفعہ۔ سورۂ واللیل سات دفعہ اور قل ھو اللہ سات دفعہ پڑھے۔ ایک روایت میں قل ھو اللہ کی بجائے سورہ والتین کا سات دفعہ پڑھنا آیا ہے پھر دعا کرے کہ بار الٰہ مجھے خواب میں اپنی حاجت کے حل یا اپنے مشکل مسئلے سے چھٹکارے کی سبیل کی طرف رہنمائی کر اور مجھے خواب میں اپنی دعا کے قبول ہو جانے کی کوئی علامت دکھا۔ اگر مقصد پورا ہو تو یہی بہتر ورنہ دوسری رات یہ عمل دہرائے الغرض ساتویں رات سے پہلے پہلے سارا مسئلہ کھل جائے گا ہمارے کئی احباب اس کا تجربہ کر چکے ہیں۔

برائے تپ: جسے تپ چڑھتا ہوا اس کے لیے یہ تعویذ کاغذ پر لکھ کر اس کے بازو میں باندھے انشاء اللہ جلد شفایاب ہو گا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بَرَآءَۃٌ مِّنَ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ اِلٰی اُمِّ مِلْدَمٍ (تپ کی کنیت) نِ الَّتِیْ تَاکُلُ اللَّحْمَ وَ تَشْرَبُ الدَّمَ وَتَھْشِمُ الْعَظْمَ اَمَّا بَعْدُ یَا اُمَّ مِلْدَمٍ اِنْ کُنْتِ مُؤْمِنَۃً فَبِحَقِّ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ اِنْ کُنْتِ یَھُوْدِیَۃً فَبِحَقِّ مُوْسَی الْکَلِیْمِ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَ اِنْ

كُنْتِ نَصْرَانِيَّةً فَبِحَقِّ الْمَسِيْحِ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنْ لَّا اَكَلْتِ (مریض اور ان کی ماں کا نام) لَحْمًا وَلَا شَرِبْتِ لَهٗ دَمًا وَلَا هَشَمْتِ لَهٗ عَظْمًا وَ تَحَوَّلِيْ عَنْهُ اِلٰى مَنِ اتَّخَذَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ وَاِلَّا فَاَنْتِ بَرِيْئَةٌ مِّنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاللّٰهُ تَعَالٰى بَرِئٌ مِّنْكِ وَ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ۔

برائے خنازیر: جس کے گلے میں خنازیر ہوں اس کے لیے چمڑے کا تسمہ مریض کے قد کے برابر لے اور اس پر اکتالیس گرہ لگائے، ہر گرہ لگاتے وقت یہ دعا پڑھ کر پھونک مارتا جائے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَ قُدْرَةِ اللّٰهِ وَ قُوَّةِ اللّٰهِ وَعَظْمَةِ اللّٰهِ وَ بُرْهَانِ اللّٰهِ وَ سُلْطَانِ اللّٰهِ وَ كَنَفِ اللّٰهِ وَجَوَارِ اللّٰهِ وَاَمَانِ اللّٰهِ وَ حِرْزِ اللّٰهِ وَصُنْعِ اللّٰهِ وَكِبْرِيَآءِ اللّٰهِ وَنَظَرِ اللّٰهِ وَبَهَآءِ اللّٰهِ وَ جَلَالِ اللّٰهِ وَكَمَالِ اللّٰهِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ

برائے سرخ بادہ: جس کے بدن پر سرخ بادہ ظاہر ہو وہ درج ذیل دعا سات بار پڑھے اور ہر بار چھری سے اس کی طرف اشارہ کرتا جائے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَ بَارِكْ وَسَلِّمْ بِسْمِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ الْكَرِيْمِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَ قُدْرَتِهٖ وَ سُلْطَانِهٖ اَيَّتُهَا الْحُمْرَةُ جَآءَ تْكِ جُنُوْدٌ مِّنَ السَّمَآءِ وَ قَالَ سُلَيْمَانُ اَيَّتُهَا الرِّيْحُ اَجِيْبِىْ دَاعِىَ اللّٰهِ وَمَنْ لَّمْ يُجِبْ دَاعِىَ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مَّلْجَاءٍ وَّمَالَهٗ مِنْ ظَهِيْرٍ بِسْمِ اللّٰهِ وَبِالثَّنَآءِ الطَّيِّبِ عَلَى اللّٰهِ اَللّٰهُ يَكْفِيْكَ وَاللّٰهُ

يَشْفِيْكَ مِنْ كُلِّ دَآءٍ يُّؤْذِيْكَ وَ مِنْ كُلِّ اٰفَةٍ تَعْتَرِيْكَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ

برائے ضعف بصر: جس شخص کی بینائی کمزور ہو وہ ہر نماز کے بعد یہ آیت پڑھے۔
فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ

برائے مرگی: جو شخص مرگی کے مرض میں مبتلا ہو' وہ اتوار کے دن صبح کے وقت تانبے کی تختی پر ایک طرف یہ کھدوائے یا قھار انت الذی لا یطاق انتقامه اور دوسری طرف یہ کھدوائے یا مذل کل جبار عنید بقھر عزیز سلطانه یا مذل اور اسے گلے میں ڈالے۔



باب ۹

علمائے ربانی کے آداب و فرائض

ارشاد خداوندی ہے:

فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ اذا رجعوا اليهم لعلهم يحذرون

تو کیوں نہ ہوا کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور واپس آکر اپنی قوم کو ڈر سنائیں اس امید پر کہ وہ بچیں (التوبہ: ۱۲۲)

عالم ربانی جو انبیاء و مرسلین کا جانشین (وارث) ہے وہ ان چند امور کا بطور خاص خیال رکھے۔ وہ تفسیر' حدیث' فقہ' سلوک' عقائد اور صرف و نحو کی تعلیم دے۔ علم کلام' اصول اور منطق کا ہو کر نہ رہ جائے۔

اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے۔

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّيْنَ رَسُوْلاً مِنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ آياته وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ

وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا کہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب اور حکمت

کا علم عطا فرماتے ہیں۔ (الجمعہ : ۲)

دوران تدریس استاذ کے لیے چند چیزیں بہت ضروری ہیں۔ لغت کے اعتبار سے نادر الفاظ کی تشریح کرے' نحوی حیثیت سے مشکل اور مغلق جملوں کی وضاحت کرے' مسائل کی توجیہ و توضیح جزوی مثالوں سے اس طرح کرے کہ ان کی صورت باندھ دے' دلائل اس طرح اٹھائے کہ بعض مقدمات دوسرے مقدمات اور لوازمات سے مل کر خود بخود نتیجہ پیدا کرتے جائیں' کلی قاعدوں اور تعریفات کے درمیان قیود اور استثناؤں کے فوائد کی وضاحت کرے' مسائل کے ضمن میں مختلف تقسیموں میں حصر کی وجوہات بیان کرے۔ اسی طرح ظاہر شبہات حل کرے۔ مثلاً دو مختلف مسالک جو آپس میں خلط ملط نظر آتے ہیں انہیں توجیہات' عبارات اور مسالک کے لحاظ سے واضح کرے اور جو چیزیں تعریفات میں ممتنع ہیں مثلاً استدراک اور خفی تر کا ذکر' انہیں کھول کر بیان کرے۔ جو چیزیں براہین میں ممتنع ہیں مثلاً جزی ہونا کبریٰ کا سالبہ ہونا صغریٰ کا' انہیں وضاحت سے پیش کرے۔

کوئی عالم دین اس وقت تک اپنے تلامذہ کو صحیح فائدہ نہیں پہنچا سکتا جب تک وہ مذکورہ امور کی وضاحت نہ کرے اور دوران تدریس جگہ جگہ انہیں آگاہ نہ کرتا رہے۔

اسی طرح ایک عالم ربانی کے فرائض میں شامل ہے کہ اپنے تلامذہ کی روحانی تربیت کے لیے انہیں اشغال کی تعلیم دے اشغال کا تفصیلی ذکر ہم بیان کر آئے ہیں۔ اس مقصد کے لیے وہ ایک وقت مقرر کرے' جس میں لوگوں کے ساتھ مجلس میں بیٹھے' انہیں نسبت کی توجہ دے' اللہ تعالیٰ کی حجت' ممکنہ استطاعت ہی کے ذریعے پوری ہوتی ہے اس کے بعد استطاعت میسرہ کا نمبر آتا ہے استطاعت میسرہ میں صحبت' قول و فعل سے اشغال و اعمال پر ابھارنا اور دل پر تصرف کرنا شامل ہیں اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے اور اللہ کے فرمان وَ يُزَكِّيهِمْ سے اسی طرف اشارہ ہے۔

عالم ربانی کا فرض ہے کہ وہ وعظ و نصیحت سے ذریعے لوگوں کی زندگی میں

تبدیلی لائے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ سے ارشاد فرماتا ہے۔ فذکر ان نفعت الذکری تم نصیحت فرماؤ اگر نصیحت کام دے (الاعلیٰ: ۹)

قصے کہانیوں سے اجتناب کرے۔ حدیث کی کتابوں میں روایت کی گئی ہے کہ آنحضور ﷺ اور آپ کے بعد آپ کے صحابہ وعظ و نصیحت کے کام لیتے تھے۔

سنن ابن ماجہ میں ہمیں ایک روایت ملتی ہے، جس میں بیان کیا گیا ہے کہ آنحضور ﷺ اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ کے دور میں قصہ گوئی نہیں تھی۔ روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ صحابہ کرام قصہ خوانوں کو مسجدوں سے نکلوا دیا کرتے تھے۔ ثابت ہوا کہ قصہ گوئی کا وعظ و نصیحت سے کوئی تعلق نہیں، یہ ناپسندیدہ چیز ہے جبکہ وعظ و نصیحت محمود اور پسندیدہ عمل ہے۔

قصہ گوئی سے مراد یہ ہے کہ عجیب و غریب حکایتیں بیان کرے اور فضائل اعمال وغیرہ کے سلسلے میں غیر مصدقہ روایات کے ذریعے بے جا مبالغہ سے کام لے اور اس سے اس کا مقصد لوگوں کو بتدریج سنت پر عمل کرانا اور انہیں اس کا عادی بنانا نہیں، بلکہ نادر حکایات اور فصاحت و بلاغت سے محض زبان آوری، خود پسندی اور دوسرے لوگوں سے اپنے آپ کو ممتاز ثابت کرنا ہو۔

خلاصہ یہ کہ قصہ گوئی اور وعظ میں فرق کرنا ضروری ہے۔ ہم وعظ و نصیحت کے آداب اور فضائل میں آئندہ صفحات میں ایک مستقل باب سپرد قلم کر رہے ہیں۔

اسی طرح عالم حقانی کا فرض ہے کہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دے مثلاً وضو اور نماز کے سلسلے میں لوگوں کو آگاہ کرے اگر کسی نے وضو میں پوری رعایت ملحوظ نہیں رکھی تو آواز دے ویل للاعقاب من النار، ایڑیوں کے لیے عذاب دوزخ ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص نماز میں تعدیل ارکان نہیں کرتا تو اسے کہے نماز دوبارہ پڑھو، تم نے نماز نہیں پڑھی۔ لباس گفتگو اور دوسرے امور کے بارے میں بھی لوگوں کو سمجھائے۔

ارشاد خداوندی ہے:

وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ اُمَّةٌ يَدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (آل عمران: ۱۰۴)

"اور تم میں ایک ایسا گروہ ہونا چاہیے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بری بات سے منع کریں اور یہی لوگ مراد کو پہنچے"

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ نرمی اور شفقت سے انجام دے' سختی اور ڈانٹ ڈپٹ امراء اور بادشاہوں کا طریقہ ہے۔

ارشاد خداوندی ہے: و جادلهم بالتی هی احسن "اور ان سے اس طریقہ پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو۔" (النحل: ۲۵)

علمائے ربانی کے آداب میں سے ہے کہ وہ امکانی حد تک طالب علموں اور درویشوں کی خبر گیری کریں۔ اگر وہ خود کسی وجہ سے یہ خدمت پوری طرح انجام نہ دے سکیں تو اپنے ہم مزاج برادران طریقت کو ایسے لوگوں کی خبر گیری اور ان کی ضروریات کا خیال رکھنے کی ترغیب دیں اور ان میں اس کا جذبہ پیدا کریں۔

ہم نے اوپر جو صفات بیان کی ہیں یہ جس شخص میں موجود ہوں اس کے وارث الانبیاء والمرسلین ہونے میں کوئی شک نہیں کرنا چاہیے۔ بلاشبہ ایسا شخص ملکوت آسمانی میں صاحب عظمت ہے' مخلوق خدا اسے دعا دیتی ہے۔ یہاں تک کہ مچھلیاں پانی کے اندر اس کے لیے دعا کرتی ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے' خیال کرنا ایسے شخص کی صحبت غنیمت سمجھنا' اسے ہاتھ سے نہ جانے دینا بلاشبہ ایسے مرد خدا کی صحبت اکسیر اعظم ہے' واللہ اعلم۔

خیال رہے کہ جو بھی شخص ہدایت اور دعوت الی اللہ کے منصب پر فائز ہو' اگر اس سے ذکر کردہ امور میں سے کسی امر میں کوتاہی ہو تو جب تک وہ اس کا ازالہ نہ کرلے' اس کی کوتاہی ہی سمجھی جائے گی۔

میں طالب حق کو چند باتوں کی وصیت کرتا ہوں ان میں سے پہلی یہ ہے

کہ دولتمندوں اور امراء سے صحبت نہ رکھے۔ البتہ اگر کوئی طالب حق، مخلوق خدا کو ان کے ظلم سے بچانے یا انہیں کار خیر پر آمادہ کرنے کے لیے ان سے تعلق رکھتا ہے تو اس کے لیے مضائقہ نہیں۔ اس سے بخوبی ذہن سے وہ خلجان دور ہو جاتا ہے، جس کے مطابق ایک طرف احادیث میں بادشاہوں کی مصاحبت کی مذمت کی گئی ہے دوسری طرف بعض انتہائی صاحب تقویٰ علماء نے بادشاہوں کی صحبت اختیار کی ہے۔

میری دوسری وصیت یہ ہے کہ سالک راہ حقیقت نہ تو جاہل پیروں کی صحبت اختیار کرے اور نہ جاہل عبادت گزاروں کی۔ اسی طرح وہ نہ زاہد خشک فقہا کے قریب پھٹکے اور نہ صرف ظاہر پر عمل کرنے والے محدثین (ظاہریہ) کی پیروی کرے، علوم عقلی اور علم کلام میں غلو کرنے والے صاحبان کے پیچھے بھی نہ لگے۔ سالک راہ حقیقت کو چاہیے کہ وہ عالم صوفی ہو دنیا سے بے رغبتی کرتے ہوئے ہر وقت متوجہ الی اللہ رہے۔ اس کی نگاہ بلند ہو، سنت نبوی پر عمل اس کا مطمح نظر ہو۔ احادیث نبوی اور سیرت صحابہ کا پیروکار ہو، احادیث اور آثار صحابہ کی تشریح و تعبیر کے سلسلے میں ایسے محقق فقہاء پر اعتماد کرے جو عقلیات کی بجائے حدیث سے زیادہ شغف رکھتے ہوں، عقائد کے سلسلے میں ان علماء سے تعلق قائم کرے جو عقائد کی بنیاد حدیث پر رکھتے ہوں، البتہ اپنی بات کو موکدہ کرنے کے لیے عقلی دلائل پر بھی ان کی نگاہ ہو۔

اصحاب طریقت میں سے ان لوگوں کی اتباع کرے جو علم اور تصوف کے جامع ہوں۔ ایسے نہ ہوں جو اپنے نفس پر بے جا بوجھ ڈالتے ہیں یا سنت پر اضافہ کرتے ہیں۔ جو شخص ان صفات کا حامل نہ ہو۔ سالک کو اس کی صحبت اختیار نہیں کرنی چاہیے۔

عالم ربانی کے آداب میں سے یہ ہے کہ فقہاء کے مختلف مکاتب اور مسالک میں بعض کو بعض پر ترجیح دینے پر زور صرف نہ کرے، بلکہ مجموعی طور پر ان تمام فقہی مسالک کو مقبولیت کے درجے پر رکھے۔ البتہ خود اس پر عمل کرے جو

صریح اور مشہور حدیث کے مطابق ہو' اگر فقہا کے دونوں مسلک احادیث سے استنباط و استدلال کے لحاظ سے برابر ہوں تو اسے اختیار ہے وہ جس مسلک پر چاہے عمل کرے' البتہ وہ تمام مسالک کو کسی تعصب کے بغیر ایک ہی مسلک سمجھے۔

عالم ربانی کی ایک صفت یہ ہونی چاہیے کہ وہ مشائخ صوفیاء کے سلاسل میں سے کسی ایک سلسلے کو ترجیح نہ دے۔ اسی طرح مجذوب (مغلوب الحال) حضرات پر نکیر کرے اور نہ ان لوگوں سے الجھے جو مسئلہ سماع میں تاویل کرتے ہیں۔ البتہ خود اس راہ پر عمل کرے جو سنت سے ثابت ہے اور جس پر بلند مرتبہ اور محققین علماء عمل پیرا رہے ہیں۔ حق تعالیٰ توفیق عطا کرنے والا اور مددگار ہے۔



باب ۱۰

آداب و مقاصد وعظ و نصیحت

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ سے ارشاد فرماتا ہے۔

فَذَكِّرْ اِنَّمَا اَنْتَ مُذَكِّرٌ

"تو تم نصیحت سناؤ تم تو یہی نصیحت سنانے والے ہو" (الغاشیہ: ۲۱)

حضرت موسیٰ کلیم اللہ سے ارشاد ہوتا ہے۔

وَ ذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ

"اور انہیں اللہ کے دن یاد دلا" (ابراہیم: ۵)

وعظ و نصیحت دین کا بڑا رکن ہے' ہم وعظ کے آداب' وعظ کی کیفیت اور خصوصیات اور وعظ و نصیحت سے اصلی غرض و غایت کے بارے میں کچھ بیان کرتے ہیں' نیز اس کی بھی وضاحت کرتے ہیں کہ وعظ و نصیحت کے دوران کس کس چیز سے مدد لی جائے' یعنی وعظ کا ماخذ کیا ہو' وعظ کن باتوں پر مشتمل ہو اور وعظ سننے والوں کے آداب کیا ہیں اور اس دور کے واعظین کو کون کون سی آزمائش پیش آتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے مدد کی درخواست ہے۔

واعظ کے لیے ضروری ہے کہ وہ عاقل' بالغ اور متقی ہو اور ان شرائط کا حامل ہو جو راویان حدیث کے لیے ضروری ہے۔ وہ محدث ہو' مفسر ہو اور مجموعی طور

پر سلف صالحین کے حالات اور ان کی زندگیوں سے اچھی طرح باخبر ہو۔

اس کے محدث ہونے سے ہماری مراد یہ ہے کہ وہ حدیث کی کتابوں پر عبور رکھتا ہو' یعنی اس نے حدیث کے الفاظ پڑھے ہوں' اس کا معنی و مفہوم سمجھا ہو اور ان کی صحت و سقم کو اچھی طرح جانتا ہو' چاہے اسے یہ علم کسی حافظ حدیث (محدث) کے ذریعے حاصل ہوا ہو' چاہے کسی فقیہ کے استنباط سے۔ اس کے مفسر ہونے سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ واعظ قرآن مجید کی آیات مشکلہ کی توجیہ' تاویل اور اس کی تشریح کے سارے پہلوؤں سے آگاہی رکھتا ہو' نیز اسے سلف کے تفسیری کام سے پوری واقفیت ہو۔

اس کے ساتھ مناسب ہے کہ وہ فصیح اللسان ہو لوگوں کی ذہنی استعداد کے مطابق بات کرنے کا اسے ملکہ حاصل ہو وہ مہربان صاحب خلق اور صاحب وجاہت ہو۔ جہاں تک وعظ کا تعلق ہے بہتر ہے کہ اس میں مناسب وقفہ رکھے (یعنی ہر وقت وعظ و نصیحت کی محفل نہ جمائے اور نہ ہی اسے لمبا کرے) اور اس بات کا خاص خیال رہے کہ لوگوں میں اکتاہٹ اور بددلی پیدا نہ ہو' لوگوں کی دلچسپی اور رغبت دیکھ کر وعظ کہے اور ابھی یہ رغبت اور دلچسپی موجود ہو کہ ختم کر دے۔

وعظ و نصیحت کی محفل پاکیزہ اور صاف ستھری جگہ مثلاً مسجد میں منعقد کی جائے۔ گفتگو کا آغاز اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور آنحضور ﷺ پر درود و سلام سے کرے اور ختم بھی اسی پر کرے۔ تمام مسلمانوں بالخصوص حاضرین کے لیے خصوصی دعا کرے۔

وعظ صرف ترغیب و ترہیب (شوق دلانا اور ڈرانا) تک محدود نہ رکھے بلکہ ملاجلا انداز اپنائے' جیسے اللہ تعالیٰ کی سنت اور طریقہ ہے کہ وہ وعدے کے ساتھ وعید اور خوشخبری و بشارت کے ساتھ انذار یعنی خوف دلاتا ہے۔ واعظ کے لیے مناسب ہے کہ وہ آسانی اور نرمی دکھائے' نہ کہ سختی اور تنگی' خطاب میں عمومی انداز اپنائے' کسی خاص گروہ' فرقے یا شخص کو نشانہ نہ بنائے۔ بات کا انداز یہ ہو کہ کچھ

لوگ اس طرح کہتے یا کرتے ہیں۔

وعظ میں لغو اور اخلاق سے گری ہوئی بات سے اجتناب کرے۔ اچھی بات اور عمل کی تحسین کرے اور بری بات کی تحقیر کرے۔ نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کرے

وعظ و نصیحت کے اصل مقاصد حاصل کرنے کے لیے واعظ پہلے اپنے دل میں' اعمال' اخلاق' کردار اور زبان پر قابو کے اعتبار سے ایک حقیقی مسلمان کا تصور قائم کرے۔ یہ تصور قائم کرتے وقت اس کے باطنی احوال اور ذکر و فکر کے ساتھ اس کی دلچسپی اور عمل کو بھی ساتھ ملائے۔ پھر اسی جامع اور مکمل انسان کو نشان راہ بنا کر آہستہ آہستہ سامعین کے فہم کے مطابق ان کے دلوں میں اسے ثابت اور راسخ کر دے۔ پہلے لباس' نماز اور شکل و صورت وغیرہ کے سلسلے' نیکی اور اچھائی کی خوبیاں اور غلطیاں اور گناہوں کی برائیاں بتائے' ان پر عمل پیرا ہو جائیں تو انہیں ذکر اذکار کی تلقین کرے۔ پھر جب ان کے اندر ذکر کا اثر معلوم ہونے لگے' تو انہیں دل اور زبان پر قابو رکھنے کی مشق کرائے۔ ان کے صحیح نتائج حاصل کرنے اور دلوں میں اثرات پیدا کرنے کے لیے گزشتہ واقعات اور ایام اللہ کے تذکرے سے اعانت حاصل کرے اور لوگوں کو بتائے کہ سنت الہیہ کیا ہے؟ انفرادی اور اجتماعی طور پر کامیابی و ناکامی کے پیچھے قدرت کے کون سے عوامل کارفرما ہیں اور اس دنیا میں مختلف قوموں کی تباہی و بربادی کے اسباب کیا تھے۔

اس کے بعد لوگوں کو برائیوں سے بچانے اور بہتر زندگی اپنانے کے لیے موت' عذاب قبر' یوم حساب کی سختی اور عذاب دوزخ سے ڈرائے اور مختلف ترغیبات سے بھی کام لے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔

وہ اپنے وعظ کی بنیاد مندرجہ ذیل چیزوں پر رکھے۔

قرآن مجید' جو کچھ اس کی ظاہری عبارت اور تفسیر سے واضح ہو رہا ہے۔ وہ حدیث نبوی' جو محدثین کے ہاں معروف اور رائج ہے۔ صحابہ کرام' تابعین اور

سلف صالحین کے اقوال اور آنحضور ﷺ کی سیرت طیبہ۔

وعظ میں بے سروپا قصے بیان نہ کرے' صحابہ کرام نے ایسے قصے کہانیوں کو سخت ناپسند کیا ہے' بلکہ بعض دفعہ ایسے قصہ گویوں کو مار پیٹ کر مسجدوں سے بھی نکال دیا ہے۔ اس قسم کے قصے کہانیوں کا تعلق اکثر و بیشتر اسرائیلی روایات سے ہے' ان کے صحیح ہونے کے بارے میں کچھ علم نہیں۔ سیرت اور شان نزول کے ضمن میں اکثر ان کا بیان ہوا ہے۔

وعظ ترغیب (نیکیوں پر ابھارنا) ترہیب (برائی سے ڈرانا) واضح مثالوں' صحیح اور دل میں رقت پیدا کرنے والی حکایات اور نفع بخش نکات پر مشتمل ہونا چاہیے' یہی وعظ و نصیحت کا صحیح طریقہ ہے۔

وعظ میں جو مسائل بیان ہونے چاہیں ان کا تعلق یا تو حلال و حرام سے ہو' یا مشائخ صوفیا کے آداب سے' اسی طرح یا ان کا موضوع دعائیں ہو اور یا عقائد اسلام' اصل بات یہ ہے کہ واعظ جو مسئلہ بیان کرے' وہ اسے اچھی طرح جانتا ہو اور اسے اس کے سکھلانے اور تعلیم دینے کا فن بخوبی آتا ہو۔

وعظ کے سامعین کے آداب یہ ہیں کہ وہ واعظ کے سامنے بیٹھیں' کھیل تماشا نہ سمجھیں' شور نہ کریں' آپس میں گفتگو نہ کریں' ہر معاملے میں واعظ سے سوال نہ کریں' اگر کسی کے دل میں کوئی سوال اٹھتا ہے اور اس کا بیان ہونے والے مسئلے سے کوئی گہرا تعلق نہیں ہے یا مسئلہ اس قدر باریک ہے کہ عام لوگوں کی سمجھ سے بالا ہے تو سائل دوران وعظ خاموش رہے' البتہ علیحدگی میں چاہے تو پوچھ لے۔ اگر اس مسئلے کا بیان ہونے والے موضوع سے گہرا تعلق ہے مثلاً کسی اجمال کی تفصیل یا مشکل اور نادر بات کی تشریح مقصود ہے' تو جس وقت واعظ اپنی گفتگو ختم کرے' آخر میں اس سے دریافت کر لے۔

واعظ کو چاہیے کہ وہ اپنی بات تین دفعہ دہرائے۔

اگر مجلس وعظ میں مختلف زبانیں بولنے والے لوگ موجود ہوں اور واعظ

ان زبانوں پر قدرت رکھتا ہو تو انہیں ان کی زبانوں میں سمجھائے۔ واعظ کو چاہیے کہ وہ مشکل اور بہت مختصر یعنی اجمالی گفتگو سے پرہیز کرے۔

ہمارے زمانے کے واعظین کی سب سے بڑی کمزوری یہ ہے کہ وہ موضوع اور صحیح احادیث کے درمیان فرق سے بے خبر ہیں۔ بلکہ ان کے وعظ کا زیادہ تر حصہ موضوعات اور محرفات پر مشتمل ہوتا ہے۔ نمازوں اور دعاؤں کے سلسلے میں وہ جو کچھ بیان کرتے ہیں' محدثین کے نزدیک وہ بیشتر موضوعات (گھڑی ہوئی) پر مشتمل ہوتا ہے۔

اسی طرح وہ ترغیب و ترہیب کے بیان میں مبالغہ کرتے ہیں' واقعات میں تو خاص طور پر مبالغہ آرائی ہوتی ہے' بالخصوص واقعہ کربلا اور واقعہ وفات وغیرہ۔



باب ۱۱

مصنف کے سلاسل طریقت

ہماری صحبت اور طریقت و سلوک حاصل کرنے کا سلسلہ' صحیح اور متصل و مسلسل سند کے ذریعے آنحضور ﷺ تک ثابت ہے۔ درمیان میں کوئی واسطہ منقطع نہیں ہے۔ ہر چند طریقت کے مخصوص آداب و اشغال کی شکلیں بعینہ آپ سے ثابت نہیں ہیں۔ اس بندہ ضعیف ولی اللہ (اللہ اس سے درگزر کرے اور اسے سلف صالحین کے ساتھ شامل کرے) نے ایک لمبا عرصہ اپنے والد گرامی شیخ اجل عبدالرحیم رضی اللہ عنہ کی صحبت حاصل کی' آپ سے علوم ظاہری اور آداب طریقت سیکھے' اور آپ کی کرامات دیکھیں' آپ سے مشکلات کے بارے میں پوچھا اور طریقت و حقیقت کے بے شمار فوائد حاصل کیے' نیز واردات ' احوال اور کرامات' جو آپ کے مشائخ اور آپ سے صادر ہوئیں' دیکھیں اور سنیں۔ اللہ تعالٰی میری طرف سے اور آپ کے مریدین و متعقدین کی طرف سے والد گرامی کو جزائے خیر عطا کرے۔

والد گرامی بہت سارے مشائخ کی صحبت میں رہے' ان میں سے تین انتہائی جلیل القدر ہیں' پہلے خواجہ خورد ہیں' انہوں نے حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ' شیخ الہ داد اور خواجہ حسام الدین کی صحبت اٹھائی' جبکہ یہ تینوں حضرات خواجہ محمد باقی رحمۃ اللہ علیہ کے صحبت یافتہ تھے۔ دوسرے بزرگ سید عبداللہ ہیں آپ شیخ آدم

بنوری کے صحبت یافتہ تھے۔ وہ شیخ احمد سرہندی کے خلیفہ اور آپ خواجہ محمد باقی کے خلیفہ تھے۔ تیسرے بزرگ خلیفہ ابوالقاسم ہیں' آپ ملا ولی محمد کے فیض یافتہ اور وہ امیر ابوالعلاء کے صحبت یافتہ تھے۔

خواجہ محمد باقی' خواجہ محمد امکنگی کے صحبت یافتہ' وہ اپنے والد مولانا محمد درویش کے' وہ مولانا محمد زاہد کے' وہ خواجہ عبیداللہ احرار کے اور امیر ابوالعلاء کے صحبت یافتہ تھے' امیر ابو العلا' امیر عبداللہ کے صحبت یافتہ' وہ امیر یحیٰی کے' وہ خواجہ عبدالحق کے اور وہ خواجہ عبیداللہ احرار کے صحبت یافتہ تھے۔

خواجہ عبیداللہ احرار نے بہت سارے مشائخ کی صحبت اٹھائی' ان میں سے مولانا یعقوب چرخی (چرخ غزنی کا نواحی گاؤں) اور خواجہ علاء الدین غجدوانی نمایاں ہیں' یہ دونوں بزرگ بلا واسطہ خواجہ نقشبند سے فیض یافتہ تھے۔ شیخ یعقوب چرخی خواجہ علاء الدین عطار کی صحبت میں بھی رہے' اسی طرح خواجہ علاء الدین نے خواجہ محمد پارسا کی بھی صحبت اٹھائی۔ جبکہ یہ دونوں بزرگ خواجہ نقشبند کے بڑے خلفا میں سے تھے۔

خواجہ نقشبند (کمخواب باف آپ اور آپ کے والد یہی پیشہ کرتے تھے) نے بہت سے مشائخ کی صحبت پائی' ان میں بزرگ ترین خواجہ محمد بابا سماسی اور ان کے خلیفہ امیر سید کلال ہیں۔ خواجہ محمد بابا سماسی' خواجہ علی الرامیتنی کے صحبت یافتہ تھے' وہ خواجہ محمود ابوالخیر فغنوی (بخارا کا ایک گاؤں) کے وہ خواجہ عارف ریوگری (بخارا کا ایک قصبہ) کے وہ خواجہ عبدالخالق غجدوانی (بخارا کا ایک موضع)' وہ خواجہ یوسف ہمدانی کے اور وہ حضرت علی فارمدی (طوس کا قصبہ) کے صحبت یافتہ تھے۔

حضرت علی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ نے کئی مشائخ کی صحبت اٹھائی' ان میں دو نمایاں ترین ہیں' ایک امام ابو القاسم قشیری (قشیر قبیلہ کا نام ہے) وہ ابو علی الدقاق کی صحبت میں رہے' وہ ابو القاسم نصر آبادی' وہ ابوالحسین الحضری رحمۃ اللہ علیہ' وہ حضرت شبلی اور وہ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی کی صحبت میں رہے۔ حضرت علی فارمدی کے

دوسرے شیخ خواجہ ابوالقاسم گرگانی ہیں' ان کے مرشد ابو عثمان مغربی' ان کے مرشد ابو علی الکاتب' ان کے مرشد ابو علی رودباری اور ان کے مرشد حضرت جنید بغدادی ہیں۔

حضرت جنید بغدادی اپنے ماموں سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے صحبت یافتہ تھے اور وہ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے' حضرت معروف کرخی نے کئی مشائخ سے فیض حاصل کیا' ان میں دو انتہائی معتبر نام ہیں' پہلے امام علی بن موسیٰ رضا رحمۃ اللہ علیہ ہیں' آپ اپنے والد موسیٰ کاظم کے' وہ اپنے والد امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے وہ اپنے والد امام محمد باقر کے' وہ اپنے والد امام زین العابدین کے' وہ اپنے والد امام حسین کے' وہ اپنے والد امیر المومنین علی ابن ابی طالب کے اور وہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے صحبت یافتہ تھے۔ معروف کرخی کے دوسرے مرشد حضرت داؤد طائی ہیں' داؤد طائی' فضیل عیاض' حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ اور ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہے' یہ تینوں حضرات بہت سے تابعین اور تبع تابعین کی صحبت میں رہے' بالخصوص انہوں نے حضرت حسن بصری کی صحبت اٹھائی۔ ان میں سے تابعین نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی اصحاب سے فیض حاصل کیا ان اصحاب میں سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم اور آپ کی احادیث کے حافظ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا نام نامی نمایاں ہے۔ یہ ہماری صحبت اور فیض کا سلسلہ ہے۔ جس کے متصل اور صحیح ہونے میں ذرا شک نہیں۔

امام جعفر صادق کو ایک دوسری نسبت اپنے نانا قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق سے بھی ہے' یعنی امام جعفر صادق کو نسبت ہے اپنے نانا حضرت قاسم بن محمد سے' انہیں سلمان فارسی سے' انہیں حضرت ابوبکر صدیقؓ سے اور انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت ہے۔

ان کے علاوہ ہمارے اور سلاسل بھی ہیں' جن میں بعض صحبت کے سلسلے ہیں اور بعض بیعت اور خرقہ پوشی کے یہ سارے سلسلے ثابت اور متصل ہیں۔

بندۂ ضعیف ولی اللہ نے سلسلہ حاصل کیا' (طریقہ لیا) اپنے والد شیخ

عبدالرحیم سے' انہوں نے سید عبداللہ سے' انہوں نے شیخ آدم سے' انہوں نے شیخ احمد سرہندی سے' انہوں نے اپنے والد شیخ عبدالاحد سے' انہوں نے شاہ کمال سے' شیخ احمد سرہندی کو شیخ سکندر سے اور انہیں اپنے دادا شیخ کمال مذکور سے بھی سلسلہ ملا۔ شیخ کمال نے سید فضیل سے' انہوں نے سید گدا رحمٰن سے' انہوں نے سید شمس الدین عارف سے انہوں نے سید گدا رحمٰن بن ابوالحسن سے' انہوں نے شمس الدین صحرائی سے' انہوں نے سید عقیل سے' انہوں نے سید بہاء الدین سے' انہوں نے سید عبدالوہاب سے انہوں نے سید شرف الدین قتال سے' انہوں نے سید عبدالرزاق سے' انہوں نے اپنے والد بانی سلسلہ الشیخ ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی سے' انہوں نے ابوسعید مخزومی سے' انہوں نے ابوالحسن القرشی سے' انہوں نے ابوالفرح طرطوسی سے' انہوں نے ابوالفضل عبدالواحد التمیمی سے' انہوں نے اپنے والد شیخ عبدالعزیز التمیمی سے' اور انہوں نے ابوبکر شبلی (رحمہم اللہ اجمعین) سے' طریقہ لیا اور نسبت حاصل کی۔ حضرت شبلی سے آگے سلسلے کی سند بیان ہو چکی ہے۔

اس کے علاوہ ہمارے مرشد شیخ عبدالرحیم نے اپنے نانا شیخ رفیع الدین محمد کی روح سے بھی آداب طریقت کی تکمیل کی۔ شیخ رفیع الدین محمد نے والد گرامی کی پیدائش سے کئی سال پہلے بطور کرامت انہیں طریقت کی اجازت عطا کی۔ جبکہ انہیں اپنے والد قطب عالم سے اور انہیں نجم الحق چاپلدہ سے اور انہیں شیخ عبدالعزیز سے یہ اجازت ملی۔

والد گرامی شیخ عبدالرحیم کے اور بھی کئی طرق اور واسطے ہیں۔ انہیں اجازت عطا کی سید عظمت اللہ اکبر آبادی نے' انہیں اجازت عطا کی اپنے آباء و اجداد نے' انہیں شیخ عبدالعزیز نے' انہیں قاضی خاں یوسف الناصحی نے' انہیں حسن بن طاہر نے' انہیں سید راجی حامد شاہ نے' انہیں شیخ حسام الدین مالک پوری نے' انہیں خواجہ نور قطب عالم نے' انہیں اپنے والد علاء الحق بن اسعد لاہوری ثم بنگالی نے' انہیں اخی سراج عثمان اودھی نے' انہیں شیخ نظام الدین اولیاء نے' انہیں شیخ فرید

الدین گنج شکر نے' انہیں خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے' انہیں خواجہ معین الدین سجزی نے' انہیں خواجہ عثمان ہارونی نے' انہیں حاجی شریف الزندنی نے' انہیں خواجہ مودود چشتی نے' انہیں اپنے والد خواجہ یوسفؒ بن محمد بن سمعان چشتی نے' انہیں اپنے ماموں خواجہ محمد چشتی نے' انہیں اپنے والد خواجہ ابو احمد چشتی نے' انہیں خواجہ ابو اسحاق شامی نے' انہیں ممشاد علو الدینوری نے' انہیں ابو ھبیرۃ البصری نے' انہیں حذیفۃ المرعشی نے' انہیں ابراھیم بن ادہم نے' انہیں فضیل بن عیاض نے' عبدالواحد بن زید نے' انہیں خواجہ حسن بصری (رحمہم اللہ اجمعین) نے' انہیں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے' اور انہیں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت عطا فرمائی۔

اسی طرح میرے والد گرامی نے باطنی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آداب طریقت سیکھے اور وہ اس طرح کہ انہوں نے خواب میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور آپ سے بیعت ہوئے' آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ذکر نفی و اثبات کی تلقین فرمائی۔ میرے والد گرامی نے حضرت زکریا علیہ السلام سے بھی طریقت کی تعلیم حاصل کی۔ انہوں نے والد گرامی کو اسم ذات کی تعلیم دی۔

میرے والد گرامی نے ائمہ طریقت کی ارواح سے بھی فیض حاصل کیا' حضرت شیخ ابو محمد عبدالقادر الجیلانی' خواجہ بہاء الدین محمد نقشبند اور خواجہ معین الدین بن حسن چشتی (رحمۃ اللہ علیہ) کو انہوں نے خواب میں دیکھا' ان سے اجازتیں حاصل کیں اور ان کے دل پر ان بزرگوں کی اپنی اپنی نسبتوں کا جو فیضان ہوا انہوں نے اسے اچھی طرح معلوم کیا اور جانا' والد گرامی یہ واقعہ ہمیں سنایا کرتے تھے۔

علوم ظاہرہ تفسیر' حدیث' فقہ' عقائد' نحو' صرف' کلام' اصول اور منطق وغیرہ میں نے اپنے والد رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھے۔ انہوں نے ابتدائی کتابیں اپنے بھائی ابوالرضا محمد سے اور بڑی کتابیں امیر زاہد ہروی سے پڑھیں۔ امیر زاہد ہروی کے درسی کتابوں پر حواشی مشہور ہیں۔ انہوں نے مرزا فاضل سے انہوں نے ملا یوسف

کوبج سے' انہوں نے مرزا جان وغیرہ سے' انہوں نے علامہ تفتازانی اور علامہ شریف جرجانی رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ سے یہ علوم پڑھے۔

مشکوۃ المصابیح' صحیح بخاری اور باقی صحاح ستہ کی اجازت مجھے' معتمد اور ثقہ عالم حاجی محمد افضل سے ملی انہیں یہ اجازت شیخ عبدالاحد سے انہیں اپنے والد شیخ محمد سعید سے اور انہیں اپنے جد امجد شیخ سلسلہ شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہوئی۔ حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی طویل سند اپنی جگہ مذکور ہے۔ جو کچھ ہم اس رسالے میں بیان کرنا چاہتے تھے یہ اس کا حرف آخر ہے اور اول و آخر' ظاہر و باطن اللہ تعالیٰ ہی تعریف و ثنا کا حق دار ہے۔

خاک راہ دردمندان طریق

فقیر سید محمد فاروق شاہ القادری

خادم خانقاہ عالیہ قادریہ شاہ آباد شریف

گڑھی اختیار خاں ضلع رحیم یار خاں



الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ

قرب الٰہی اور تزکیہ نفس کے اصولوں اور سلاسل اولیاء

پر مستند اور منفرد کتاب

تصنیف لطیف

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ و تحقیق

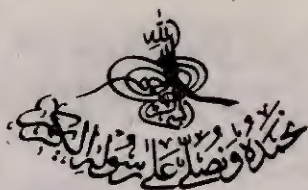
سید محمد فاروق القادری



تصوف فاؤنڈیشن لاہور

فہرست مضامین





مقدمہ

تمام تعریفیں اللہ تعالٰی کے لیے ہیں جس نے اپنے حبیب حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کو بشیر و نذیر' اللہ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا اور آپ کے اصحاب کو اس نے آپ کے دیدار کی فضیلت سے ممتاز فرمایا چنانچہ انہوں نے براہ راست آپ کی زبان مبارک سے ارشادات سنے اور آپ کی صحبت سے سرفراز ہوئے پھر اللہ تعالٰی نے آپ کی امت میں سے کچھ لوگوں کو صحابہ کرام کا پیروکار بنایا چنانچہ آنحضور ﷺ کے ظاہری و باطنی علوم کی سند آپ تک ان کے ذریعے صحیح قرار پائی اور آپ کے ساتھ ان کا ظاہری و باطنی اتصال قائم ہوا۔

یہ لوگ مخلوق خدا پر اللہ تعالٰی کی حجت' مخلوق میں اس کے پسندیدہ' ائمہ ہدایت اور صاحب تقویٰ لوگوں کے پیشوا ہیں اگر آنحضور ﷺ سے مروی علم سینہ اور اس فہم کے ذریعے منقول نہ ہوتا جو ہر علم میں اللہ تعالٰی اپنے پسندیدہ لوگوں کو عطا کرتا ہے تو نہ کوئی اللہ کی عبادت کرتا نہ کوئی شخص ہدایت پاتا اور نہ کوئی فرد بشر قرب الٰہی حاصل کرتا' و صلی اللہ علی افضل خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین۔

احمد بن عبدالرحیم عمر دہلوی المعروف ولی اللہ (اللہ تعالٰی اسے اس کے مشائخ اور والدین کو اپنی عظیم رحمت میں ڈھانپ لے) عرض کرتا ہے کہ یہ رسالہ

جس کا نام "انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ و اسانید وارثی رسول اللہ ﷺ رکھا گیا ہے ان مشہور سلاسل کے تعارف پر مبنی ہے جس سے یہ فقیر ظاہری و باطنی علوم میں نسبت رکھتا ہے اور ان کی کسی نہ کسی شاخ سے منسلک ہے اللہ تعالیٰ اس تالیف کو خالص اپنی ذات کے لیے کرے اور مجھے اور عام لوگوں کو اس سے نصیب کامل عطا فرمائے۔

واضح رہے کہ امت محمدیہ کو جو نعمتیں عطا کی گئی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ مختلف سلسلوں کے ذریعے اس کا ربط آنحضور ﷺ کے ساتھ صحیح اور ثابت ہے اگرچہ متقدمین اور متاخرین کے درمیان بعض امور میں اختلاف ہوئے ہیں۔

ابتدائی ادوار میں مشائخ صوفیاء کا ربط، صحبت، تعلیم، اور نفس کو تہذیب و تربیت سے آراستہ کرنے کی صورت میں تھا، اس دور میں بیعت اور خرقہ کا سلسلہ نہ تھا، سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں خرقہ پوشی کا طریقہ شروع ہوا اور اس کے بعد بیعت (مروجہ طریقہ) شروع ہوئی۔ ان تمام امور میں ربط اور نسبت کا سلسلہ ثابت اور صحیح ہے رہی رابطے اور اتصال کی مختلف صورتیں سو ان میں کوئی حرج نہیں ہے، خرقہ پوشی اور بیعت دونوں سنت سے ثابت ہیں۔

خرقہ کی بنیاد آنحضور ﷺ کا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو عمامہ پہنانا ہے جب انہیں آپ نے لشکر کا امیر مقرر فرمایا تھا۔ رہی بیعت تو اس کا وجود اور اس پر اعتماد خود آنحضور ﷺ سے یقینی طور پر ثابت ہے جیسا کہ ہر صاحب علم جانتا ہے۔ ابتدائی دور میں علمائے کرام کا ارتباط اور نسبت، احادیث کی سماعت اور انہیں اپنے دل میں محفوظ کرنے کی صورت میں تھا۔ اس کے بعد کتابوں کی تصنیف و تالیف، قرات، مختلف عنوانات پر احادیث کے مجموعے، الگ الگ صحابہ کی روایات کے صحیفے، اجازت وغیرہ کا سلسلہ جاری ہوا ان سب میں نسبت ارتباط صحیح اور ثابت ہے ظاہری صورتوں کے اختلاف کا اصل سے کوئی واسطہ نہیں ان تمام چیزوں کی بنیاد سنت مبارکہ سے ثابت ہے۔ قراۃ کی اصل حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرات اور اعرابی کے سوال والی روایت ہے مناولت کی اصل آنحضرت ﷺ کے مختلف

شہروں کی طرف فرمان ہیں اور مناولہ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کا صحیفہ ہے اسی طرح اجازت اور وجادت کا احادیث میں ذکر آیا ہے۔

ابتداء سے مشائخ صوفیاء کا دستور ہے کہ وہ اپنے خلفاء اور ارادت مندوں کو خرقہ پہناتے ہیں ٹوپی کی صورت میں ہو یا عمامہ' قمیص' جبہ' چادر اور تہ بند وغیرہ کی شکل میں یعنی جو کچھ میسر آئے' اس کی تین صورتیں ہیں ایک خرقہ اجازت ہے اگر مشائخ کسی کو اپنے سلسلے کی اجازت دینا چاہیں اسے اپنا نائب (خلیفہ) مقرر کریں کہ وہ طالبان سلوک کو تلقین اور ان کی تربیت کرے اور ان سے بیعت لے تو اسے خرقہ پہناتے ہیں گویا اسے یہ ذمہ داریاں سونپتے ہیں۔

دوسری صورت خرقہ ارادت ہے یعنی جس وقت کوئی سالک صوفیاء کی جماعت میں شامل ہو کر ان کے اشغال و اعمال پر انتہائی کوشش اور ہمت سے عمل پیرا ہوتا ہے تو اسے خرقہ پہناتے ہیں تاکہ اس جماعت میں اس کی شمولیت کی علامت بن جائے یہ خرقہ اس وقت دیا جاتا ہے جب مشائخ کو اس بات کا اطمینان ہو جائے کہ مذکورہ سالک عبادات و طاعات میں جدوجہد اور استقامت کے بلند مرتبہ پر فائز ہو گیا ہے۔

خرقہ پوشی کی تیسری صورت خرقہ تبرک ہے یعنی جب مشائخ صوفیاء کسی پر مہربان ہوتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ مشائخ کی برکات اس شخص کے شامل حال ہوں تو اسے خرقہ عطا کرتے ہیں' بادشاہ' امیر' تاجر' وغیرہ کی کوئی قید نہیں۔

اسی طرح بیعت کی بھی کئی قسمیں ہیں ایک بیعت توبہ ہے یعنی گناہوں سے توبہ کی جائے یہ ہر مسلمان کے لیے عام ہے یعنی ہر شخص بیعت کر سکتا ہے اور جو چاہے بیعت لے سکتا ہے ایک بیعت تبرک ہے یعنی صلحا کے سلسلے میں شامل ہونے کے لیے بیعت کرے یہ بھی عام ہے۔

ایک قسم بیعت تحکیم ہے یعنی راہ سلوک کے مجاہدات میں شیخ کو رہنما اور مرشد قرار دے اور پوری جدوجہد اور ہمت سے یہ راستہ طے کرے بیعت کی یہ قسم

ارباب ارادت کے لیے خاص ہے اس بیعت کے کئی طریقے رائج ہیں دیار عرب کے تمام صوفیا اپنے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی مرید کے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھ کر اور ایک دوسرے کی انگلیاں اور انگوٹھے پکڑتے ہیں اور پھر مرید سورہ فاتحہ اور قرآن مجید کی آیات پڑھ کر کہتا ہے۔

اللھم انی اشھدک و اشھد ملائکتک و انبیاء ک و اولیاء ک انی قبلته شیخا فی الله و مرشدا و داعیا

اے اللہ میں تجھے' تیرے فرشتوں نبیوں اور اولیاء کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے اس بزرگ کو تیرے راستے میں اپنا شیخ' مرشد اور داعی بنانا قبول کیا ہے۔ شیخ کہتا ہے:

اللھم انی اشھدک و اشھد ملائکتک و انبیاء ک انی قبلته ولدا فی الله

اے اللہ میں تجھے' تیرے فرشتوں اور تیرے نبیوں کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے اسے تیرے راستے میں اپنا بیٹا بنانا قبول کیا ہے۔

اس کے بعد شیخ دعا کرے اور ضروری باتوں کی نصیحت کرے قرآن مجید کی آیت میں ید اللہ فوق ایدیھم میں اسی طرف اشارہ ہے البتہ میرے والد گرامی اور خود مجھے آنحضور ﷺ سے خواب میں بیعت کی جو صورت دکھائی گئی ہے وہ مصافحہ ہے اس کے مطابق مرید کے دونوں ہاتھ شیخ کے دونوں ہاتھوں کے درمیان ہونے چاہیں اور وہ کلمات مبارکہ جو صحیح احادیث میں منقول ہوئے ہیں دہرائے جائیں اس کے بعد مرید کہے میں نے فلاں طریقہ (سلسلہ) اختیار کیا' اس کی پوری وضاحت ہم اپنی کتاب قول الجمیل فی بیان سواء السبیل میں کر چکے ہیں اب ہم اصل مقصد کی طرف رجوع کرتے ہیں۔



باب ا

سلسلہ ولی اللہی

روحانی طور پر مجھے بیعت، صحبت، خرقہ پوشی، فیضان توجہ، اور تلقین کا تعلق آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی سے حاصل ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ میں نے عام رویاء میں دیکھا کہ میں آنحضور ﷺ کے حضور حاضر ہوں اور آپ کے سامنے بیٹھا ہوں آپ نے مثالی صورتوں کی شکل میں فیضان فرمایا پہلی صورت میں جسم مبارک کے اعلیٰ و اسفل دونوں حصوں پر پیرہن ہے اوپر والا حصہ نیچے والے سے زیادہ چوڑا ہے اور اعلیٰ و اسفل کے درمیان تدریج ہے جیسے جسم مخروطی میں ہوتی ہے یہ صورت آنحضور ﷺ کی خصوصی نسبت کی مثال ہے۔ دوسری صورت جسم مدور کی نظر آتی ہے جیسے ایک طباق زمین پر رکھا ہوا ہے اور اس میں لکڑی گڑی ہوئی ہے یہ ان سالکوں کی نسبت کی مثال ہے جنہوں نے جذب میں زیادہ حصہ نہیں پایا۔ تیسری صورت قدرے دوسری سے مشابہ معلوم ہوئی جیسے ایک لکڑی زمین میں گڑی ہوئی ہو اور طباق اس کے اوپر ہو یہ تمثیل ان مجذوبوں کی نسبت کی ہے جنہوں نے سلوک کا زیادہ حصہ نہیں پایا، ان تینوں تمثیلوں کو دکھانے پر میرے دل میں یہ بات ڈال دی گئی کہ آنحضور ﷺ کی خاص نسبت یہ ہے کہ طبقات مجردہ روحانیہ، اور مراتب سفلانیہ جسمانیہ تمام اپنے اپنے کمالات مناسبہ کے ساتھ متصف ہوں اور

مراتب روحانیہ زیادہ قوی ہوں مراتب روحانیہ میں ایسی کوئی چیز نہیں ہے جس کا عالم نسمیہ میں نمودار اور بدل نہ ہو مثلاً محبت ذاتیہ کا نمونہ' محبت افعال ہے روح کی اطاعت کا بدل ظاہری سجدہ ہے جنہیں یہ جامعیت حاصل نہیں ہوئی وہ دو قسم کے لوگ ہیں ایک مجذوب کہ انہوں نے مراتب روحانیہ کی تکمیل کرلی ہے مگر مراتب نسمیہ کی تکمیل نہیں کرسکے' ان کے درجات کی وسعت صرف اوپر والے حصے (فوق) میں ہے دوسرے سالک انہوں نے مراتب سافلہ کی تکمیل کی ہے نہ کہ مراتب روحانیہ کی' ان کے کمال کی وسعت نچلے درجے میں ہے یہ عظیم معرفت میرے دل میں جاگزیں ہوئی تو آنحضور ﷺ نے مسکراتے ہوئے سر مبارک مراقبہ سے اٹھایا اور اشارہ کرتے ہوئے دونوں ہاتھ بیعت اور مصافحہ کئے بڑھا دیئے میں اٹھا اور اپنے زانو آنحضرت کے زانو کے ساتھ ملا کر مودب ہوگیا اور اپنے دونوں ہاتھ آنحضرت ﷺ کے دونوں مبارک ہاتھوں میں دے کر بیعت کی۔

بیعت کے بعد آنحضرت ﷺ نے اپنی آنکھیں بند کرلیں میں بھی اپنی آنکھیں بند کرکے آپ کے حضور متوجہ ہوگیا آپ نے وہی نسبت عطا فرمائی جس کا علم آپ پہلے مجھے دے چکے تھے چنانچہ اس نسبت کے فیضان کی وجہ سے میں نے علم کا احاطہ کرلیا۔

خدا جانتا ہے کہ اس سارے معاملے میں کوئی کلمہ و کلام نہیں ہوئی یہ سارا روحانی فیضان تھا جو ارشاد اور عمل کے ذریعے عطا ہوا۔

بعد میں جب میں مدینہ منورہ حاضر ہوا اور ایک عرصہ تک روضہ مقدسہ کی طرف متوجہ رہا تو ابتداء سے انتہا تک جذب و سلوک کے تمام مقامات اور مراتب میں آنحضور ﷺ کی نگاہ کرم کے سامنے طے کیے چنانچہ آپ کی طرف سے مجھے ذکی اور حکیم کا لقب عطا ہوا آپ نے اپنا طریقہ (سلسلۂ ۔ نسبت) عطا کیا علم کی مشکلات اور جو عقدے مجھے درپیش تھے وہ میں نے آپ سے پوچھے آپ کی طرف سے جو جواب باصواب عطا ہوئے وہ زیادہ تر میں نے اپنے رسالہ فیوض الحرمین میں

بیان کر دیئے ہیں طریقے اور سلسلے کا ذکر "ہمعات" میں بیان ہوا ہے آپ نے جو جوابات مرحمت فرمائے اور ان میں سے ایک جس کا ذکر فیوض الحرمین میں نہیں آیا یہاں بیان کیا جاتا ہے۔

میں نے روحانی طور پر آنحضور ﷺ سے شیعہ فرقہ کے بارے میں پوچھا کہ یہ لوگ اہل بیت کی محبت کا دعوی کرتے ہیں مگر آپ کے صحابہ کے ساتھ دشمنی رکھتے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان لوگوں کا مسلک باطل ہے ان کے مسلک کا بطلان یعنی غلط ہونا امام کے بارے میں ان کے پیش کردہ تصور پر معمولی غور فکر سے کھل جاتا ہے اس کیفیت سے واپسی کے بعد میں نے امام کے لفظ پر غور کیا تو ظاہر ہوا کہ لوگ امام کو معصوم اور اس کی طاعت کو فرض قرار دیتے ہیں اور وحی باطنی جو باطن پر حکم خداوندی کے القا کا نام ہے اسے امام کے لیے اجتہاد' الہام یا خطا سے محفوظ ثابت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ امام کو اللہ تعالیٰ لوگوں کے لیے خود مقرر کرتا ہے تاکہ وہ انہیں خداوندی احکام پہنچائے۔

حالانکہ یہی تو نبوت کے معنی اور اسکے فرائض و خصائص ہیں نبی کی تعریف یہ ہے بعثہ اللہ لتبلیغ الاحکام۔ اللہ تعالیٰ نبی کو اپنے احکام کی تبلیغ کے لیے بھیجتا ہے یعنی نبی کو اللہ تعالیٰ مقرر کرتا ہے اور اسکی اطاعت فرض ہوتی ہے گویا دوسرے الفاظ میں یہ لوگ ختم نبوت کے قائل نہیں ہیں اور اماموں کے لیے نبوت ثابت کرتے ہیں اگرچہ بظاہر نبوت کا نام نہیں لیتے کیا اس سے زیادہ برا کوئی اور عقیدہ ہے۔

ظاہری طور پر اس فقیر کو بیعت' صحبت' خرقہ' اجازت اور تلقین اشغال ان تمام امور میں یا بعض میں روئے زمین پر موجود تمام سلاسل طریقت یا ان میں سے اکثر کے ساتھ ارتباط اور نسبت حاصل ہے اس پر اللہ کا شکر ہے۔

اس رسالہ میں ان سلاسل سے مشہور سلسلوں کی سند لکھتا ہوں اجمالی طور پر یہ سمجھ لینا چاہیے۔ سلسلۂ قادریہ عرب اور ہندوستان کا مشہور ترین سلسلۂ ہے۔ سلسلۂ نقشبندیہ ہندوستان اور ماوراء النہر میں زیادہ ہے حرمین میں بھی پھیل گیا

ہے سلسلۂ چشتیہ ہندوستان میں بہت مشہور ہے اسی طرح سلسلۂ سہروریہ خراسان' کشمیر اور سندھ میں سلسلۂ کردیہ توران و کشمیر' سلسلۂ شطاریہ ہندوستان اور سلسلۂ شاذلیہ' مغرب' مصر اور اس کے نواحی علاقہ جات مدینہ منورہ بالخصوص مغرب میں زیادہ رائج ہیں سلسلۂ عید روسیہ زیادہ تر حضر موت میں چلا ہے۔

میری باطنی تربیت اور آراستگی کا سلسلۂ آنحضرت ﷺ تک فیض سے آراستہ' متصل اور یقین کی حد تک صحیح اور درست سلسلۂ ہے اور اس سلسلے کے ہر بزرگ نے اپنے شیخ کی صحبت حاصل کی اور اس کے آداب و فیوض سے بہرہ ور ہوئے اگرچہ ان آداب و اشغال کا یقین سے تعین نہیں کیا جاسکتا۔

یہ فقیر ایک عرصہ تک اپنے والد گرامی کی صحبت میں رہا ان سے بیعت کی اور طریقت کے آداب و رموز میں سے کچھ حاصل کیا مشہور سلسلوں کے اشغال و اوراد سیکھے اور ان کے ہاتھ سے خرقہ صوفیاء پہنا وہ خلوت میں اس عاجز پر ہمیشہ توجہ دیتے تھے انہی کی توجہ سے مجھے نسبت حضور حاصل ہوئی میں نے اپنی آنکھوں سے ان کی بہت سی کرامات دیکھیں اسی طرح ان پر اور انکے مشائخ پر جو جو عجیب و غریب واقعات اور اتفاقات ظاہر ہوئے وہ سب میں نے اپنے ذہن میں محفوظ کیے ایسے تمام عجیب و غریب واقعات میں نے اپنی کتاب "انفاس العارفین" میں یکجا کر دیئے ہیں۔

والد گرامی نے آخر عمر میں تلقین' بیعت' صحبت' اور توجہ کی اجازت عطا فرمائی اور یدہ کیدی یعنی اس (شاہ ولی اللہ کا) ہاتھ میرے ہاتھ جیسا ہے اس پر اللہ کا بے شکر اور انتہائی کرم و نعمت کی توفیق ارزانی ہے۔

والد گرامی نے بہت سارے مشائخ کی صحبت اٹھائی ان میں سے ایک سید عبداللہ ہیں آپ نے شیخ آدم بنوری کی صحبت حاصل کی انہوں نے شیخ احمد سرہندی انہوں نے خواجہ محمد باقی انہوں نے خواجہ امکنگی انہوں نے مولانا محمد درویش انہوں نے مولانا زاہد اور انہوں نے خواجہ عبید اللہ احرار کی صحبت حاصل کی۔ خواجہ عبید اللہ احرار نے کئی مشائخ کی صحبت اٹھائی ان میں سے مولانا یعقوب چرخی اور خواجہ علاء

الدین غجدوانی خاص طور پر معروف ہیں یہ دونوں حضرات بلا واسطہ خواجہ نقشبند کی صحبت میں رہے مولانا یعقوب چرخی خواجہ علاء الدین عطاء اور خواجہ علاء الدین غجدوانی خواجہ محمد پارسا کی صحبت میں بھی رہے جبکہ یہ دونوں بزرگ خواجہ نقشبند کے بڑے خلفاء میں شمار ہوتے ہیں۔ خواجہ نقشبند نے کئی بزرگوں کی صحبت اٹھائی ان میں سے خواجہ محمد بابا سماسی' خلیفہ امیر سید کلال اور خواجہ محمد نمایاں ترین ہیں انہوں نے صحبت حاصل کی خواجہ علی رامیتنی کی انہوں نے خواجہ محمود خیر فغنوی کی انہوں نے خواجہ عارف ریوکری کی۔ انہوں نے خواجہ عبدالخالق غجدوانی کی انہوں نے خواہ یوسف ہمدانی کی انہوں نے ابو علی فارمدی کی صحبت اٹھائی ابو علی فارمدی کئی مشائخ کی صحبت میں رہے ان میں سے نمایاں ترین دو ہیں ایک ابوالقاسم قشیری انہوں نے ابو علی رودباری' ابوبکر شبلی' اور ابوبکر واسطی کی صحبت اٹھائی اور تینوں حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی کے مشہور خلفاء تھے۔

دوسرے خواجہ ابو القاسم گرگانی ہیں آپ ابو عثمان مغربیؒ کی صحبت میں رہے وہ ابوعلی الکاتب وہ ابو علی رودباری اور وہ جنید بغدادی کی صحبت میں رہے حضرت جنید اپنے ماموں سری سقطی اور وہ معروف کرخی کی صحبت میں رہے۔

حضرت معروف کرخی کئی مشائخ کی صحبت میں رہے ان میں سے بزرگ ترین دو ہیں ایک امام علی بن موسیٰ رضا وہ اپنے والد امام جعفر صادق وہ اپنے والد امام محمد باقر وہ اپنے والد امام زین العابدین وہ اپنے والد امام حسین وہ اپنے والد امیر المومنین علی ابن ابی طالب اور وہ سید المرسلین ﷺ کی صحبت میں رہے۔

معروف کرخی کے دوسرے مرشد داؤد طائی ہیں وہ حبیب عجمی اور وہ حسن بصری کی صحبت میں رہے خواجہ حسن بصری نے کئی صحابہ کرام کی صحبت اٹھائی ان میں سے حضرت انس رضی اللہ سے آپ کی خصوصی صحبت رہی حضرت انس' آنحضور ﷺ کے خادم اور آپ کی احادیث کے حافظ ہیں۔

واضح رہے کہ آج تک جو سلسلہ محفوظ چلا آیا ہے اس کی بنیاد حضرت

جنید بغدادی ہیں خرقہ بھی وہی صحیح ہے جو حضرت جنید کے واسطے سے آیا ہے۔ سید عبداللہ اسی سلسلے کے حامل تھے۔

سید عبداللہ سے اوپر خواجہ محمد باقی تک تمام بزرگ ہندوستانی صوفیاء کے پیشوا ہوئے ہیں ان کے فیض اور ارشاد سے ایک عالم منزل مقصود تک پہنچا ہے اسی طرح خواجہ امکنگی سے خواجہ عبدالخالق تک تمام مشائخ ماوراء النہر کے علاقے میں مرجع صوفیاء مقتدائے اہل سلوک اور فضل و ارشاد میں معروف زمانہ ہوئے ہیں خواجہ محمد باقی کے مکتوبات میں جو کچھ بیان ہوا ہے اور ان کے مریدوں کے لیے مشعل راہ ہے وہ یہی سلسلۂ ہے جو اوپر بیان ہوا ہے۔

خواجہ محمد امکنگی کے خانگی شجرہ میں ہے کہ آپ نے امانت و صحبت کا ایک مخفی سلسلۂ خواجہ محمد درویش سے بھی رکھا ہوا تھا اسی طرح آپ کا تعلق خاطر مولانا محمد زاہد سے بھی استوار رہا یہ دونوں حضرات حضرت خواجہ عبید اللہ احرار کے صحبت یافتہ خلفاء تھے۔

خواجہ نقشبند سے اوپر یہ سلسلۂ سلسلہ خواجگان کہلاتا رہا ہے یہ حضرات ذکر بالجہر کرتے تھے خواجہ نقشبند کے بعد یہ سلسلۂ نقشبندیہ کے نام سے مشہور ہوا اور انہوں نے ذکر خفی کو کافی سمجھا خواجہ یوسف ہمدانی سے ابو القاسم قشیری کے واسطے سے حضرت جنید تک تمام حضرات ظاہری و باطنی علوم کے جامع' اور محدث گزرے ہیں یہ حضرات وعظ و نصیحت اور ارشاد و تلقین میں مصروف رہتے ہیں ابو القاسم گرگانی کے واسطے سے تمام بزرگ مریدوں کے حال پر باخبر ہونے انہیں راہ سلوک پر چلانے اور ہر ایک اپنے شیخ سے خصوصی تعلق اور ربط کے سلسلے میں مشہور ہیں اس سلسلے میں صحبت' خرقہ اور تلقین کا سلسلۂ ایسا یقینی ہے کہ اس میں کسی شبہے کی کوئی گنجائش نہیں۔

واضح رہے کہ اس سلسلے میں جو چیز بلا انقطاع پائی جاتی ہے وہ عقل و نفس اور قلب کی تہذیب اور صفائی ہے البتہ لطائف خفیہ اور کیفیات و احوال جو لطائف

خفیہ کی تہذیب پر مرتب ہوتے ہیں وہ بخشش اور عطیہ خداوندی ہیں وہ کسی ریاض کا لازمی نتیجہ نہیں۔

بنور بفتح موحدہ و تشدید نون سہرند کے مضافات میں ایک قصبہ ہے سہرند بکسر سین وسکون ہاو فتح رائے مہملہ دہلی اور لاہور کے درمیان ایک بڑا شہر ہے اصل نام سہرہند ہے یعنی شیروں کا جنگل' فارسی بولنے والوں کی زبان پر سرہند مستعمل ہوگیا ہے۔ امکنہ شیراز کے قریب ایک گاؤں ہے اسے انکنہ بھی کہا جاتا ہے چرخ بجیم فارسی و رائے مہملہ آخر خائے معجمہ غزنی کے مضافات میں ایک گاؤں ہے نقشبند کمخاب بافی کے پیشے کی طرف نسبت ہے خواجہ نقشبند اور آپ کے والد کا پیشہ کمخواب بافی تھا سفینتہ الاولیا میں یہی وضاحت آئی ہے۔ غجدوان بغین معجمہ و سکون جیم بخارا کے ایک مضافاتی علاقے کا نام ہے مشہور یہی ہے البتہ کفوی نے طبقات حنفیہ میں لکھا ہے کہ غجدوان بضم الغین المعجمہ و سکون الجیم و ضم الدال المهملہ بخارا سے چھ فرلانگ پر ایک گاؤں ہے لب میں لکھا ہے بفتح دال مہملہ اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے۔ فغنی بفتح فاء و سکون غین معجمہ ونون' بخارا کے مضافات میں ایک بستی ہے۔ ریوکر بکسر رائے مہملہ بخارا کے علاقہ میں ایک بستی کا نام ہے۔ رامتین بفتح رائے مہملہ و کسر میم و سکون یائے تحتیہ بخارا کے مضافات میں ایک قصبہ کا نام ہے۔ سماس بفتح سین مہملہ و کسر ثانیہ طوس کے مضافات میں ایک قصبہ ہے طوس کو ان دونوں مشہد کہا جاتا ہے۔ اسی گاؤں کی نسبت سے سماسی کہا جاتا ہے۔

قشیری بنی قشیر کی طرف نسبت ہے بفتح قاف و فتح شین معجمہ عرب کا ایک قبیلہ ہے۔ دقاق بہ تشدید اول و واسطہ بصرہ اور کوفہ کے درمیان ایک شہر کا نام ہے۔ رود باری ایک علاقے کی طرف نسبت ہے جہاں حضرت رودباری کے آباء و اجداد قیام پذیر تھے' گرگانی بضم کاف اعرابی و تشدید مہملہ و کاف عجمیہ' مشہد کے دیہاتوں میں سے ایک دیہات کی طرف نسبت ہے۔ سری بفتح سین مہملہ و کسر رائے و تشدید

یائے تحتیہ لغت میں جواں مرد کے معنی میں آتا ہے سقطی سقط فروشی کی نسبت ہے سقط متاع حقیر (کباڑ) کو کہتے ہیں بعض شجروں میں سری سقطی بن مغلس دیکھا گیا ہے مغلس بضم میم و فتح غین معجمہ و تشدید لام و سین مہملہ لغت میں اس شخص کو کہا جاتا ہے جو صبح کی نماز رات کی تاریکی میں پڑھے۔



باب ۲

سلسلۂ قادریہ

سلسلۂ قادریہ کی کئی شاخیں ہیں ان میں محدثین کے نزدیک مضبوط ترین شاخ شیخ محی الدین ابن عربی کے ذریعے سے اکبریہ شاخ ہے عوام میں سادات جیلانیہ کے حوالے سے جیلانیہ طریقہ زیادہ رائج ہے قادریہ سلسلۂ کا یمن میں مشہور طریقہ مسرعیہ ہے خلاصہ یہ کہ اس فقیر کو ان میں سے اکثر کے ساتھ صحیح ارتباط حاصل ہے۔

مجھے اپنے والد گرامی سے ارتباط بیعت صحبت اور خرقہ و تلقین کی نسبت اور اجازت حاصل ہے انہیں خرقہ و تلقین اور صحبت و اجازت سید عبداللہ سے حاصل ہے انہیں شیخ آدم بنوری سے انہیں شیخ احمد سرہندی سے انہیں اپنے والد شیخ عبدالاحد سے انہیں شاہ کمال سے ان کو سید فضل سے ان کو سید گدار رحمٰن سے ان کو سید شمس الدین عارف سے ان کو سید گدار رحمٰن بن سید ابو الحسن سے ان کو شمس الدین صحرائی سے ان کو سید عقیل سے ان کو سید بہاء الدین سے ان کو سید عبدالوہاب سے ان کو سید شرف الدین قتال سے ان کو سید عبدالرزاق سے ان کو اپنے والد امام سلسلۂ ابو محمد شیخ عبدالقادر جیلانی سے خرقہ و اجازت اور تلقین و ارشاد کی اجازت ملی ہے۔

اسی طرح میرے والد گرامی کو شیخ عظمت اللہ اکبر آبادی سے بھی اجازت و خلافت ہے جبکہ انہیں اپنے والد سے انہیں اپنے والد شیخ ابراہیم ایروجی سے انہیں شیخ بہاء الدین قادری سے انہیں حسنی نسبی سید السادات ابو العباس احمد بن حسن بن موسیٰ بن علی بن محمد بن حسن بن ابو نصر بن ابو صالح بن عبدالرزاق بن قطب الاقطاب ابو محمد محی الدین عبدالقادر جیلانی سے انہیں اپنے والد سے ان کو دادا سے اسی طرح آخر تک اجازت و خلافت حاصل ہے۔

اس فقیر کو خرقہ پوشی کے حوالے سے شیخ ابوطاہر محمد بن ابراہیم الکردی سے نسبت ہے انہوں نے اپنے والد سے خرقہ پہنا ان کے والد نے شیخ احمد قشاشی سے خرقہ پہنا شیخ احمد قشاشی نے شیخ احمد شناوی کے ہاتھوں سے وہ خرقہ پہنا جو انہوں نے اپنے والد علی بن القدوس سے پہنا تھا۔ علی بن القدوس نے شیخ عبدالوہاب شعرادی سے انہوں نے روضہ مصر میں جلال الدین سیوطی سے انہوں نے شیخ کمال الدین محمد المعروف ابن الامام الکاملیہ سے کعبہ معظمہ کے سامنے خرقہ پہنا انہوں نے شمس الدین محمد بن محمد جزری سے انہوں نے عمر بن حسن بن امیلہ المراغی سے انہوں نے عزا حمد بن ابراہیم فاروقی سے انہوں نے امام محی الدین محمد بن علی بن عربی سے خرقہ پہنا قدس سرہ و اسرارھم اجمعین اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے ہم پر رحم فرمائے۔ شیخ محی الدین ابن عربی نے مکہ معظمہ میں رکن یمانی کے سامنے جمال الدین بن یحییٰ بن ابو البرکات ہاشمی عباسی کے ہاتھوں سے خرقہ پہنا' جبکہ انہوں نے شیخ زمانہ حضرت عبدالقادر جیلانی کے ہاتھوں سے خرقہ پہنا۔

شیخ احمد قشاشی کے خرقہ کا ایک دوسرا سلسلۂ یہ ہے شیخ احمد قشاشی نے اپنے والد اور مرشد شیخ محمد المدنی سے انہوں نے شیخ امین بن صدیق سے انہوں نے شیخ سراج الدین عمر جبرئیل سے انہوں نے شیخ عبدالقادر جنید مسرع سے انہوں نے اپنے والد جنید بن احمد سے انہوں نے اپنے والد احمد بن موسیٰ مسرع یمنی سے انہوں نے شیخ اسماعیل بن ابراہیم جبرتی یمنی سے انہوں کے شیخ سراج الدین ابوبکر بن محمد اسدی

سے انہوں نے شیخ فخر الدین ابوبکر محمد بن علی بن نعیم سے انہوں نے شیخ ابو احمد بن احمد بن عبداللہ بن یوسف اسدی سے انہوں نے اپنے والد شیخ عبیداللہ بن قاسم بن زاہد سے انہوں نے ابو محمد عبداللہ علی اسدی یمنی سے انہوں نے قطب الاقطاب غوث وقت الفرد الجامع محی الدین ابو محمد عبدالقادر بن ابو صالح جیلانی قدس اللہ روحہ سے خرقہ پہنا آپ نے شیخ ابوسعید مبارک بن علی بن حسین بن بندار بغدادی مخرمی سے خرقہ پہنا۔

مخرم بکسر رائے مہملہ مشددہ اس میں یا نسبت کی ہے بغداد کے ایک محلے کا نام ہے یہاں یزید بن مخرم کی اولاد میں سے کچھ لوگ اترے تھے انہیں کی نسبت سے اسے محلے کے لوگ مخرمی کہلانے لگے۔ منذری نے یہی توجیہ بیان کی ہے چنانچہ طبقات حافظ ابن رجب حنبلی میں اس کی وضاحت اس طرح کی گئی ہے۔

شیخ ابو سعید نے ابو الفرح محمد بن عبداللہ طرطوسی سے انہوں نے ابوالفضل عبدالواحد بن عبدالعزیز بن حارث تمیمی سے انہوں نے اپنے والد عبدالعزیز بن حارث تمیمی اور اپنے استاذ ابوبکر بن محمد دلف بن حلف بن محمد بن جحدر شبلی سے انہوں نے سید الطائفہ ابوالقاسم جنید بن محمد بغدادی سے خرقہ پہنا' قدس سرہ اسرر ھم اللہ تعالیٰ ان کے طفیل ہم پر رحم کرے۔ اس سے آگے سلسلۂ صحبت کے ضمن میں جو سند مذکور ہوئی ہے وہی ہے۔

مشائخ صوفیاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حسن بصری نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی صحبت اٹھائی اور آپ سے فیض حاصل کیا۔ سلسلۂ قادریہ میں بعض شجرہ نویس امام سلسلۂ حضرت سید عبدالقادر جیلانی سے اوپر راہ طریقت کے ضمن میں ایک سلسلۂ نسب بھی قائم کرتے ہیں اس میں کچھ تامل ہے اسلئے کہ ایسی کوئی دلیل یا ثبوت نہیں ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ باطنی اور روحانی تربیت کا سلسلۂ ان واسطوں سے بھی چلا ہے واللہ اعلم اور وہ سلسلۂ یہ ہے۔

سیدی شیخ ابو محمد عبدالقادر جیلانی نے طریقہ حاصل کیا اپنے والد ابو صالح

موسیٰ جنگی دوست سے انہوں نے اپنے والد سید عبداللہ سے انہوں نے اپنے والد سید یحیی زاہد سے انہوں نے اپنے والد سید محمد رومی سے انہوں نے اپنے والد سید داؤد امیر محمد اکبر سے انہوں نے اپنے والد موسیٰ ثانی سے انہوں نے اپنے والد سید عبداللہ سے انہوں نے اپنے والد سید موسیٰ جون سے انہوں نے اپنے والد سید عبداللہ سے انہوں نے اپنے والد سید حسن مثنی سے' انہوں نے اپنے والد امام حسن مجتبیٰ سے' انہوں نے اپنے والد اور والدہ سیدنا علی مرتضیٰ اور سیدنا فاطمہ الزہرا سے ان دونوں نے آنحضور ﷺ سے طریقت و سلوک کے آداب و رموز اور اجازت و صحبت حاصل کی۔

حضرت غوث کے طریقے کی اصل بنیاد اور اساس آپ کی کتابوں غنیتہ الطالبین' فتوح الغیب اور آپ کے مجموعہ ملفوظات مجالس ستین (الفتح الربانی) میں پوری طرح بیان ہوئی ہے۔

اس فقیر نے اجازت حاصل کی شیخ ابو طاہر محمد بن ابراہیم کردی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے قشاشی انہوں نے شناوی سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن عبدالقادر بن عبدالعزیز بن فہد ہاشمی علوی مکی سے انہوں نے اپنے چچا جار اللہ بن عبدالعزیز بن فہد مکی سے انہوں نے ابو الفضل جلال الدین سیوطی سے انہوں نے شیخ جلال الدین بن ملقن سے انہوں نے ابو اسحاق تنوخی سے انہوں نے ابو العباس حجاز سے انہوں نے احمد بن یعقوب مارستانی سے انہوں نے قطب طریقہ الشیخ محی الدین عبدالقادر الجیلانی سے اجازت' صحبت اور خلافت حاصل کی۔

ذکر قادریہ

میں عرض کرتا ہوں کہ مجھے خبر دی ہمارے شیخ ابو طاہر نے انہیں خبر دی شیخ محمد بن سعید بن حسن قریشی کوکنی ثم المدنی نے اپنے رسالہ "ایقاظ الھمم بالاوراد و الاذکار لتعرض نفحات العزیز الغفار" میں انہیں خبر دی شیخ عارف باللہ شیخ ابراہیم

الکردی نے ایک اور سلسلہ میں ہمیں خبردی ہمارے شیخ ابوطاہر نے اپنے والد شیخ ابراہیم کردی سے انہیں خبردی ان کے مرشد شیخ احمد بن محمد قشاشی مدنی نے کہ سلسلہ عالیہ قادریہ کے ذکر کا طریقہ یہ ہے کہ مربع ہو کر بیٹھے اپنے دونوں ہاتھ کھلے طور پر دونوں زانوں پر رکھے، آنکھیں بند کرلے اور ذکر بائیں جانب سے شروع کرے ارادہ کرے کہ اللہ کے ماسویٰ کو اپنے دل سے نکال رہا ہے دل کا مقام بائیں پستان کے نیچے ہے لا سے شروع کرے اور کھینچے یہاں تک کہ الہ کو حالت نفی میں دائیں کندھے پر ڈالے اب لفظ الا کے ساتھ دائیں کندھے کے اوپر سے اللہ کو دل میں ضرب کرے جہاں سے وہ ماسوی اللہ کو پہلے نکال چکا تھا یہ ضرب قوت اور شدت کے ساتھ ہونی چاہیے تاکہ دل میں ذکر کا نور قرار پکڑلے۔

اسی سند کے ساتھ شیخ ابراہیم کردی سے روایت ہے کہ لطائف کی بیداری کے وقت طالب راہ کو چاہیے کہ فرائض کی ادائیگی کے بعد قرب الٰہی کی طرف گامزن ہو اس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنی استعداد اور ہمت کے مطابق مستحب اقوال، اور عبادات میں انتہائی اخلاص اور عبودیت کے ساتھ مشغول ہو جائے اس سے اسے محبت خداوندی نصیب ہوگی چنانچہ آنحضور ﷺ نے حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ سے روایت کی:

"بندہ جن چیزوں سے میرا قرب حاصل کرتا ہے ان میں جو چیزیں میں نے اپنے بندے پر فرض کی ہیں ان سے زیادہ مجھے پسندیدہ اور کوئی چیز نہیں ہے اور بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب چاہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے (بخاری) اس روایت پر بعض دوسرے محدثین کی روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ میں اس کا دل بن جاتا ہوں جس سے وہ سمجھتا ہے اور میں اس کی زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ گفتگو کرتا ہے۔

جو شخص قرب خداوندی حاصل کرنا چاہے وہ صبح شام ذکر کرے اور کسی طرح بھی اپنے دنیوی کاروبار کے الجھاؤ میں ذکر سے غفلت نہ کرے۔

افضل الذکر لا الہ الا اللہ ہے جو شخص دنیوی بکھیڑوں سے آزاد ہے وہ اپنے آپکو ذکر کے لیے وقف کر دے اور جو دنیوی امور سے واسطہ رکھتا ہے وہ اپنی فراغت اور فرصت کیمطابق ذکر کا وظیفہ مقرر کرے درمیانی صورت یہ ہے کہ ہر صبح' عشاء اور تہجد کے بعد ایک ہزار دفعہ لا الہ الا اللہ کا ورد کرے مجبوری کی حالت میں جتنا ممکن ہو سکے ایسطرح وہ ان تینوں اوقات میں ایک ایک سو مرتبہ استغفار پڑھے اور اس حدیث پر عمل کرے جس میں آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے لیے ہر روز ستائیس دفعہ مغفرت طلب کرے (استغفار پڑھے) وہ ان لوگوں میں سے ہو گا جنکی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور انکے سبب اہل زمین رزق پاتے ہیں یہ استغفار ہر روز نماز فجر کے بعد ہونا چاہیے۔

اسی طرح سالک اس حدیث پر عمل کرے جس میں ارشاد ہوا جو شخص ہر نماز کے بعد تین دفعہ اللہ سے مغفرت طلب کرتے ہوئے کہے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِی لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْهِ

اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں چاہے وہ میدان جہاد سے کیوں نہ بھاگا ہو۔

اسی طرح ہر روز فجر کی نماز کے بعد دس مرتبہ پڑھے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ یُحْیِی وَیُمِیْتُ بِیَدِهِ الْخَیْرِ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٍ

اگر ہر نماز کے بعد پڑھ سکے تو زیادہ بہتر ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ عَلٰی آلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ عَدَدَ خَلْقِكَ بِدَوَامِكَ

آخری دفعہ یہ الفاظ بڑھائے۔

وَ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهِمْ وَ صَحْبِهِمْ وَالتَّابِعِیْنَ

وَ عَلٰی اَهْلِ طَاعَتِكَ اَجْمَعِيْنَ مِنْ اَهْلِ السَّمٰوٰتِ وَاَهْلِ الْاَرَضِيْنَ وَ عَلَيْنَا مَعَهُمْ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ بِعَدَدِ خَلْقِكَ وَ بِرَضَاءِ نَفْسِكَ وَ زِنَةِ عَرْشِكَ وَ مِدَادِ كَلِمَاتِكَ كُلَّمَا ذَكَرَكَ الذَّاكِرُوْنَ وَ غَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ الْغَافِلُوْنَ

اور اگر یہ ورد تمام فرضوں کے بعد پڑھ سکے تو زیادہ بہتر ہے۔

ہر فرض نماز کے بعد دس مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے چاشت کی نماز کے بعد سورہ والشمس اور والضحیٰ پڑھے اور پھر دس دفعہ پڑھے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْم عَدَدَ خَلْقِ اللّٰهِ لِدَوَامِ اللّٰهِ سورہ یٰسین اور تبارک الذی ہر صبح و شام پڑھے شام کے وقت مغرب کے بعد سورہ الم السجدہ زیادہ کرلے اگر رات کے وقت سورہ یٰسین کا وقت نہ نکل سکے تو الم سجدہ اور تبارک پڑھے۔ مغرب کی نماز کے بعد چھ رکعت اوابین پڑھے اسی طرح مغرب کے بعد دو رکعت سنت کے بعد پڑھے۔

مَرْحَبًا بِمَلَائِكَةِ الَّيْلِ مَرْحَبًا بِالْمَلَكَيْنِ الْكَرِيْمَيْنِ الْكَاتِبَيْنِ اُكْتُبَا فِيْ صَحِيْفَتِيْ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَالنَّارَ حَقٌّ وَالْمَوْتَ حَقٌّ وَالْقَبْرَ حَقٌّ وَالسُّوَالَ حَقٌّ وَالْحَشْرَ حَقٌّ وَالْحِسَابَ حَقٌّ وَالشَّفَاعَةَ حَقٌّ وَالصِّرَاطَ حَقٌّ وَالْمِيْزَانَ حَقٌّ وَاَشْهَدُ اَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيْهَا وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُوْدِعُكَ هٰذِهِ الشَّهَادَةَ لِيَوْمِ حَاجَتِيْ اَللّٰهُمَّ اُحْطُطْ بِهَا وِزْرِيْ وَ اغْفِرْبِهَا ذَنْبِيْ وَ ثَقِّلْ بِهَا مِيْزَانِيْ وَ اَوْجِبْ لِيْ بِهَا اَمَانِيْ وَ تَجَاوَزْبِهَا عَنِّيْ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

مغرب کی دو رکعت (سنت) کے بعد دو رکعت حفظ الایمان کی نیت کرے اور اسے اوابین کے ساتھ ادا کرے سلام کے بعد یہ کہے۔

اَللّٰھُمَّ سَدِّدْنِیْ بِالْاِیْمَانِ وَاحْفِظْہُ عَلَّی فِیْ حَیَاتِیْ وَعِنْدَ وَفَاتِیْ وَبَعْدَ مَمَاتِیْ

شیخ محی الدین قدس اللہ سرہ نے فتوحات مکیہ کے باب الوصایا میں وصیت فرماتے ہوئے کہا ہے کہ مذکورہ دو رکعتوں کی ہر رکعت میں سورہ اخلاص چھ چھ مرتبہ اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ایک ایک دفعہ پڑھے۔

اس کے بعد اوابین کے ساتھ دو رکعت استخارہ کی نیت سے پڑھے یعنی مطلق استخارہ جو عموماً اولیاء اللہ شب و روز کے اعمال کی خاطر پڑھا کرتے ہیں شیخ محی الدین قدس سرہ فرماتے ہیں ہم نے بارہا اس کا تجربہ کیا ہے اور اس میں سراسر بہتری اور خیرپائی ہے استخارہ کی دعا پہلے گزر چکی ہے۔ ہر فرض نماز کے بعد کہے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ وَاِلَیْکَ یَرْجِعُ السَّلَامُ حَیِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامُ وَاَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ یَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامْ اس کے بعد سورہ فاتحہ پھر وَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ اس کے بعد کہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُقَدِّمُ اِلَیْکَ بَیْنَ یَدَیْ ذٰلِکَ کُلِّہٖ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ ھُوَ۔ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ اس کے بعد پڑھے وَ اَنَا اَشْھَدُ بِمَا شَھِدَ اللّٰہُ بِہٖ وَ اَسْتَوْدِعُ اللّٰہَ ھٰذِہِ الشَّھَادَۃَ وَھِیَ لِیْ عِنْدَ اللّٰہِ وَ دِیْعَۃٌ پھر پڑھے اَللّٰھُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ تا بِغَیْرِ حِسَابْ پھر کہے اَللّٰھُمَّ یَا رَحْمٰنُ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃَ وَ رَحِیْمَھُمَا رَحْمَانِیْ اَنْتَ تَرْحَمُنِیْ فَارْحَمْنِیْ بِرَحْمَۃٍ مِنْ عِنْدِکَ تُغْنِیْنِیْ بِھَا عَنْ رَحْمَۃٍ مِنْ سِوَاکَ

اس کے بعد سورہ اخلاص، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھے اس کے بعد سبحان اللہ تینتیس دفعہ الحمد للہ تینتیس دفعہ اور اللہ اکبر چونتیس دفعہ پڑھے پھر

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ

بِيَدِهِ الْخَيْرِ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیءٍ قَدِيْرِ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا رَادَّ لِمَا قَضَيْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَالْجِدِّ مِنْكَ الْجِدُّ وَلَا حَوْلَ قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰئِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِی يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

اس کے بعد آنحضرت ﷺ پر درود پڑھے اور جو چاہے دعا مانگے اس کے بعد سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْن آخر تک پڑھے۔

پھر لا الہ الا اللہ دس دفعہ ہر نماز کے بعد پڑھے ہر روز صبح کی نماز کے بعد گیارہ دفعہ کہے يَا اَللّٰهُ يَا وَاحِدُ يَا اَحَدُ يَاجَوَّادُ اِنْفَتَحْنِیْ مِنْكَ بِفَتْحِ خَيْرٍ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ مَا تَشَاءُ قَدِيْرِ یہ ورد پنجشنبہ کو اس طرح شروع کرے کہ پہلے غوث الثقلین اور آپ سے پہلے اور بعد والے مشائخ کی فاتحہ پڑھے جیسا کہ مشائخ سلسلہ نے شرط مقرر کی ہے۔

ہر روز صبح کی نماز کے بعد اکتالیس مرتبہ يَا عَزِيْزُ پندرہ بار یا الہ الرفیع بیس دفعہ يَا قَيُّوْمُ فُلَا يَفُوْتُ شَیٌٔ مِنْ عِلْمِهٖ وَلَا يَؤُدُهٗ اگر وقت میں گنجائش ہو تو سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ ایک سو مرتبہ پڑھے۔

سالک راہ حقیقت کو چاہیے کہ وہ ہر مہینے کم از کم تین روزے رکھے' اور جو زیادہ رکھ سکے اس کو مزید رکھنے کی توفیق دے جو اپنے اندر ہمت اور قوت پائے اور چھ روزے شوال کے اور ذی الحجہ کے پہلے نو روزے رکھے ہمارے مرشد اور پیشوا اپنے معتقدین کو ان راتوں میں جاگنے اور ہر رات دس پارے قرآن مجید پڑھنے کا حکم دیا کرتے تھے اس طرح تین راتوں میں قرآن مجید کا ختم ہو جاتا ہے اور دسویں رات ایک مکمل ختم پورا کرے۔

دوسرے ایام میں سے عاشورہ اور شعبان کی پندرھویں رات خاص طور پر قابل ذکر ہیں اس کے علاوہ رجب کے متعلق بھی احادیث میں بڑی فضیلت آئی ہے اگرچہ یہ احادیث سند کے اعتبار سے قوی نہیں ہیں تاہم اگر اپنے اندر ہمت اور قوت

سمجھے تو فضل خداوندی کی امید کرتے ہوئے ان پر عمل کرے' ان میں ایک روزہ پہلی رجب کا ہے جس کا ثواب تین برس کا کفارہ ہے دوسری رجب کا روزہ دو سالوں کا کفارہ ہے تیسری رجب کا روزہ ایک سال کا کفارہ ہے پھر رجب کا ہر روزہ ایک ایک ماہ کا کفارہ ہے اسی طرح ماہ رجب میں ایک دن اور رات ایسی ہے کہ اس میں دن کا روزہ اور رات کی عبادت سو سال روزہ رکھنے کے برابر ہے یہ رات دن رجب کے آخری تین دنوں میں ہیں۔

اسی طرح بعض روایات کے مطابق جو شخص رجب میں سات روزے رکھے اس پر جہنم کے سات دروازے بند ہو جاتے ہیں اور جو آٹھ روزے رکھے اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جائیں گے۔

جو شخص اپنے اندر قوت سمجھے تو حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ سب سے بہتر روزہ میرے بھائی داؤد کا ہے وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔

اسے ترمذی وغیرہ نے ابن عمر کی روایت سے بیان کیا اور شیخ سعید کوفی کے ذریعے یہ روایت ہم تک پہنچی شیخ حسن عجمی مکی نے فرمایا ہے کہ اگر طاقت ہو تو سورہ اخلاص ایک ہزار دفعہ درود ایک ہزار دفعہ اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ایک ہزار دفعہ پڑھے اسی طرح ہر روز نماز فجر کے بعد سُبْحَانَ اللّٰہَ وَ بِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہَ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ ایک ہزار دفعہ پڑھے۔



باب ۴

سلسلۂ نقشبندیہ

یوں تو سلسلۂ نقشبندیہ کی کئی شاخیں ہیں مگر ہندوستان میں یہ سلسلۂ بالخصوص دو ذریعوں سے پھیلا ہے ایک خواجہ محمد باقی کے ذریعے سے اور دوسرا امیر ابو العلی کے حوالے سے۔

موراء النہر کے علاقے میں یہ سلسلۂ مخدوم اعظم مولانا خواجگی کے ذریعے سے مشہور ہوا ہے رسائل تصوف کے مطابق طریقہ نقشبندیہ کا مشہور ترین سلسلۂ جامیہ ہے اس طریقے کے اشغال و اوراد بھی زیادہ تر اسی سلسلے کے منقول ہوئے ہیں۔

پھر خواجہ محمد باقی کے حوالے سے اس سلسلے کے کئی لڑیاں ہیں ان میں دو بہت مشہور ہیں ایک شیخ محمد معصوم کی لڑی اور دوسری شیخ آدم بنوری کی ان دونوں کے ہاں متقدمین کے اوراد و اشغال کے علاوہ مزید اشغال و اوراد بھی ہیں۔

اس فقیر کو ان تمام شعبوں میں اور شاخوں کے ساتھ صحیح ارتباط اور نسبت حاصل ہے چنانچہ مجھے اس سلسلے میں بیعت' صحبت' تلقین' اشغال اجازت اور خرقہ اپنے والد گرامی شیخ عبدالرحیم سے ہے والد گرامی کو اس سلسلے کے چار مشائخ سے ارتباط حاصل تھا سید عبداللہ' دوسرے امیر ابوالقاسم اکبر آبادی تیسرے خواجہ

خورد ولد خواجہ محمد باقی چوتھے امیر نور العلی خلف میر ابو العلی۔

سید عبداللہ کو اجازت و خلافت حاصل تھی شیخ آدم بنوری سے انہیں شیخ احمد سرہندی سے اور انہیں خواجہ محمد باقی سے خواجہ خورد کو خلافت و اجازت حاصل تھی شیخ احمد سرہندی، خواجہ حسام الدین اور شیخ الہ داد سے جبکہ یہ تینوں خواجہ محمد باقی کے خلفا تھے اوپر سند وہی ہے جو سلسلۂ صحبت کے ضمن میں بیان ہو چکی ہے۔

میر ابو القاسم اکبر آبادی جن کا لقب خلیفہ ہے انہیں اجازت و خلافت حاصل تھی ولی محمد اکبر آبادی ان کو میر ابو العلی سے انہیں اپنے چچا امیر عبداللہ سے انہیں اپنے ماموں خواجہ عبدالحق سے ان کو خواجہ یحییٰ سے اور انہیں اپنے والد خواجہ عبیداللہ سے اجازت و خلافت حاصل تھی۔

والد گرامی کو اجازت و خلافت حاصل ہوئی امیر نور العلی سے انہیں اپنے والد امیر ابو العلی اکبر آبادی سے حاصل ہوئی اس طرح اس فقیر نے طریقہ احمدیہ کے اشغال ملا محمد دلیل گیگیانی سے حاصل کیے انہوں نے اپنے مرشد میر موسیٰ بٹی کوٹی سے انہوں نے شیخ محمد معصوم سے اور انہوں نے اپنے والد شیخ احمد سرہندیؒ سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔

اس فقیر کو خرقہ نقشبندیہ شیخ ابوطاہر مدنی سے ملا انہیں یہ خرقہ تین بزرگوں سے الگ الگ ملا تینوں ناموں پر، تین بزرگ یہ ہیں ان کے والد شیخ ابراہیم کردی شیخ احمد علی اور شیخ عبداللہ بصری مکی۔

شیخ ابراہیم کو ارتباط اور نسبت تھی شیخ احمد قشاشی کے ساتھ انہیں تلقین اور خرقہ ملا شیخ ابو المواہب احمد شناوی سے انہیں شیخ محمد بن محمد بن عبدالرحمٰن عنسی سے انہیں مولانا محمد امین، ملا جامی کے بھانجے سے انہیں مولانا شیخ عنایت الدین احمد سے انہیں مولانا علاء الدین محمد سے انہیں مولانا عبد الرحمٰن سے انہیں مولانا سعد الدین کاشغری سے انہیں مولانا نظام الدین خاموش سے انہیں خواجہ علاء الدین العطار سے انہیں تلقین و اجازت اور خرقہ ملا خواجہ بہاء الدین نقشبند سے۔

شیخ احمد نخلی نے سلسلۂ نقشبندیہ کے اشغال حاصل کیے سید میر کلال بلخی سے انہوں نے محمد عربی بلخی سے انہوں نے ملا اکتہ اللہ شیر غانی سے انہوں نے ملا خورد عزیزان سے انہوں نے مرشد اعظم ملا خواجگی سے انہوں نے مولانا محمد قاضی سے اور انہوں نے خواجہ عبید اللہ احرار سے یہ اشغال حاصل کیے۔

شیخ عبداللہ بصری نے خرقہ خلافت حاصل کیا شیخ عبداللہ باقشیر مکی سے انہوں نے شیخ تاج الدین سنبھلی مقیم مکہ مکرمہ سے اور انہوں نے خواجہ محمد باقی سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ اوپر والی سند ذکر ہو چکی ہے۔

خواجہ نقشبند نے اجازت و خلافت کا فیض حاصل کیا خواجہ عبدالخالق غجدوانی کی روح سے' خواجہ محمد بابا سماسی اور خلیفہ امیر سید کلال سے' خواجہ محمد بابا سماسی نے خواجہ عزیزان سے یہ فیض حاصل کیا جیسا کہ ہم نے سلسلۂ صحبت میں ذکر کیا ہے۔

یہاں ایک اور نکتہ ہے جس کی وضاحت ضروری ہے اور وہ یہ کہ شیخ ابو علی فارمدی نے خواجہ ابوالحسن خرقانی سے بھی فیض حاصل کیا ہے جبکہ حضرت خرقانی نے حضرت بایزید بسطامی سے فیض حاصل کیا ہر چند یہ فیض باطنی اور روحانی طور پر تھا اس لیے کہ حضرت بایزید ابوالحسن خرقانی کی ولادت سے بہت پہلے وصال کر چکے تھے۔

شیخ ابویزید بسطامی نے باطنی اور روحانی طور پر سیدنا امام جعفر صادق سے فیض حاصل کیا ظاہری طور پر نہیں اس لیے کہ شیخ بایزید کی ولادت امام جعفر صادق کے وصال کے کافی عرصہ بعد ہوئی ہے امام جعفر صادق نے اجازت و خلافت کا یہ فیضان دو طریقوں سے حاصل کیا ایک تو ان کے آباؤ اجداد کا طریقہ ہے جسے ہم بیان کر چکے ہیں رضی اللہ عنہم اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ انہوں نے حاصل کیا اپنے نانا قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق سے اور قاسم نے حاصل کیا سلمان فارسی سے اور انہوں نے حاصل کیا سیدنا ابوبکر صدیق سے اور انہوں نے حاصل کیا آنحضور ﷺ سے۔

میں کہتا ہوں قاسم کا سلمان سے حاصل کرنا ممکن نہیں سوائے باطنی اور روحانی طور کے یہ بات اسماء الرجال کی تحقیق کے دوران سامنے آئی واللہ اعلم۔

حسن بصری کی اجازت و خلافت اور فیض کی نسبت سیدنا علی مرتضی رضی اللہ عنہ کی طرف کی جاتی ہے اہل سلوک کے ہاں یہ یقینی اور قطعی ہے جبکہ محدثین کے نزدیک یہ ثابت نہیں ہے شیخ احمد قشاشی نے اپنی کتاب عقد العزیز فی سلاسل اہل التوحید میں اہل سلوک کے مسلک کی مدلل اور کافی و شافی تائید کی ہے زیادہ اللہ بہتر جانتا ہے۔

واضح رہے کہ گگیانی فتح کاف فارسیہ اول و تشدید دوم یائے نسبت افغانوں کا ایک قبیلہ ہے جو پشاور کے دو آبہ میں رہتا ہے یہ یوسف زی قبیلے کے چچا زاد ہیں۔ بٹ کوٹ دونوں تائے ہندی جلال آباد کے مضافات میں ایک گاؤں کا نام ہے جلال آباد کابل اور پشاور کے درمیان مشہور شہر ہے۔

بنیسی بفتح موحدہ والنون اور سین مہملہ بالقصر یا نسبت کی ہے۔ صعید مصر خورد کا ایک قصبہ ہے۔ ملا کتہ بفتح الالف و تشدید کاف عربی و ہائے فارسی ابن یمین تخلص کرتے تھے ان کا دیوان مشہور ہے۔ چیرغاں بجیم فارسی مضمومہ و بائے موحدہ مضمومہ وراء مہملہ ساکنہ و غین معجمہ بلخ سے دو منزل پر ایک شہر ہے شیرغان اس کی تعریب (عربی) ہے چیرغاں ترکی میں اس چیز کو کہتے ہیں جو ایک کے بعد دوسری یعنی قطار کی شکل میں ہو عزیزان تعظیم کا لفظ ہے جیسے میراں و سیدی وغیرہ۔ باقشیر یمنی محاورے میں حرف با حرف نسبت ہے جو کلمہ کے اول میں آتا ہے۔ سنبھل بائے ہندیہ بشمول ہا گنگا جمنا کے پار دارالحکومت دہلی کے مشرقی پہاڑوں کے قریب شہر ہے۔

والد گرامی قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ جس وقت حضرت خلیفہ ابو القاسم نے مجھے اجازت عطا فرمائی تو ارشاد فرمایا کہ ہمارے طریقہ میں مثال نہیں ہوتی اور وصیتیں نہیں لکھی جاتی' ہمارے طریقے میں عمدہ کتاب "فقرات" ہے۔ یہ کتاب ہم نے اپنے مشائخ سے روایتاً (عن عن کے ذریعے) حاصل کی ہے اور ہمارے مشائخ

اسے یاد کرنے اور اس پر عمل کرنے کی تلقین کرتے آئے ہیں۔ میرے نسخے کو سامنے رکھ کر اسے تم نقل کرلو۔ چنانچہ والد گرامی نے یہ کتاب نقل کرلی اور اس طرح مجھے ان سے فقرات کی اجازت حاصل ہوئی میں نے اس کے بعض مشکل مقامات والد گرامی سے حل کیے اور اس کے وظائف و اشغال خوب اچھی طرح سیکھ لیے۔

کاتب الحروف (شاہ ولی اللہ) عرض کرتا ہے کہ وظائف و اشغال نقشبندیہ کے بارے میں شیخ تاج الدین سنبھلی خلیفہ حضرت خواجہ محمد باقی کا ایک بہت عمدہ اور مختصر رسالہ ہے والد گرامی اسے بہت پسند کرتے تھے آپ نے یہ رسالہ شیخ تاج الدین کے بعض مریدوں سے لے کر اسے نقل کرلیا تھا اور اپنے مریدین و معتقدین کو اسے محفوظ کرنے پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی تاکید فرمایا کرتے تھے میں نے یہ رسالہ والد گرامی سے خوب سمجھ کر اور بحث و تمحیص کے ساتھ پڑھا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ رسالہ من و عن نقل کردوں اور توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

رسالہ شیخ تاج الدین سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے اور درود و سلام ہوں ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کے آل و اصحاب پر۔

اللہ آپ کو توفیق عطا فرمائے خیال رہے کہ مشائخ نقشبندیہ کا عقیدہ وہی ہے جو اہل سنت و جماعت کا عقیدہ اور طریقہ ہے اور وہ یہ ہے کہ مستقل بندگی (دوام عبودیت) عبادت ادا کرنے کے بغیر متصور ہی نہیں اس سے مراد یہ ہے کہ سالک ہمیشہ حق سبحانہ تعالیٰ کے حضور میں رہے اس میں غیر کے شعور کا دخل تک نہ ہو' اسی طرح اسے حق تعالیٰ کے حضور حاضری کا شعور اور علم بھی نہ رہے یہ سعادت

عظمٰی جذبہ الٰہی (کشش) کے بغیر ممکن نہیں کشش اور جذبہ کے سلسلے میں شیخ کی صحبت سے بڑھ کر فائدہ مند چیز نہیں ہے مگر شیخ ایسا جس کا سلوک خود جذبہ کے ذریعے ہو۔

شیخ ابو علی دقاق قدس سرہ فرماتے ہیں کہ جو درخت خود اگتا ہے اس کا ثمر نہیں ہوتا اور اگر ہو بھی تو اس میں لذت نہیں ہوتی سنت الٰہی یہی ہے کہ ہر چیز سبب سے وابستہ ہے جس طرح ظاہری توالد تناسل ماں باپ کے بغیر نہیں ہوتا اسی طرح معنوی توالد بھی مرشد کے بغیر حاصل ہونا ممکن نہیں رسالہ مکیہ میں ہے کہ جس کا کوئی مرشد نہیں اس کا مرشد شیطان ہے۔

یہ طریقہ عالیہ نقشبندیہ ہے حاصل کیا ہے اسے کوتاہی کی بنا پر محتاج اور معرفت خداوندی کے سلسلے میں حیران و درماندہ تاج الدین سنبھلی نے مہدی زمان خواجہ محمد باقی سے انہوں نے ملا خواجگی امکنگی سے انہوں نے ملا درویش محمد سے انہوں نے ملا محمد زاہد سے انہوں نے غوث الاعظم خواجہ عبیداللہ احرار سے انہوں نے شیخ الشیوخ یعقوب چرخی سے انہوں نے حضرت خواجہ کبیر خواجہ بہاء الحق والدین المعروف خواجہ نقشبند سے انہوں نے سید کلال سے انہوں نے خواجہ محمد بابا سماسی سے انہوں نے حضرت عزیزان سے انہوں نے خواجہ علی رامیتنی سے انہوں نے خواجہ محمود خیر فغنوی سے انہوں نے خواجہ عارف ریوگری سے انہوں نے خواجہ عبدالرحمٰن غجدوانی سے انہوں نے شیخ یوسف بن یعقوب بن ایوب ہمدانی سے انہوں نے ابو علی فارمدی سے انہوں نے ابوالحسن خرقانی سے۔ شیخ ابو علی کو شیخ ابو القاسم گرگانی سے بھی نسبت ہے اس لیے محققین کے نزدیک شیخ تین ہوتے ہیں شیخ خرقہ شیخ ذکر اور شیخ صحبت' ارتباط اور نسبت کے سلسلے میں شیخ صحبت کی حیثیت بڑھ کر ہے اور وہی اصلی شیخ ہے اسی لیے ہم نے شیخ ابوالقاسم کا ذکر کیا اور شیخ ابو علی کا سلوک انہی پر تمام ہوتا ہے۔ شیخ ابوالقاسم سے امام علی بن موسیٰ رضا تک کئی واسطے ہیں شیخ ابو عثمان مغربی اور ابو علی الکاتب اور ابو علی رود بارگی اور سید الطائفہ جنید بغدادی اور سری

سقطی اور معروف کرخی رضی اللہ عنہم۔

حضرت معروف کرخی قدس سرہ کو ایک دوسری نسبت حاصل ہے ابوداؤد طائی سے انہیں حبیب عجمی سے انہیں حسن بصری قدس اللہ اسرار ہم سے آپ کی نسبت باب مدینۃ العلم حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے معروف و مشہور ہے۔

اب میں آغاز کلام کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

واضح رہے کہ ابوالحسن خرقانی نے حاصل کیا ابو یزید بسطامی کی روح سے جیسے حضرت اویس قرنی قدس اللہ سرہ نے آنحضور ﷺ سے روحانی طور پر حاصل کیا' اسی طرح سلطان العارفین بایزید بسطامی نے بھی امام جعفر صادق کی روحانیت سے حاصل کیا۔ بایزید کی آپ سے صحبت اور خدمت کی روایت صحیح نہیں ہے امام جعفر صادق نے اپنے آباؤ اجداد کے انوار کی وراثت کے علاوہ اپنے نانا قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بھی حاصل کیا حضرت قاسم تابعین کے سات فقہا میں شامل ہیں آپ علوم ظاہری و باطنی میں کامل تھے آپ کو نسبت حاصل ہے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے حضرت سلمان فارسی کو آنحضور ﷺ سے شرف صحبت کے باوجود نسبت طریقہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے حاصل تھی جبکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آنحضور ﷺ سے طریقہ کی نسبت حاصل ہے۔

امام جعفر صادق کا دوسرا سلسلۂ طریقت آبائی ہے جو باب مدینۃ العلم حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہ تک معروف و مشہور ہے۔

مشائخ نقشبندیہ کا طریق وصول الی اللہ

مشائخ نقشبندیہ کے ہاں وصول الی اللہ کے تین راستے ہیں صحبت' ذکر اور مراقبہ۔ ان کے نزدیک ذکر کا طریقہ یہ ہے کہ کلمہ طیبہ یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ذکر حبس دم (سانس کو روک کر) کے ساتھ کرے گنتی میں طاق عدد کی رعایت ملحوظ رکھے جب ذکر ایک سانس میں اکیس مرتبہ سے بڑھ جائے از سر نو شروع کرے ذکر کے اثرات

سے مراد یہ ہے کہ جس وقت لا الہ الا اللہ کہے تو وجود بشریہ کی نفی ہو جائے اور الا اللہ کہے تو جذبہ الٰہیہ کے تصرفات ظاہر ہوں۔ اثر کا ظہور استعداد کے مطابق ہوتا ہے بعض سالکوں کو پہلے ماسوائے حق سے غیبت حاصل ہوتی ہے اور کچھ کو پہلے سکر اور غیبت حاصل ہوتی ہے اور اس کے بعد ان کو وجود کی نفی ثابت ہوتی ہے۔

شیخ عبداللہ انصاری نے آیت واذکر ربک اذ نسیت کی تفسیر میں کہا ہے کہ جب تو ذکر خداوندی میں اس کے غیر کو بھول جائے' پھر اپنے ذکر کو بھول جائے پھر ذکر حق میں اپنے آپ کو بھول جائے' تو سمجھ لے کہ تیرا ذکر کامل ہو گیا۔ ذکر کا اعلیٰ اور اتم درجہ فنائیت ہے یعنی سالک کو اللہ کے علاوہ کسی چیز کی خبر نہ رہے۔

ذکر کی کیفیت یہ ہونی چاہیے کہ زبان کو تالو سے لگائے لب کو لب سے اور دانتوں کو دانتوں سے ملا کر سانس روکے اور حرف لا کو ناف سے دماغ کی طرف لے جائے دماغ پر پہنچا کر الہ کو دائیں کندھے پر ضرب کرے پھر الا اللہ کو بائیں کندھے پر پھرا کر قلب صنوبری پر ایسے زور سے ضرب کرے کہ اس کا اثر اور حرارت سارے جسم میں معلوم ہو لفظ محمد رسول اللہ کو بائیں طرف سے دائیں طرف یعنی دونوں کے درمیان ضرب کرے اس کے بعد دل سے کہے اے اللہ تو ہی میرا مقصود اور تیری رضا میری مطلوب ہے یعنی اس ذکر سے تو ہی میرا مقصود ہے یہ سلسلۂ دل کی توجہ سے ہو کہ دل میں اس کا اثر ظاہر ہو اور دل اس کا اثر قبول کرے مگر سب کچھ ایسے ہو کہ ظاہر میں کوئی حرکت نہ ہو یہاں تک کہ قریب بیٹھے ہوئے شخص کو بھی یہ پتہ نہ چلے جس دم میں ایک دفعہ کرے یا تین دفعہ عدد طاق ہونا چاہیے۔

حضرت خواجہ قدس سرہ نے کلمہ طیبہ کے معنی کے سلسلے میں فرمایا ہے کہ لا الہ سے مراد طبیعت کے خداؤں (طبیعت کے مرغوبات) کی نفی ہے الا اللہ سے محمد رسول اللہ ﷺ کے معبود الہ کا اثبات ہے اس سے مراد یہ ہے کہ سالک نے اپنے آپ کو حق تعالیٰ کے آنحضور ﷺ کی اتباع کی منزل میں پہنچا دیا ہے۔

اس سلسلہ کے بعض اکابرین نے کلمہ طیبہ کے معنی سے متعلق فرمایا ہے کہ مبتدی سالک لا الہ سے لا معبود الا اللہ کا تصور کرے متوسط سالک لا مقصود الا اللہ کو سامنے رکھ اور منتہی سالک لا موجود الا اللہ کو مطمح نظر بنائے۔

اکابر صوفیاء نے فرمایا ہے کہ الی اللہ کی منزل پوری ہو تو سالک کو چاہیے کہ وہ سیرفی اللہ کے میدان میں قدم رکھے یہاں لا موجود الا اللہ کا تصور کفر خیال کیا جاتا ہے بعض مشائخ نے کہا ہے کہ لا الہ کے معنی ہیں لا متصرف فی الملک الملکوت الا اللہ

ذکر میں باقاعدگی اور ہمیشگی کے لیے انتہائی جدوجہد اور کوشش کرنی چاہیے ذکر کسی بھی صورت اور کسی بھی حال میں ترک نہ کرے کھڑے بیٹھے' سوتے باتیں کرتے الغرض کسی وقت بھی ذکر سے غافل نہ ہو' ذکر یا صحبت شیخ میں کوئی خاص کیفیت حاصل ہو تو اسے ایک خط مستقیم کی طرح فرض کرے جس وقت یہ معنی خیال میں بندھ جائیں اور خیال پر صرف ایک ہی دھن سوار ہو جائے تو جمعیت خاطر کے لیے یہ چیز انتہائی فائدہ مند ثابت ہوتی ہیں۔

بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اگر خیال اور اس معنی کی جمعیت میں کوئی ذرا سا بھی خلل واقع ہو یا اس کی تاثیر میں کمی ہو تو انتہائی باریکی سے اس کی تفتیش کرے اور اس سے غفلت نہ کرے یہاں تک کہ اسے تعطیل (اللہ کے سوا ہر چیز کا خیال مٹ جانا) حاصل ہو جائے چنانچہ بعض اکابرین کا کہنا ہے۔

کہ الشغل ھو عدم الشغل و عدم الشغل ھو الشغل شغل' شغل کا نہ ہونا ہے اور شغل کا نہ ہونا ہی شغل ہے۔

ملا سعد الدین کاشغری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ شیخ عبید الکبیر یمنی نے مجھ سے پوچھا کہ ذکر کیا ہے۔

میں نے کہا لا الہ الا اللہ انہوں نے فرمایا یہ تو عبارت ہے یہ ذکر نہیں ہے میں نے عرض کیا قربان جاؤں آپ ہی بتائیں فرمایا ذکر یہ ہے کہ تم یہ جان لو کہ تم اسے پانے پر قادر نہیں ہو۔

سید الطائفہ جنید بغدادی نے فرمایا ہے کہ تصوف یہ ہے کہ ایک لمحہ کے لیے سالک ہر شے کے تصور سے خالی ہو جائے۔ شیخ الاسلام فرماتے ہیں اس تصور میں جستجو کے بغیر اس کا وصال اور نظر کے بغیر اس کا دیدار حاصل ہوتا ہے صوفیائے عالی مقام کے طریقوں کا مقصود مشاہدہ حق ہے کہ کَاَنَّکَ تَرَاہُ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اس حضور کو وہ مشاہدہ قلب کا نام دیتے ہیں اور دیکھنا تو سر کی آنکھوں سے ہوتا ہے. رویت اور مشاہدہ میں فرق یہ ہے کہ رویت میں دیکھنے والا اسے دور کرنے یا ہٹانے پر قادر نہیں ہوتا جبکہ مشاہدہ میں اسے یہ اختیار ہوتا ہے۔

مشائخ نقشبندیہ کے نزدیک وصولی الی اللہ کا دوسرا طریقہ

حصول معرفت اور سبب وصول کے سلسلے میں مشائخ نقشبندیہ کا دوسرا آسان اور قریب ترین راستہ توجہ اور مراقبہ ہے اور وہ یہ ہے کہ سالک معنی مقدس جو کیفیت اور مثال سے منزہ ہے اسم مبارک یعنی اللہ کی طرف کسی عربی' عبرانی فارسی یا دوسری زبان کے الفاظ کو بیچ میں لائے بغیر ذہن کو منتقل کرے اپنے خیال میں اس کی صورت اور حفاظت نقش کرے اپنی قوتوں اور ادراکات کے ساتھ قلب صنوبری میں اس معنی مقدس کو جاگزیں کرے اس ریاضت پر ہمیشگی کرے اسے اپنانے کے سلسلے میں اس قدر تکلف اور کوشش سے کام لے کہ یہ کلفت اور کوشش بھی درمیان سے اٹھ جائے اور یہ علم طبیعت ثانیہ اور ملکہ بن جائے۔

بعض مشائخ نقشبندیہ نے فرمایا ہے کہ مقصود کے معنی یہ ہیں کہ ایک بے خودی کی کیفیت طاری ہو جائے پھر اسے (اللہ) ایک ایسے نور بسیط کی صورت میں تصور کرے جو تمام موجودات علمیہ اور غیبیہ کو احاطہ کیے ہوئے تھا اور پھر اسے

بصیرت کے سامنے کرے خیال کے اس تصور کو محفوظ رکھتے ہوئے تمام قوتوں کے ساتھ دل کی طرف متوجہ ہو اور اس امر کا اہتمام کرے کہ بصیرت قوی ہو جائے اور صورت باقی رہے چنانچہ اس عمل کے نتیجے میں معنی مقصود کا ظہور ظاہر ہو کر نکل آئے گا۔

حضرت خواجہ عبیداللہ احرار نے فرمایا کہ مراقبہ باب مفاعلہ ہے یعنی تراقب (نگرانی توجہ' نگہبانی) دونوں طرف سے ضروری ہے مراقبہ کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے احوال پر حق تعالیٰ کے مطلع ہونے کے بارے میں اپنی اطلاع پر مراقب ہو' اور اس پر مداومت کرے یا مراقب ہو اپنی اطلاع کا اپنے موجد پر بغیر کسی خلل اور پریشان خاطری کے۔

ایک طریقہ یہ ہے کہ اپنے قلب صنوبری کا مراقب ہو اور اس میں کوئی خطرہ نہ آنے دے یہاں تک کہ اسے اپنے قلب حقیقی سے ربط آسان ہو جائے اس میں مفاعلہ کے معنی کا کوئی لحاظ شامل نہ ہو مراقبہ کا راستہ نفی و اثبات کے طریق سے بہت ہی اعلیٰ اور افضل ہے اور دوسرے راستوں کے مقابلے میں مراقبہ کا راستہ جذبہ الٰہیہ کا قریب ترین راستہ ہے۔

مراقبہ کے ذریعے ملکوت میں تصرف کرنا'لوگوں کے دلوں کی باتیں معلوم کرلینا' دوسرے کو نظر سے عطا کردینا یا اسکے باطن کو روشن کردینا ایسی تمام باتیں ممکن ہیں مراقبہ کے ملکہ سے دائمی جمعیت خاطر حاصل ہوتی ہے اور سالک ہمیشہ لوگوں کے دلوں کا مقبول و محبوب بنا رہتا ہے یہی وہ مقام ہے جسے جمع و قبول کہا جاتا ہے۔

وصول الی اللہ کا تیسرا طریقہ

وصول الی اللہ کا تیسرا طریقہ ایسے مرشد سے رابطہ ہے جسے مقام مشاہدہ حاصل ہے اور وہ تجلیات ذاتیہ سے بہرہ ور ہے بلاشبہ ایسے شیخ کی زیارت ان لوگوں کی زیارت کے زمرے میں آتی ہے۔جن کے لیے کہا گیا ہے اذا رووا ذکر اللّٰہ جب

انہیں دیکھا جائے خدا یاد آتا ہے چنانچہ اس کی زیارت بمنزلہ ذکر ہے یہ زیارت ذکر ہی کا فائدہ دیتی ہے اسی طرح اس کی صحبت ھم جلساء اللہ (وہ اللہ کے جلیس ہیں) کے مطابق ان کی صحبت بھی وہی فائدہ دیتی ہے جو ہم بیان کر آئے ہیں۔

اگر ایسے بزرگ کی صحبت میسر آجائے اور سالک کو اپنے دل میں اس صحبت سے اثرات محسوس ہوں تو اسے چاہیے کہ اپنی استطاعت کے مطابق وہ ان اثرات کو سمیٹے اور انہیں محفوظ کرے اگر ان اثرات میں کوئی خلل اور رکاوٹ پیش آئے تو پھر شیخ کی صحبت اختیار کرے تاکہ اس کی برکت سے دوبارہ وہی اثرات ظہور پذیر ہوں یہ عمل بار بار دہراتا رہے یہاں تک کہ اثرات کی یہ کیفیت ملکہ بن جائے اور اگر اس بزرگ کی صحبت سے اثر ظاہر نہ ہو مگر محبت اور جذب کی کیفیت حاصل ہو تو سالک کو چاہیے کہ شیخ کی صورت کا تصور کرے اور قلب صنوبری کی طرف متوجہ ہو تاکہ غیبت اور فنائے نفس حاصل ہو اور اگر روحانی ترقی یعنی واردات میں رکاوٹ اور قبض کی کیفیت پیدا ہو جائے تو اپنے دائیں کندھے میں صورت شیخ کا تصور کرے اپنے قلب کو دائیں کندھے تک ممتد (پھیلا ہوا مسلسل) سمجھے پھر صورت مرشد کو اس پھیلاؤ کے ذریعے اپنے قلب میں لائے امید ہے کہ اس طرح غیبت اور فنا کی منزل میسر آجائے گی۔

گیارہ کلمات قدسیہ

اب حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی سے منقول ان گیارہ کلمات قدسیہ کا بیان ہے جن پر طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی بنیاد قائم ہے وہ کلمات یہ ہیں۔

یاد کرد' باز گشت' نگاہ داشت' یاد داشت' ہوش در دم' سفر در وطن' نظر برقدم' خلوت در انجمن' وقوف قلبی' وقوف زمانی' وقوف عددی

چونکہ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی سلسلۂ نقشبندیہ کے پیشوا ہیں اس لیے آپ کے اصطلاحی الفاظ کی تشریح ضروری ہے ہم ذیل میں بہت زیادہ اختصار اور

غیر ضروری طوالت سے بچتے ہوئے درمیانی انداز میں ان کی وضاحت کرتے ہیں۔
یاد کرد: اس سے مراد یہ ہے کہ ذکر زبانی ہو یا قلبی سالک ہمیشہ ذکر میں مشغول رہے ذکر اس طرح کرے جیسے اس نے اپنے شیخ سے حاصل کیا ہے ذکر برابر جاری رہے تاکہ اسے حضور حق حاصل ہو۔ ذکر کی تعلیم کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے شیخ دل میں کلمہ طیبہ کا ذکر کرے مرید اپنے قلب کو شیخ کے قلب کے مقابل کرے اپنی آنکھیں کھلی رکھے اور منہ بند کرلے۔ خواجہ بہاء الدین قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ ذکر کا مقصد یہ ہے کہ قلب محبت اور تعظیم کے ساتھ ہمیشہ حاضر مع الحق ہو کیونکہ ذکر غفلت کو رفع کرتا ہے۔
باز گشت: اس سے مراد یہ ہے کہ جب ذاکر قلب سے کلمہ طیبہ کا ذکر کرے تو اس کے بعد زبان سے کہے الٰہی انت مقصودی و رضاک مطلوبی اے اللہ اس ذکر سے تو ہی میرا مقصود اور تیری رضا میرا مطلوب ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ کلمہ ہر اچھے برے خطرے کی نفی کا فائدہ دیتا ہے اس سے مقصود یہ ہے کہ ذکر خالص ہو جائے اور سالک ماسوائے حق سے فارغ ہو جائے۔ اگر ذاکر اس کلمے میں اخلاص محسوس نہ کرے تو مرشد کی تقلید میں کہے انشاء اللہ اس کی برکت سے اسے اخلاص حاصل ہو جائے گی۔
نگاہ داشت: اس سے مراد یہ ہے کہ دلوں کے خطرات کی نگرانی کرے یعنی جس وقت دل میں کلمہ کا بار بار ذکر کرے اس وقت اس بات پر نگاہ رکھے کہ اس کے دل میں کوئی کھٹکا تو نہیں پیدا ہوا بلکہ کوشش کرے کہ ایک لمحہ یا ساعت کے لیے بھی اس کے دل میں غیر کا خیال نہ آئے اکابر مشائخ کے نزدیک یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے بعض کامل اولیاء کو بھی کبھی کبھار یہ مقام حاصل ہوتا ہے۔
یادداشت: اس سے مراد یہ ہے کہ ذوق کے حوالے سے ہمیشہ حضور مع الحق کی کیفیت حاصل ہو، بعض مشائخ نے ان چار کلمات کی تشریح اس طرح کی ہے یاد کرد یعنی ذکر میں کوشش اور جدوجہد، باز گشت تواضع اور انکسار کے ساتھ اللہ کی طرف

رجوع، نگاہ داشت اللہ کی طرف رجوع پر قائم رہنا اور اس کی حفاظت کرنا، یاد داشت اپنے راز کو پختہ اور راسخ کرنا۔

ہوش در دم: یعنی اس طریقے کی بنیاد سانس پر ہے مقصد یہ ہے کہ دو سانسوں کے درمیان اس بات کی کوشش کرے کہ نہ کوئی سانس غفلت سے اندر داخل ہو اور نہ غفلت سے باہر آئے۔

سفر در وطن: یعنی سالک اپنی طبیعت بشری میں سفر کرے بری صفات اور عادات سے اچھی صفات کیطرف پرواز کرے چنانچہ بعض اکابرین نے فرمایا ہے کہ انسان جس جگہ بھی جائے جب تک وہ بری صفات کو نہ چھوڑے تو وہ اسکے ساتھ ہوتی ہیں اسیطرح بعض نے کہا ہے کہ سفر در وطن سے مراد شہادت میں غیب کا دیکھنا ہے۔

نظر بر قدم: سالک کو چاہیے کہ وہ شہر میں چل رہا ہو یا جنگل میں اس کی نظر اپنے قدموں پر ہونی چاہیے تاکہ اس کی نگاہ منتشر ہو کر ان چیزوں پر نہ پڑے جن کا دیکھنا مناسب نہیں اس طرح اس کا دل پراگندہ ہو جائے گا، یہ بھی ممکن ہے کہ نظر بر قدم سے مراد یہ ہو کہ سالک کی پہلی نگاہ سلوک کی آخری منزل یعنی حضرت ذات پر پڑے جیسا کہ فارس بن عیسیٰ بغدادی نے کہا ہے کہ میں نے حلاج (حسین ابن منصور) سے پوچھا کہ مرید کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ جو پہلے ارادے میں اللہ تک پرواز کرے یعنی پہلی سیڑھی میں واصل باللہ ہو جائے ایک توجیہ شیخ ردیم نے کی ہے وہ بھی خوبصورت ہے انہوں نے فرمایا کہ مسافر کا ادب یہ ہے کہ اس کی ہمت کا قدم پیچھے نہ پڑے۔

خلوت در انجمن: سالک کو چاہیے کہ وہ ظاہرا مخلوق کے ساتھ اور باطن میں خالق کے ساتھ رہے یعنی ہاتھ کام میں اور دل حق کے ساتھ مشغول ہو کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

فمن داخل کن صاحبا غیر غافل
و من خارج خالط کبعض الاجانب

اندرونی طور پر ایسا یار اور ہم نشین بن جو ایک لمحہ کے لیے خدا سے جدا نہیں اور بیرونی طور پر اجنبیوں والا رویہ اختیار کر۔ اس سلسلے کے بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ اس طریقہ میں مجلس میں جمعیت اور خلوت میں تفرقہ ہے۔

وقوف زمانی: یعنی اپنے اوقات کا حساب رکھے اگر وقت کار خیر میں گزرا ہے شکر ادا کرے اور اگر برے اعمال میں گزرا ہے تو اپنی حیثیت اور مرتبے کے مطابق استغفار کرے اس لیے کہ "حسنات الابرار سیات المقربین" ابرار کی نیکیاں مقربین کی برائیاں ہیں۔

وقوف عددی: ذکر قلبی میں گنتی اور عدد کا لحاظ رکھے تاکہ دل کے خطرات سے بچ کر جمیعت حاصل کر سکے۔

وقوف قلبی: اس سے مراد یہ ہے کہ ہوشیاری اور حق تعالیٰ کے ساتھ حضور قلب اس انداز میں ہو کہ دل کو غیر سے کوئی غرض نہ ہو اس کے مفہوم کے بارے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ ذاکر اپنے قلب سے واقف ہو اور دوران ذکر اپنے قلب صنوبری کی طرف متوجہ رہے قلب صنوبری کو مجازا قلب کہا جاتا ہے یہ بائیں جانب پستان کے نیچے واقع ہے قلب کو ذکر میں مشغول کرے اور اسے کس طرح بھی ذکر اور اس کے مفہوم سے غافل نہ ہونے دے۔

حضرت خواجہ نقشبند ذکر میں حبس دم اور گنتی کی پابندی ضروری نہیں سمجھتے البتہ ان کے نزدیک' رابطہ یا اس کے علاوہ عام حالات میں وقوف عددی ضروری ہے۔ کیا ہی عمدہ بات کہی ہے کسی نے اس شعر میں

علی بیض قلبک کن کانک طائر
فمن ذالک الاحوال فیک تولد

اپنے دل کے انڈے پر پرندے کی طرح نگرانی کر اس سے تیرے اندر واردات اور احوال کا ظہور ہو گا۔

دوران ذکر و اوراد، وساوس و خطرات اور ان کا علاج

اگر ذکر اذکار اور اشغال کے دوران پراگندہ فکری وسوسے اور روحانی قبض کی صورت پیدا ہو تو ٹھنڈے پانی سے غسل کرے اور اگر کسی طبعی مجبوری کی بنا پر ٹھنڈے پانی سے غسل کرنا ممکن نہ ہو تو گرم پانی سے کرے اور خلوت میں دو رکعت نماز پڑھے اور انتہائی عاجزی اور گریہ و زاری کے ساتھ استغفار کرے اور اپنے حال اور وقت کی طرف متوجہ ہو اگر کشادگی نہ پائے اور وہی پراگندگی اور پریشان خیالی باقی رہے تو ذہن میں اپنے مربی مرشد کا تصور باندھے امید ہے کہ اس کی برکت سے پریشان خاطری جمعیت اور روحانی سکون میں بدل جائے گی۔

اگر اس سے بھی تفرقہ (پریشان خاطری روحانی قبض) نہ جائے تو یَا فَعَّالُ تشدید کے ساتھ کہے، اگر اس سے بھی تفرقہ نہ جائے تو کہے یہ تفرقہ خدا کی طرف سے ہے اب اس تفرقہ سے موافقت کرلے فورا اسے جمعیت خاطر کی دولت مل جائے گی ایسا بہت کم ہوا ہے کہ اس کے بعد بھی تفرقہ باقی رہے اگر خطرات کسی دنیوی مسائل سے متعلق ہیں مثلاً دل گھوڑے خریدنے کی طرف رغبت کرے یا ایسے دوسرے امور کی طرف دلچسپی ظاہر کرے جو شرعا مباح ہیں تو وہ کام کرے یا اسے دل سے نکال پھینکے یہاں تک کہ ایسے خطرہ و خیال کو دشمن سمجھتے ہوئے اسے دفع کرنے کے سلسلے میں زبردست کوشش کرے۔

تین خطرات: مرید کے لیے بالخصوص تین خطروں کی نفی کرنا اور انہیں دفع کرنا بے حد ضروری ہے خطرہ نفسیہ، خطرہ شیطانیہ، اور خطرہ ملکیہ، البتہ خطرہ حقانی کو برقرار رکھے ان خطرات کو پہچاننا اور ان میں تمیز کرنا بہت مشکل ہے۔

بعض مشائخ کا خیال ہے کہ خطرہ نفسی ارض قلب یعنی قلب کے نیچے سے ابھرتا ہے خطرہ شیطانیہ قلب کے بائیں طرف سے اور خطرہ ملکیہ قلب کے دائیں طرف سے پیدا ہوتا ہے البتہ خطرہ حقانی قلب کے اوپر سے نکلتا ہے اسے وہ

شخص بآسانی جان لیتا ہے جو زہد و ورع اور تقویٰ کے نور سے منور ہو چکا ہو اکل حلال اس کا وظیفہ ہو ہمیشہ خطرات قلب کی نگہبانی کرتا رہتا ہو اپنے دل میں کسی خطرے کا گزر نہ ہونے دیتا ہو یعنی وقت کو غنیمت جانے کہ وقت سے زیادہ قیمتی اور کوئی شے نہیں ہے وقت کاٹنے والی تلوار ہے وہ جب گزر جاتا ہے پھر ہاتھ نہیں آتا' مراقبہ نماز اور تلاوت کے ذریعے وقت کو محفوظ کیا جاسکتا ہے۔

وظائف نقشبندیہ

مشائخ نقشبندیہ نے اپنے تمام وظائف میں رات کے وقت قرآن مجید کی یہ آیات تلاوت کرنا اہم وظیفہ قرار دیا ہے سورہ الحمد' قل یا ایھا الکافرون' قل ھو اللہ ' قل اعوذ برب الفلق' قل اعوذ برب الناس' سورہ حشر کی آخری آیات' سورہ بقرہ کی آخری آیات۔ دن کے وظائف میں سورہ یٰسین کی تلاوت ان کے ہاں سب سے بڑا وظیفہ ہے۔

خواجہ علی رامتینی نے فرمایا ہے کہ جس وقت کسی مسئلے کی خاطر تین قلب اکٹھے ہو جائیں سالک کی مراد فوراً پوری ہو جاتی ہے تین قلب یہ ہیں۔

سالک کا قلب' رات کا قلب (درمیانی حصہ) اور قلب قرآن (سورہ یٰسین) یعنی جس وقت بندہ تہجد میں سورہ یٰسین جو قرآن کا قلب ہے کی تلاوت کرے تو یہ صورت بن جاتی ہے۔

اسی طرح دیگر وظائف میں تہجد' اشراق' استخارہ' چاشت کے نوافل ہیں تہجد کی بارہ رکعتیں ہیں اگر ممکن ہو تو ہر رکعت میں سورہ یٰسین پڑھے اس کی طاقت نہ ہو تو کم از کم آٹھ رکعتوں میں سورہ یٰسین اس ترتیب سے مکمل کرے پہلی رکعت میں اَجْرٍ کَرِیْمٍ تک دوسری میں وَھُمْ مُّھْتَدُوْنَ تک تیسری میں جَمِیْعٌ لَّدَیْنَا مُحْضَرُوْنَ تک چوتھی میں فَلَکٍ یَّسْبَحُوْنَ تک پانچویں میں وَلَآ اِلٰٓی اَھْلِھِمْ یَرْجِعُوْنَ تک چھٹی میں ھٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ تک ساتویں میں فَھُمْ لَھَا مٰلِکُوْنَ تک

اور آٹھویں میں آخر سورت تک مکمل کرے باقی رکعتوں میں فاتحہ کے بعد تین تین بار سورہ اخلاص پڑھے اگر سورہ یٰسین یاد نہ ہو تو پوری نماز میں سورہ الحمد کے بعد تین تین دفعہ سورہ اخلاص پڑھے نماز تہجد میں چار رکعت سے کم نہ پڑھے تہجد کا صحیح وقت رات کی اخیر تہائی ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

قُمِ اللَّيْلَ اِلاَّ قَلِيْلاً نِصْفَهٗ اَوِانْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلاً اَوْزِدْ عَلَيْهِ

رات میں قیام فرما سوا کچھ رات کے آدھی رات یا اس سے کچھ کم کر دیا اس پر کچھ بڑھاؤ (المزمل: ۳)

صاحب قوت القلوب نے کہا ہے کہ ارشاد خداوندی ہے فتهجد به نافلته لک دوسری جگہ فرمایا:

کانوا قلیلا من اللیل ما یهجعون

وہ رات میں کم سویا کرتے (الزاریت ۱۷)

ہجود نیند کو کہا جاتا ہے اور تہجد سے مراد قیام ہے گویا جب تک کچھ دیر نیند نہ کرے تہجد جائز نہ ہو گا شعبی نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے کہ نماز تہجد ہوتی ہی سونے کے بعد ہے تہجد صلوٰۃ النوم ہے۔

آنحضور ﷺ سے روایت ہے آپ نے فرمایا:

قم من اللیل قدر جلته شاة حلبسته

رات کو اٹھ چاہے بکری کے دودھ دوہے جانے کے وقت جتنا۔

نماز تہجد سے فارغ ہو کر صبح تک التحیات کی صورت قبلہ ہو کر بیٹھا رہے اور توجہ' مراقبہ اور ذکر و فکر میں مشغول رہے' اس دوران اگر نیند غلبہ کرے تو سو رہے مگر دوبارہ صبح سے پہلے اٹھ کھڑا ہو وضو کرے فجر کی سنتیں گھر میں پڑھ کر دل میں استغفار پڑھتا رہے جیسا کہ اس سلسلے کا طریقہ ہے نماز کا وقت ہو تو مسجد کی طرف راستے میں بھی استغفار پڑھتا ہوا جائے صبح کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھ کر

اپنی جگہ بیٹھ جائے اور باطنی وظیفے میں مشغول رہے اگر جمعیت خاطر پائے تو بہتر ورنہ گھر واپس آجائے اور طلوع آفتاب تک اپنے ورد وظائف میں مشغول رہے سورج نکلنے کے بعد دو رکعت اشراق پڑھے ہر رکعت میں الحمد کے بعد قل ھو اللہ تین تین بار پڑھے اس کے بعد دو رکعت نماز استخارہ ادا کرے اور یہ دعائے استخارہ پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ خِرْلِیْ وَ اَخْتِرْلِیْ وَلاَ تُکَلِّنِیْ بِیْ اِخْتِیَارِیْ اَللّٰھُمَّ اَجْعَلْ اَلْخَیْرَۃَ فِیْ کُلِّ قَوْلٍ وَ عَمَلٍ وُارِیْدُہٗ فِیْ ھٰذَہ اَلْیَوْمَ وَاللَّیْلَۃَ اَللّٰھُمَّ وَفِقْنِیْ لاَ تُحِبُّ وَ تَرْضٰی مِنَ الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ فِیْ عَافِیۃٍ وَ یُسْرٍ

اس کے بعد اپنے دنیوی امور مثلاً کسب معاش وغیرہ میں ہوشیاری اور سنجیدگی کے ساتھ مشغول ہو جائے اور یہ دعا پڑھ لے۔

اَللھُمَّ کُنْ وَجْھَتِیْ فِیْ کُلِّ جِھۃٍ وَ مَقْصَدِیْ فِیْ کُلِّ قَصْدٍ وَ غَایَتِیْ فِیْ کُلِّ سَعْیَ وَ مَلْجَائِیْ وَ مَلاَذِیْ فِیْ کُلَ قَصْدَۃٍ وَ ھَمٍ وَ وَکِیْلِیْ فِیْ کُلِّ اَمْرٍ وَ تولَتنِی تَوَلّٰی مُحَبۃٍ وَ عِنَایَتٍ فِیْ کُلِّ حَالٍ

اور ہمیشہ قلب صنوبری کی طرف متوجہ رہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ (النور: ۳۷)

وہ مرد جنھیں غافل نہیں کرتا کوئی سودا اور خرید و فروخت اللہ کی یاد سے۔

تصور شیخ: جس وقت دنیوی کاموں سے فارغ ہو جائے تازہ وضو کر کے خلوت نشیں ہو جائے بیٹھتے ہی سب سے پہلے اپنے مرشد کی صورت کو دل میں حاضر کر کے اس کے بعد اپنے وظائف میں مشغول ہو جائے وہ مراقبہ ہو یا ذکر' نماز چاشت بارہ رکعت ہے۔ ہر رکعت میں تین تین دفعہ سورہ اخلاص پڑھے یہ نماز کم از کم دو رکعت ہونی چاہیے اس سے کم نہ ہو چاشت اول وقت میں نہ پڑھی جائے اتنی انتظار کرے کہ ایک پہر دن (چوتھا حصہ) گزر جائے۔

مشکوۃ میں زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وہ نماز چاشت پڑھ رہے تھے انہوں نے کہا دوسرے لوگوں نے جان لیا ہے

کہ یہ نماز اس وقت کے علاوہ دوسرے میں پڑھنا زیادہ بہتر ہے آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ نماز چاشت جب فصال گرم ہو اس وقت پڑھنی چاہیے اسے مسلم نے روایت کیا ہے حدیث میں رمض الفصال کے لفظ آئے ہیں رمض کے معنی اور مفہوم یہ ہے کہ جب سورج کی شدید گرمی کی حرارت ریت کے ذرات پر پڑنے لگے فصیل اونٹ کے بچے کو کہا جاتا ہے مراد یہ ہے کہ جب اونٹ کا بچہ زمین کی تپش محسوس کرنے لگے نماز چاشت اس وقت ادا کی جائے۔

نماز کے بعد کھانا موجود ہو تو کھالے بہتر یہ ہے کہ کھانا دوست احباب کے ساتھ بیٹھ کر کھائے اگر کسی وجہ سے ایسا نہ ہو سکے تو اپنے اہل و عیال کے ساتھ مل کر کھانا کھائے حتی الامکان اکیلا نہ کھائے اس کے بعد کچھ دیر آرام کرے اور پھر مسجد میں آجائے اول وقت میں اسی طرح عصر کی نماز کے لیے بھی مسجد میں اول وقت میں آئے۔

عصر کی نماز کے بعد گھر میں بیٹھ کر باطنی اشغال کا ورد کرے حتی الامکان یہ وقت ضائع نہ کرے اس میں اپنے نفس کا محاسبہ کرے مغرب اور عشاء کا درمیانی وقت مشائخ کے نزدیک انتہائی قیمتی ہے نماز عشاء کے بعد بستر پر یہ وظائف پڑھے۔

قل یا ایھا الکافرون 'سورہ اخلاص' معوذتین' آخری آیات سورہ حشر' آخری آیات سورہ بقرہ' یہ انتہائی حضور قلب اور درد مندی کے ساتھ پڑھے اس کے بعد ذکر کرتا ہوا سو جائے سونے سے پہلے تین بار یہ استغفار پڑھے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْهِ

یہ اس صوفی کا دستور العمل ہے جس کے ذمے دوسرے کام بھی ہیں البتہ جو سالک دنیوی بکھیڑوں سے پوری طرح فارغ البال ہے اسے چاہیے کہ وہ رات دن یاد حق میں مستغرق اور اپنے آپ سے فانی ہو کر رہے چنانچہ شیخ ابو العباس قصاب نے فرمایا ہے کہ میرے نزدیک نہ صبح ہے نہ شام ایسے سالک کا باطن دریائے فنا میں غرق ہوتا ہے البتہ اس کا ظاہر احوال و افعال کے صدور کی خاطر موجود رہتا ہے۔

اہل فنا و بقا طلب اور مجاہدہ کے بعد سکون وجدانی' سرور اور مشاہدہ کی دولت سے بہرہ ور ہوتے ہیں یہ حضرات عین مراد کی منزل پر پہنچ جاتے ہیں اور مراد کی منزل سے بغیر مراد کے واپس آجاتے ہیں یہ کرامات اور مقامات کو حجاب سمجھتے ہیں اور انہوں نے اپنے قلب کے مشرب کو تمام جسمانی اور روحانی لذتوں سے دور کرلیا ہوتا ہے۔

مرتبہ فنا کو پہنچنے کی علامت یہ ہے کہ سالک محبت ذات کی حقیقت کو پائے مقام فنا محض کرم خداوندی اور خصوصیت ایزدی ہے سنت الٰہی یہی ہے کہ وہ خصوصی کرم جو عطائے الٰہی کا فیضان ہے عارضی نہیں ہوتا اس لیے اس میں رجعت نہیں ہوتی اس لیے مشائخ نے کہا ہے کہ مقام فنا کا واصل اپنی صفات کی طرف واپس نہیں آتا حضرت ذوالنون مصری قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ جو واپس آیا ہے راستہ سے واپس آیا ہے جو واصل ہوا پھر واپس نہ آیا۔

فنا و بقاء

حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ سے پوچھا گیا کہ فنا کتنی قسم پر ہے آپ نے فرمایا فنا کی دو صورتیں ہیں اگرچہ اکابرین نے اس کی کئی صورتیں بیان کی ہیں لیکن ان سب کی بنیاد یہی دو صورتیں ہیں۔

پہلی صورت وجود ظلمانی طبیعی سے فنا اور دوسری صورت وجود نورانی روحانی سے فنا حدیث نبوی میں دونوں صورتوں کا بیان آیا ہے۔

ان للہ سبعین الف حجاب من نور و ظلمۃ

اللہ تعالٰی کے لیے نور و ظلمات کے ستر ہزار حجابات ہیں۔

فنا کی پہلی صورت حق تعالٰی کے ظہور سے واسطہ رکھتی ہے دوسری صورت یہ ہے کہ فنا بھی جاتی رہے۔ یعنی وجود روحانی کے لیے بھی کوئی شعور نہ رہے اس لیے کہ شعور وجود روحانی کی صفت ہے اور جس وقت شعور کا شعور جاتا رہا تو

وجود روحانی از خود ختم ہوگیا اس مقام میں روح ذاکر اور قلب ساجد ہوتا ہے اس مقام میں سالک کی صحبت صحیح ہے البتہ اس کی ترتیب اور مرید کے لیے اس کی طلب درست نہیں ہے۔

ذکر قلب یہ ہے کہ حضور حق اور حضور خلق برابر نسبت سے ہوں یعنی حضور حق کے ساتھ حضور خلق اور حضور خلق کے ساتھ حضور حق جمع ہو۔

ذکر لسان' اس کے بیان کی کوئی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔

ذکر روح یہ ہے کہ حضور حق' کا غلبہ ہو حضور خلق پر۔

ذکر سر یہ ہے کہ سالک کو سرے سے غیر حق کا حضور ہی نہ ہو اور نہ اسے کائنات کی کچھ خبر ہو ذکر خفی یہ ہے کہ روح کا وجود اس طرح چھپ جائے جیسے کائنات کا وجود سر میں مستور ہو گیا تھا اب سوائے مذکور کے کچھ باقی نہ رہے خلاصہ یہ کہ غیر پوری طرح مستور ہو جائے اس مقام پر سالک کے لیے سیر فی اللہ کی منزل ثابت ہو جاتی ہے۔

فنائے مطلق کے بعد جو دراصل فنائے ذات ہے عبد کو وجود حقانی کی خلوت عطا کی جاتی ہے چنانچہ وہ اس وجود کے ذریعے اوصاف الٰہیہ اور اخلاق ربانیہ سے مشرف ہو جاتا ہے یہی وہ مقام ہے جہاں یہ مرتبہ عطا ہوتا ہے۔

بی یسمع و بی یبصر و بی یبطش و بی یمشی و بی یعقل

بندہ میرے ذریعے سنتا ہے میرے ذریعے دیکھتا ہے میرے ذریعے پکڑتا ہے میرے ذریعے چلتا ہے اور میرے ذریعے سمجھتا ہے۔

اس مقام میں فانی ذات و صفات وجود باقی کا لباس پہن لیتی ہیں اس وقت یہ ذات و صفات میدان ظہور میں خفا کے اندھیروں سے باہر ہوتی ہیں اور جذبہ حق کے تصرفات بندہ کے باطن پر چھا جاتے ہیں چنانچہ اس کے باطن سے تمام وسوسے اور برے خطرے نکل جاتے ہیں اب اس میں حق اپنی صفات کے ساتھ تصرف کرتا ہے اور وہ بندہ کو اپنے نفس میں

تصرف کرنے سے مکمل طور پر معطل کر دیتا ہے اس منزل میں بندہ شرعی احکام امرو نہی وغیرہ سے تجاوز کرنے (انہیں چھوڑنے) سے محفوظ ہو جاتا ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ فنا وبقا کی منزل پر فائز ہے اور اس کا یہ حال صحیح ہے۔ شیخ ابوسعید خراز اس بارے میں فرماتے ہیں۔

کل باطن یخالفه الظھور فھو باطل جو باطن ظاہر کے خلاف ہے وہ باطل ہے۔

فنا و بقا کے تحقق یعنی سیر الی اللہ اور سیر فی اللہ جو فنا کے بعد حاصل ہوتی ہے کے بعد سیر عن اللہ اور سیر باللہ کی منزل آتی ہے یہ وہ مقام ہے جہاں ان کی دعوت حق کی وجہ سے انسانی ذہن و عقل ڈگمگانے لگ جاتے ہیں اور یہ انبیاء و مرسلین میں سے خواص کا مقام ہے۔ مقام منزل میں یہ حضرات ہر معاملے میں زاری و استغفار کرتے ہوئے حق کی طرف رجوع کرتے ہیں اس مقام میں اولیاء اللہ کو انبیائے کرام کی تابعداری اور پیروی کا حصہ ملا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِيْ

تم فرماؤ یہ میری راہ ہے میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں اور جو میرے قدموں پر چلیں دل کی آنکھیں رکھتے ہیں (یوسف:۱۰۸)

اس کی وجہ یہ ہے کہ شیخ ایسے ہوتا ہے جیسے نبی اپنی قوم میں اس مقام میں شیخ کی اجازت سے مرید کی طلب اور تربیت صحیح ہے اور یہی وہ منزل ہے جہاں گو سالک کا ہر فعل منسوب اس کی طرف ہے لیکن دراصل وہ اسکا ہے نہیں اس لیے کہ وہ مکمل طور پر تصرفات بشری سے فارغ ہو چکا ہوتا ہے۔ ممکن ہے یہ آیت اسی مقام کے سلسلے میں ہو۔

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى

وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی (الانفال:۱۷)

مرید کے باطن میں تصرف کرنا اور مرض دفع کرنا

اس کے دو طریقے ہیں ایک یہ کہ اگر کوئی شخص بیمار پڑ جائے یا کسی مصیبت میں مبتلا ہو جائے اور انسان چاہتا ہو کہ وہ اسے بیماری یا گناہ سے چھٹکارا دلائے تو وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے اور اللہ تعالیٰ کی طرف انتہائی عاجزی و زاری کے ساتھ رجوع کرتے ہوئے دعا مانگے کہ اللہ اس شخص کو ان تمام چیزوں سے پاک و صاف کر دے جس میں وہ مبتلا ہو گیا ہے۔

دوسرا طریقہ ہے کہ اپنے آپ کو بعینہ وہی مریض یا معصیت کار' فرض کر لے گویا اپنے آپ کو اس کی جگہ ٹھہرائے اپنے باطن کو اسی انداز سے مشغول رکھے اور بیماری کو دفع کرنے کی طرف کوشش کرے اور اسی طرف اپنی ہمت کو لگائے یہ سب کچھ حضرت عزرائیلؑ کے نزول سے پہلے ہونا چاہیے اس لیے کہ اگر وہ نازل ہو جائیں تو پھر ان کا خالی لوٹنا ممکن نہیں پھر ضرور ہے کہ اصل کا بدلہ ہو۔

اس وقت مرض کو اپنے اعضاء میں خیال کرے اور پوری ہمت کے ساتھ بیماری کے دفع کرنے میں متوجہ ہو۔

بیماری میں مدد کئی طرح پر ہے ایک یہ ہے کہ مرض کو دفع کرنے کے لیے پوری ہمت کے ساتھ توجہ کرے دوسری صورت یہ ہے کہ اس کی بیماری اپنی جان پر اٹھا لے تیسری صورت یہ ہے کہ متفرق خطرات کو ہٹانے اور رفع کرنے پر ہمت صرف کرے مرض کو نہ چھیڑے کیونکہ بیماری میں درجات بلند ہوتے ہیں بیماری قوائے دماغیہ کے تصفیہ و تنقیہ کا باعث ہے جس وقت دماغ پاک وصاف ہو جائے گا تو قوت دماغی کے ساتھ ایک نور مطلق ہو گا جو بسیط اور محیط ہے تمام موجودات کو اور دراصل وہی اس کائنات کا مقصود ہے خطرات اس منزل کے حصول میں مانع ہیں۔

طالب حقیقی میں تصرف کی صورت یہ ہے کہ اسے اپنے سامنے بٹھائے اور کہے کہ اپنے نفس کو تمام خطرات و خیالات سے آزاد کرلو پھر پوری باطنی توجہ کے

ساتھ حجابات ظلمانی اٹھانے کی طرف متوجہ ہو اس کے بعد حجابات نورانی اٹھائے جس وقت طالب کو غیبت حاصل ہو جائے تو اس کی طرف توجہ چھوڑ دے البتہ اگر کوئی عقدہ پیش آجائے تو وہ کھول دے۔

آنے والے احوال کے سلسلے میں جو چیز کسی کی طرف نسبت کی جاتی ہے وہ اس طرح ہے کہ جیسے کسی اجنبی کے آنے سے اچانک ایمان' نماز' روزے یا دینی علوم کی باطن میں کوئی چمک محسوس ہو تو کہا جاتا ہے کہ اس سے اسلام یا دیانت یا علم دینی کی نسبت حاصل ہوئی مختصر یہ کہ اس ملاپ سے یہ معنی اور کیفیت حاصل ہوئی گویا باطن میں کسی نسبت کا وجود اس شخص کے انفاس کا مقتضی ہوتا ہے۔ اگر اس شخص کی ملاقات سے عشق و محبت کا ظہور ہو تو کہتے ہیں اس سے نسبت جذب ظاہر ہوتی ہے۔

میت کے حال سے باخبر ہونے کے لیے یہ ہے کہ قبر کے سامنے بیٹھے اور آیتہ الکرسی ایک بار اور سورہ اخلاص بارہ دفعہ پڑھ کر اپنے باطن کو تمام خطرات و خیالات سے خالی کرلے اس وقت جو کچھ دل پر چمکے وہ صاحب قبر کی کیفیت ہے۔

اگر مرید سے کوئی بے ادبی ہو جائے تو مرشد کے لیے مناسب نہیں کہ وہ اس کا حال سلب کرنے کی کوشش شروع کر دے اسے چاہیے کہ وہ باطنی توجہ کے طے شدہ طریقے کے مطابق اس کی ظلمت و کدورت دفع کرنے کی کوشش کرے یا ذکر نفی و اثبات کا حکم کرے اس سے اس کی ظلمت جاتی رہے گی نفی و اثبات میں اس بات کا احترام کرے کہ نفی کے تمام محدثات کی فنائیت کا تصور کرے جبکہ اثبات میں ذات معبود برحق کی بقا کو مدنظر رکھے۔

حق تعالیٰ کے آداب ظاہری و باطنی

حق تعالیٰ کے ظاہری آداب یہ ہیں کہ سالک ہمیشہ اوامر و نواہی پر قائم رہے ہمیشہ باوضو رہے ہمہ وقت استغفار میں مصروف رہے تمام امور میں احتیاط سے

چلے سلف صالحین کے معمولات کا تابع اور پیروکار رہے۔

باطنی آداب یہ ہیں کہ اپنے قلب کو غیر اللہ کے خیالات و خطرات سے محفوظ کرے یہ خیالات اچھے ہوں یا برے حجاب ہونے میں دونوں برابر ہیں۔

آنحضرت ﷺ کے آداب بھی اسی طرح ضروری ہیں اولیاء اللہ کے آداب یہ ہیں کہ ان کی محفلوں میں اعتراضات اور خطرات سے دل کو بچائے ان کے حضور بلند آواز سے نہ بولے ان کے آگے نوافل نہ پڑھے البتہ اگر ان کے ساتھ پڑھے تو زیادہ بہتر ہے۔

ان کی گفتگو کے دوران نہ بولے بلکہ جب تک وہ خود کوئی بات نہ پوچھیں خاموش رہے جس بات کو وہ ناپسند کریں مرید بھی اسے پسند نہ کرے ان کے گھروں میں مال و اسباب اور خرچ اخراج کی طرف نظر نہ کرے۔

دل میں کبھی یہ خیال بھی نہ لائے کہ دوسرے مرشد کے پاس جاؤں یا اس سے فیض حال کروں بلکہ یہ اعتقاد رکھے کہ میرا مرشد ہی مجھے میرے مولیٰ تک پہنچائے گا۔ اپنے دل کا تعلق اس کے سوا کسی سے نہ جوڑے اس لیے کہ یہ بات روحانی پریشانی کا موجب ہوگی۔

حاصل کلام یہ کہ جس چیز کو انسانی طبیعت ناپسند کرے اور مکروہ جانے اس سے الگ رہے اور بچے۔ بے ادبی بالخصوص اولیاء اللہ کی بے ادبی راہ خدا میں رکاوٹ اور فیض کے حصول سے محرومی کا سبب بنتی ہے۔

سالک کے قلب و نظر میں سوائے اسم اور ذات حق کے اور کچھ نہ ہو وہ ہمیشہ باخدا رہے اور کسی غفلت کو راہ نہ دے کیا خوب کہا ہے کسی نے۔

اذا کنت فی الوقت عن الحق غافل
فانت فی الکفر لکن بخفیه
فان دمت فی ذی الحال صاحب غفله
فانک للاسلام بحفوة

اگر تو وقتی طور پر حق سے غافل ہوا تو اندرونی طور پر کفر کے قریب پہنچ گیا- اور اگر ہمیشہ غفلت کا شکار رہا تو تو نے اپنے اور اسلام کے درمیان دیوار کھینچ دی-

غیر اللہ کے خطرات و خیالات رنگ برنگی چیزوں اور مختلف شکلوں کے دیکھنے سے پیدا ہوتے ہیں- اسی طرح ہر قسم کی کتابوں کے مطالعہ اور خراب صحبت والے لوگوں کی صحبت سے بھی خطرات و خیالات جنم لیتے ہیں سالک کو چاہیے کہ وہ کچھ وقت ان خطرات سے بچنے کے لیے ایسے صاحب عظمت بزرگ کی صحبت میں رہے جسے جمعیت خاطر کی پوری دولت حاصل ہو تاکہ اس کی برکت سے اسے حضور اور جمعیت کا ملکہ حاصل ہو' بلکہ حضور کے حصول سے رضا و تسلیم کی دولت نصیب ہوتی ہے رضا و تسلیم بندگی اور عبادت کی آخری منزل ہے- اسلام کی تکمیل بھی تسلیم و تفویض میں ہے- صاحب تسلیم کے گلے میں ابلیس کی طرح اگر طوق لعنت بھی ڈال دیا جائے تو وہ اسے اللہ کا فیصلہ اور تقدیر سمجھتے ہوئے راضی ہوتا ہے جیسے وہ ایمان اور اسلام سے راضی ہوتا ہے اس لیے کہ طالب صادق اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر پر راضی ہوتا ہے اس کا نفس کچھ نہیں کرتا اگر طالب کو کوئی ناپسندیدہ امر پیش آئے اور وہ اپنے اندر فرق محسوس کرے تو وہ بندہ نفس ہے اور اگر وہ کوئی فرق محسوس نہ کرے تو بندہ حق ہے ہر امر کی بنیاد اور اساس یہی ہے-

پس اے سالک تجھے چاہیے کہ تو ہمیشہ اس کا بندہ ہو جس طرح اللہ تعالیٰ ہمیشہ رب ہے اگر سالک کو مدح و ذم میں فرق پڑتا ہے تو میں قسم سے عرض کرتا ہوں کہ وہ دل کے بتوں کا پجاری ہے یہاں عوام و خواص کے تمام اسرار و رموز کا بیان کر دیا گیا ہے اللہ ہی مدد و توفیق عطا کرنے والا ہے-

الحمد للہ رب لعالمین والصلوۃ والتسلیم علی سیدنا محمد الاولین والاخرین و علی الہ واصحابہ والتابعین لھم باحسان الی یوم الدین

باب ۴

مکتوبات مشائخ نقشبندیہ

کاتب الحروف عرض کرتا ہے کہ شیخ عبدالاحد بن شیخ محمد بن سعید بن احمد سرہندی کے طریقہ احمدیہ کے اشغال کے سلسلے میں نہایت عمدہ مکاتیب ہیں ان میں سے تین خطوط والد بزرگوار کی طرف بھجوائے گئے تھے ان میں ہر خط کے آخر میں انہوں نے اپنے قلم سے لکھا ہے کہ "مخدوم عرفان پناہ! خاکسار کے تینوں خطوط مطالعہ گرامی سے مشرف فرمائیں' انالفقیر عبدالاحد عفی اللہ عنہ" یہ مکاتیب اس رسالے میں بعینہ نقل کیے جاتے ہیں۔

مکتوب اول شیخ عبدالاحد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ علی کل حال

خدا پرست ہمشیرہ عزیزہ نے لطائف انسانی کے بارے میں پوچھا ہے سو واضح رہے کہ پانچ لطائف انسانی یہ ہیں قلب' روح' سر' خفی' اخفی' یہ عالم امر سے ہیں انکا مقام فوق العرش ہے اسے لامکان اور عالم ارواح بھی کہتے ہیں حق تعالیٰ جل شانہ نے کمال قدرت سے ان لطائف کو انسانی بدن سے عشق و تعلق کے ذریعے جوڑ کر مناسب مقامات میں انسانی جسم کے اندر ودیعت فرما دیا ہے قلب کو سینہ کے بائیں

طرف پستان کے نیچے جگہ دی روح کو جو قلب سے زیادہ لطیف ہے اسکے مقابل دائیں جانب رکھا اخفی جو لطیف اور احسن لطائف ہے اسے سینہ کے عین درمیان سر کو قلب اور اخفی کے درمیان اور خفی کو روح اور اخفی کے درمیان ودیعت فرمایا ان میں سے ہر لطیفے کی ولایت ایک نہ ایک اولوالعزم پیغمبر کے زیر قدم ہے چنانچہ ولایت قلب حضرت آدم علیہ السلام کے زیر قدم ہے ولایت روح حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ السلام کے زیر قدم ہے ولایت سر حضرت موسیٰ علی نبینا و علیہ السلام کے زیر قدم ہے ولایت خفی حضرت عیسیٰ علیہ نبینا و علیہ السلام کے زیر قدم ہے اور ولایت اخفی حضرت خاتم الانبیاء علیہ و علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کے زیر قدم ہے۔

واضح رہے کہ اولیاء اللہ کے قدموں میں تفاوت انہیں لطیفوں کی راہ سے ہے جو حضرت آدم علیہ السلام کے زیر قدم ہیں انکی ولایت ' ولایت قلب ہے اور وہ پانچ درجوں سے ولایت کے ایک درجہ کے صاحب استعداد ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زیر قدم ہے اسکی ولایت ولایت روحی ہے اور اسے درجات خمسہ میں سے دو درجوں کی خصوصی استعداد اور درجہ حاصل ہے اور جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زیر قدم ہے اس کی ولایت ولایت سر ہے وہ پانچ درجوں میں سے ولایت کے تین درجوں کی استعداد رکھتا ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زیر قدم ہے اسکی ولایت ولایت اخفی ہے اور ان سب درجات کی اعلیٰ اعظم اور احسن ولایت ہے اس ولایت کے صاحب کو پانچوں درجات کی ولایت کی قابلیت اور اہلیت حاصل ہے۔

خیال رہے کہ انبیاء علیہم السلام کے قدموں میں جو تفاوت ہے وہ اس راہ سے نہیں بلکہ وہ نبوت کی راہ سے ہے چنانچہ ان میں سے جو اس راستے میں آگے ہوا وہ دوسرے سے افضل ہو گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مقام نبوت میں پیش قدم ہیں اس لیے وہ حضرت عیسیٰ سے افضل ہیں گو مقام ولایت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام پر غالب ہیں جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔

یہ بات بھی سمجھ لینی چاہیے کہ اگر مرشد و مربی صادق المشرب ہے تو ہو سکتا ہے کہ جس راہ سے اس نے خود یہ منازل طے کی ہے اپنے طالب کو بھی اس راہ سے چلا کر ولایت محمدی کے کمالات تک پہنچا دے' چاہے مرید کی استعداد انتہائی کمتر کیوں نہ ہو'

یہ موضوع حد سے زیادہ طویل ہے اسے کسی دوسرے موقع پر چھوڑتے ہوئے معذرت خواہ ہوں۔

آپ نے انوار و لطائف کے رنگ پوچھے تھے خیال رہے کہ ہر شخص نے اپنے اپنے کشف اور نظر کے مطابق کہا اور لکھا ہے۔ پھر اسی پر واقعات کی تعبیر اور معاملات کی تشریح اٹھائی گئی ہے میں نے اپنے حضرت عالی درجات سے جو کچھ سمجھا ہے اسے لکھتا ہوں'

جاننا چاہیے کہ قلب کا نور زرد روح کا نور سرخ سر کا نور سفید خفی کا نور سیاہ' اور اخفی کا نور سبز ہے۔

آپ نے نفس کی حقیقت و ماہیت دریافت کی تھی۔ نفس خبیثہ کا تعلق عالم خلق سے ہے اس کا محل دماغ ہے اور وہ بالذات شرارت و خباثت سے متصف ہے البتہ اس نے اپنے آپ کو لطائف کی طرح لطیفہ نفسیہ بنا کر ظاہر کر رکھا ہے اس نے غلبہ و دانائی کا نعرہ لگا کر تمام اجزاء و لطائف پر غاصبانہ قبضہ کر لیا ہے اور شیطان کے مکرو فریب کے ساتھ مل کر تمام لطائف و اجزاء کو بری عادات و خصائل سے داغدار کر دیا ہے انہیں بارگاہ خداوندی کی طرف توجہ کرنے سے محروم کر کے ہمیشہ کے لیے نقصان میں مبتلا کر دیا ہے۔

البتہ کرم ایزدی اور عنایت ازلی نے جس کی دستگیری کی اس نے بروقت اس کی شرارت و خباثت پر مطلع ہو کر اس کی شرارتوں اور سازشوں سے منہ موڑتے ہوئے بارگاہ قدس کی طرف اپنا رخ پھیرا اور ابدی سعادت سے شاد کام ہوا۔

جب نفس پاک و صاف ہو جاتا ہے اور اپنے اوصاف و رذائل سے باہر

نکل آتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ولایت کے مرتبہ عظیم، قرب، مشاہدہ اور مقام رضا سے مشرف ہوتا ہے اور اسے تمام انسانی لطائف پر فوقیت حاصل ہو جاتی ہے اس وقت اس کی سیر سب سے بلند ہوتی ہے اس حصول کمال کے بعد اسے تخت صدارت پر متمکن کیا جاتا ہے اور اسے تمام لطائف کی حکومت و فرمانروائی عطا کی جاتی ہے۔

یہ عجیب راز ہے کہ جو چیز سب سے زیادہ بری اور خبیث ہے پاک اور منور ہونے کے بعد وہی سب سے بہتر اور برتر ہو جاتی ہے۔

اُولٰئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيَاتِهِمْ حَسَنَاتٌ

آنحضور ﷺ کا ارشاد ہے۔

خیارکم فی الجاہلیۃ خیارکم فی الاسلام جو دور جاہلیت میں اچھے تھے وہ اسلام میں بھی بہتر ہیں۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ

مکتوب دوم شیخ عبدالاحد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

واضح ہو کہ جب سالک اپنی ہستی اور خود پرستی کے حجاب سے نکل آتا ہے اور اس کے باطن کی آنکھ معرفت کے سرمے سے سرگیں ہو جاتی ہے تو لازماً وہ نشانیاں اور کرامات جو چشم بصیرت کی نگاہ میں اس کے نفس میں امانت رکھی گئی ہوتی ہیں جیسا کہ و فی انفسکم افلا تبصرون یعنی تمہارے اندر بڑی بڑی نشانیاں موجود ہیں انہیں کیوں نہیں دیکھتے ہو، میں ارشاد ہے ملاحظہ کرتا اور دیکھتا ہے اس کے بعد من عرف نفسہ فقد عرف ربہ کے مطابق اسے بارگاہ قدس میں بار حاصل ہوتا ہے اس وقت وہ ان حقائق اور نشانیوں کا مشاہدہ کرتا ہے۔ اور گوش ہوش سے ان کی آواز سنتا ہے جو قالب انسانی میں ودیعت کی گئی ہیں۔

واضح رہے کہ انسان جسے عالم صغیر کہا جاتا ہے دس اجزا سے مرکب ہے ان اجزاء کی جڑیں عالم کبیر میں ہیں عالم کبیر سے مراد مجموعہ کائنات ہے یعنی عالم خلق ہو یا عالم امر۔ ان دس اجزاء میں سے پانچ کا تعلق عالم خلق سے ہے ایک نفس اور چار عناصر اربعہ اور پانچ کا تعلق عالم امر سے ہے جس طرح عناصر اربعہ کی جڑیں عالم خلق میں ہیں اسی طرح لطائف خمسہ مذکورہ کی جڑیں بھی عالم امر میں ہیں جو فوق العرش ہے اور لامکان کے نام سے مشہور و معروف ہے عرش مجید کے اوپر اور نیچے ایک جڑ قلب ہے' اسی لیے قلب کو عالم خالق و امر کے درمیان برزخ قرار دیا گیا ہے عالم خلق کی انتہا عرش مجید ہے کیونکہ عرش مجید عالم خلق کا آخری مقام ہے اور اس کا رخ عالم امر کی طرف ہے اسے برزخ بھی کہتے ہیں قلب کی جڑ کا اوپر والا حصہ روح کی جڑ ہے روح کا اوپر والا حصہ سر کی بنیاد سر کا اوپر والا خفی کی جڑ اور خفی کا اوپر والا حصہ اخفی کی بنیاد ہے۔

جس وقت اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ انسان کو اپنی حکمت بالغہ کے مقتضی کے مطابق اس طرح بنائے تو اس نے اسے قالب میں ڈھالنے کے بعد لطائف خمسہ کا محل بنایا لطائف خمسہ کو فوق العرش سے اتار کر ان میں سے ہر ایک کو انسانی جسم کے ساتھ تعلق اور تعشق کے رشتے میں جوڑا اور پھر ان میں سے ہر ایک کو مناسب مقامات پر متمکن کیا۔

لطیفہ قلب کو اس نے اس گوشت کے لوتھڑے میں جگہ دی جو بائیں پستان کے نیچے ہے اور اسے قلب صنوبری کہتے ہیں صنوبری کہنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ صنوبر کے پھل کی مانند ہے جو الٹا ہوا ہو' اس لطیفہ کی اصل بنیاد یہ ہے کہ یہ حق تعالیٰ کی صفت اضافی ہے اور اسے فعل اور تکوین کہا جاتا ہے اس کا کمال یہ ہے کہ یہ حق تعالیٰ کے فعل میں فانی اور نیست ہو جائے اور اسی فعل سے بقا پائے۔ اس وقت سالک اپنے آپ کو مسلوب الفعل پائے گا اور اپنے افعال کی نسبت صحیح طور پر حق تعالیٰ سے کرے گا۔ فنائے قلب اور تجلی فعلی بھی اسی کو کہتے ہیں۔ اس کی نشانی یہ ہے کہ اسے غیر سے کوئی علمی اور حسی تعلق نہ رہے یعنی ماسویٰ کو بالکل فراموش کر دے یہاں تک کہ اگر برسوں تکلف کرے تو بھی ایک لحہ کے لیے ماسویٰ کو یاد نہ کر سکے یہاں اس کا علم ختم ہو جاتا ہے چیزوں

کی محبت رخصت ہو جاتی ہے دنیوی چیزوں سے محبت تو پہلے پہل مٹ جاتی ہے چنانچہ جب سالک فنائے قلب کے اعزاز سے مشرف ہو جاتا ہے تو وہ اولیاء اللہ کی جماعت میں داخل ہو جاتا ہے فنائے قلب کا مقام اس وقت تک حاصل نہیں ہوتا جب تک سالک فرش سے عرش اور عرش سے عالم امر تک کے تمام دائرہ امکان کو طے نہ کرے اور اسی طرح جب تک وہ یہ مراتب عشرہ زہد' صبر' توکل' رضا' تسلیم' قناعت' لوگوں سے ناامیدی (یاس)' فقر' فراغ' اور ریاضت حاصل نہ کرے جیسا کہ مشائخ صوفیاء نے فرمایا ہے۔

قلب کے نور کو زرد کہا گیا ہے اس لطیفہ کی ولایت حضرت آدم علی نبینا و علیہ السلام کے زیر قدم ہے اور جو آدمی المشرب (حضرت آدم کے مشرب پر) ہے' بارگاہ قدس کی طرف اس کا وصول اسی لطیفہ کی راہ سے ہوگا البتہ یہ وصول زبردست اور پیر کامل کی کشش سے ہوگا اس لطیفے کے صاحب کے لیے ایک درجے کے حصول کی استعداد ولایت کے پانچوں درجوں میں سے ہوگی مگر کسی صاحب ہمت کی ہمت سے۔

لطیفہ روح جو قلب سے زیادہ لطیف ہے اسے درحق سے زیادہ مناسبت تھی اس لیے اسے سینے میں دائیں جانب زیر پستان جگہ دی گئی اس لطیفہ کی اصل بنیاد صفات ثبوتیہ حق ہیں یہ فعل کے مقابلے میں حضرت ذات کی طرف ایک قدم نزدیک تر ہے۔ سالک اس لطیفہ فنا کے جو تجلی صفاتی کے ساتھ منسلک ہے کے ذریعے حصول فنا کے بعد اپنی صفات اپنے آپ سے مسلوب پاتا ہے بلکہ اسے حضرت قدس سے منسوب کر دیتا ہے' اس لطیفہ کے نور کو سرخ کہا گیا ہے اس لطیفہ کی ولایت حضرت ابراہیم علی نبینا علیہ السلام کے زیر قدم ہے ابراہیمی المشرب سالک کی بارگاہ قدس کی طرف سیر اسی لطیفے کے ذریعے ہوتی ہے۔

مراتب قلب طے کرنے کے بعد اس مشرب والے سالک کو ولایت کے پنجگانہ درجات میں سے دو درجوں کے حصول کی استعداد نصیب ہوگی یہ اور بات ہے کہ کوئی صاحب عزیمت اسے زبردستی اوپر کھینچ لے۔

چونکہ سر' روح سے بہت زیادہ لطیف ہے اس لیے اسے وسط سینہ میں قلب

کی جانب جگہ دی' اس لطیفہ کی اصل شیونات ذاتیہ ہیں یہ صفات کے مقابلے میں حضرت ذات سے ایک قدم نزدیک تر ہے اس لطیفہ کی فنا کا حصول شیونات کی تجلی سے واسطہ رکھتا ہے اس لطیفہ کی ولایت حضرت موسیٰ علی نبینا و علیہ السلام کے زیر قدم ہے موسوی المشرب کے لیے بارگاہ قدس کا وصول اسی لطیفے کی راہ سے ہوگا مگر پہلے لطیفوں کو طے کرنے کے بعد' اس مرتبے والے کو ولایت کے پنجگانہ مراتب میں سے تین مرتبوں کے حصول کی استعداد عطا ہوتی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ کوئی اوپر مرتبے کا بزرگ زبردستی اوپر کھینچ لے اس لطیفے کے نور کو سفید رنگ عطا کیا گیا ہے۔

لطیفہ خفی کو جو سر سے زیادہ لطیف ہے روح اور وسط کے درمیان جگہ دی گئی ہے اس لطیفہ کی اصل بنیاد تنزیہہ کی صفات سلبیہ ہیں جو شیونات ذاتیہ کے اوپر ہیں اس لطیفے کی فنا کا حصول اسی صفت کا وصول ہے اس لطیفے کے نور کو نور سیاہ قرار دیا گیا ہے۔ اور اس لطیفہ کی ولایت حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ السلام کے زیر قدم ہے جو سالک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زیر قدم ہوگا اسے جناب قدس تک رسائی اس لطیفہ سے ہوگی البتہ یہ سابقہ لطائف طے کرنے کے بعد میسر آسکے گی ہاں یہ الگ بات ہے کوئی صاحب عزیمت اسے یک دم ساری منزلیں طے کرادے۔

اس مشرب کے حامل کو ولایت کے مراتب پنجگانہ سے چار مراتب کے حصول کی استعداد ملتی ہے۔

لطیفہ اخفی عالم امر کے تمام لطائف سے زیادہ لطیف' زیادہ نازک اور زیادہ حسین و جمیل ہے اور حضرت اطلاق کے بہت زیادہ قریب ہے اسے سینہ کے وسط حقیقی میں ودیعت کیا گیا ہے یہ جگہ مرکز ہے اور اسے حضرت اجمال سے بہت زیادہ مناسبت حاصل ہے اس لطیفے کی اصل بنیاد برزخ کی طرح تنزیہہ اور احدیث مجردہ کے درمیان ایک مرتبہ ہے اس لطیفے کی فنا خود اسی مرتبہ مقدسہ کیساتھ وابستہ ہے اس لطیفہ نفیسہ کا نور سبز بیان کیا گیا ہے' اس لطیفہ کی ولایت حضرت رسالت پناہ ﷺ کے زیر قدم ہے اس مرتبے والے کو بالذات ولایت کے تمام مراتب پنجگانہ کے حصول کی استعداد حاصل ہوتی ہے۔

میں نے حضرت قطب الاقطاب سلمہ ربہ کی زبان الہام ترجمان سے سنا ہے کہ ایک دفعہ حضرت مجدد الف ثانی نے گوہر افشانی فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھنے سے فنائے اخفی حاصل ہوتی ہے۔

خیال رہے کہ عالم امر کے لطائف خمسہ کا عروج ولایت کبریٰ کے دائرہ اولیٰ تک ہے جو تین دائروں اور ایک قوس پر مشتمل ہے جب حال اس دائرہ سے ترقی کرے اور دائرہ اصل اور پھر اصل الاصل میں پہنچے تو معاملہ نفس سے پڑے گا اب نفس فنائے اتم کے حصول بقائے اکمل کی یافت کی حقانیت اسلام کی شرح صدر اور حصول طمانیت کے مقامات سے ترقی کرتا ہوا مقام رضا سے مشرف ہوگا' اس کے بعد جب ولایت میں سیر ہوگی تو تین عناصر سے واسطہ پڑے گا یعنی ناری' آبی' اور ہوائی۔ اگر فضل خداوندی ان سے بھی ترقی عطا کر دے تو کمالات' نبوت میں سیر واقع ہوگی اور معاملہ اجزائے ارضی سے پڑے گا اگر یہاں سے بھی ترقی نصیب ہو خواہ وہ کمالات رسالت میں ہو' خواہ حقائق ثلاثہ یعنی حقیقت کعبہ' حقیقت قرآن اور حقیقت صلوٰۃ میں اس وقت معاملہ اس ہیئت وجدانی سے پڑے گا جو عالم امرو خلق کے اجزائے عشرہ پر مشتمل ہے یہ معاملہ ہر ایک جز میں الگ الگ کمالات حاصل ہونے کے بعد پیش آئے گا اس کے بعد جو منزل آئے گی۔ وہ ہماری آپ کی عقل و فہم سے بہت بلند اور برتر ہے۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ محض اپنی عنایت بے نہایت سے پوری طرح ان کمالات سے بہرہ ور فرمائے انہ قریب مجیب اللہ سبحانہ تعالی کا بے حد و حساب شکر اور کرم ہے کہ اس نے عالی مرتبت مشائخ کے طفیل تمام ذکر کردہ مراتب اور کچھ ایسے مقامات جنہیں ان مقامات سے وہی نسبت ہے' جو آسمان کو زمین سے ہے۔ بقدر استعداد بلکہ استعداد سے بھی زیادہ عنایت فرمائے۔

اور اس نے اس ذرہ بے مقدار کو خاک مذلت سے اٹھا کر ہم دوش آفتاب بنا دیا ہے اگر میں اس منزلت کا شکر ہزار سال تک سو ہزار زبان سے ادا کروں تو ہزار میں سے ایک نعمت کا بھی شکر ادا نہ کر سکوں پس حمد اور کرم اللہ تعالیٰ

کا ہے جو اس کی شان کے لائق اور مناسب ہے اور سلام ہوں اس کے رسول اور آپ کی آل و اصحاب پر جو زہد و تقویٰ کے پیکر ہیں ہر چند ایسی بات بظاہر فخر و مباحات کے ذیل میں آتی ہے تاہم یہ اظہار النعمته من الشکر نعمت کا اظہار خود شکر ہے کی صورت ہے خصوصاً ایسے مخلص احباب کے لیے جو ایسے احوال و مقامات کے محرم اور مشتاق ہیں اس کا ذکر کیا گیا ہے۔

ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا بحرمته سیدنا محمد النبی اللامی العربی ﷺ

مکتوب سوم شیخ عبدالاحد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم' الحمد للہ والسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

اخی فی اللہ شیخ محمد کبیر کے خیال میں رہے کہ قرب نوافل سے مراد یہ ہے کہ سالک اپنے آپ کو فاعل اور حق کو اپنے اعضاء سمجھے چنانچہ بی یسمعی و بی یبصر اسی کی طرف اشارہ ہے فرائض یہ ہیں کہ سالک اپنے آپ کو اعضاء اور حق کو فاعل سمجھے جیسے الحق ینطق علی لسان عمر میں اشارہ کیا گیا ہے یہ قرب وجود سالک کو فنا کا فائدہ دیتا ہے بخلاف پہلے قرب کے' دونوں قربوں میں جمع کی صورت یہ ہے کہ سالک اپنے آپ کو درمیان میں کچھ نہ پائے نہ فاعل نہ اعضا کسی اہل دل نے اس مقام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کیا عمدہ بات کہی ہے۔

عشق است درمیانہ بر ما نہد بہانہ

اور آیت کریمہ وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ میں تینوں مقامات کی طرف اجمالی اشارہ ہے مارمیت فرائض ہے اذ رمیت کنایہ ہے قرب نوافل سے اور ولکن اللہ رمی سے جمع بین القربین میں منزل کا بیان مقصود ہے۔

سلام ہو ان پر جو ہدایت کے پیروکار ہیں اور جنہوں نے متابعت مصطفےٰ

صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا مقصد حیات بنالیا ہے۔

شیخ عبدالاحد کے تینوں مکاتیب مکمل ہوئے آخر میں آپ نے اپنے قلم سے یہ فائدہ تحریر فرمایا ہے کہ "مشائخ کرام کا طریقہ یہ ہے کہ وہ ابتدائی سالک کو پہلے ذکر قلبی کی ریاضت کراتے ہیں تاکہ اس میں جوہر اور ملکہ پیدا ہو جائے اس کے بعد ذکر روح اور پھر اسے ذکر اخفی کراتے ہیں اس کے بعد ذکر نفس کی باری آتی ہے۔ اس کی جگہ دماغ ہے اس کے بعد اگر وہ مناسب سمجھیں ذکر سر اور خفی کی منزلیں طے کراتے ہیں۔

اس کے بعد وہ ذکر تمام اعضا میں جاری کرتے ہیں تاکہ ملکہ ہو اور سلطان ذکر یعنی ذکر کا غلبہ ہو جائے عموماً ذکر قلب ذکر روح اور ذکر اخفی کو کافی سمجھتے ہیں مگر شرط یہ ہے کہ ذکر قلب کا جوہر بن جائے اکثر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ صرف ذکر قلب کرنے سے سلطان ذکر حاصل ہو جاتا ہے اور تمام اجزاء و اعضاء میں ذکر سرایت کر جاتا ہے خلاصہ یہ کہ مبتدی سالک کی استعداد کے مطابق اسے ریاضت کرانی چاہیے۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

کاتب الحروف عرض کرتا ہے کہ ملا محمد دلیل نے ذکر کیا ہے کہ خانوادہ احمدیہ کے ایک بزرگ نے امیر موسیٰ بھٹی کوٹی کی کو یہ خط لکھا تھا جسے انہوں نے بہت پسند کیا اور اپنے یاران طریقت کو اس کی نقلیں محفوظ کر لینے کی ہدایات فرمائی وہ خط یہ ہے۔

مکتوب شیخ محمد ہادی

باسمہ سبحانہ نحمدہ و نصلی و نسلم ولایت پناہ ہدایت دستگاہ' سیادت مرتبت نجابت منزلت میر محمد موسیٰ سلمہ ربہ فقیر حقیر محمد ہادی عفی اللہ عنہ کی طرف سے سلام دوستانہ و تحیت مخلصانہ قبول فرمائیں اور اسے سلامتی خاتمہ اور دنیا و آخرت میں عفو عافیت کا دعا طلب سمجھیں' میں بہت زیادہ جسمانی کمزوری کی وجہ سے تعمیل

ارشاد نہ کر سکا اب قدرے افاقہ ہوا ہے تو عرض کرتا ہوں کہ جب طالب صادق شیخ کامل و مکمل کے سامنے پیش ہو تو شیخ پہلے پہل اسے ذکر قلب کا حکم دے قلب کا ٹھکانہ بائیں جانب ہے اس کا ملکہ ہو جائے تو اسے ذکر روح کی رہنمائی کرے جو اس کی دائیں جانب ہے جب اس ذکر کا بھی ملکہ ہو جائے تو سالک کو ذکر سر کی مشق کرائے سر دل سے دائیں طرف متصل ہے اس کا ملکہ ہو جائے تو طالب کو ذکر خفی کی ریاضت کرائے اس کا مقام روح کی بائیں طرف ہے جب اس کا بھی ملکہ ہو جائے تو اسے ذکر اخفی کی تلقین کرے یہ سب کے درمیان وسط سینہ میں ہے جوہر اخفی عالم امر کے تمام جواہر میں سب سے اعلیٰ جوہر ہے اس کی تفصیل آگے آئے گی۔

جب اخفی بھی ذاکر ہو جائے تو سالک کو ذکر نفس کی رہنمائی کرے نفس کا مقام دماغ ہے جس وقت یہ لطائف ستہ ذکر سے آراستہ ہو جائیں تو اب سے طریق معلوم کے مطابق ذکر نفی و اثبات کی تلقین کرے جب اسے (ایک سانس) اکیس تک پہنچالے تو اس کا نصاب مکمل ہو گیا۔

اب اسے فنائے قلب کا درجہ حاصل ہو گیا جو ایوان ولایت کا پہلا قدم ہے فنائے قلب ان افعال کی تجلی کا نتیجہ ہے جو اس کی بنیاد ہیں اس لیے کہ قلب افعال الٰہیؒ ہے اس ولایت کے مربی حضرت آدم علی نبینا و علیہ السلام ہیں اس کے بعد بقاء قلب ہے جو افعال الٰہی کا مختصر ظہور ہے فنا اور بقاء کے سلسلے میں ہر سائے کو اپنے اصل سے واسطہ ہوتا ہے اس کے بعد فنائے روح کی منزل آتی ہے اور بقائے روح کا واسطہ اپنے اصل سے ہوتا ہے اس کی اصل صفات حق ہیں اور ولایت نوحی اور ولایت ابراہیمی کی صفات ہیں۔

یہ دونوں ولایتیں روح اور اس کی اصل یعنی صفات سے متعلق ہیں البتہ ان کی حیثیتیں مختلف ہیں ولایت ابراہیمی تفصیلی ہے جبکہ ولایت نوحی اجمالی۔ اس کے بعد سر کا مسئلہ پیش آتا ہے اس کی اصل فنا و بقا ہے جو ایزدی شیون ہے ہماری اصطلاح میں شیون سے مراد وہ عبارات ہے جو ذات حضرت تعالیٰ میں اس طرح

شامل ہیں کہ ذات پر کوئی معنی زائد نہ ہوں اور صفات یہ ہیں کہ ذات سبحانہ و تعالٰی پر یہ معنی زائد اور خارج میں موجود ہوں ولایت سر ولایت موسوی علی نبینا و علیہ السلام ہے اس کے بعد خفی کی منزل آتی ہے اس کی اصل فنا ہے یہ تقدیس و تنزیہہ سبحانیہ کا مقام ہے یہ ولایت ولایت عیسوی علی نبینا و علیہ السلام ہے اس کے بعد اخفی ہے اس کی فنا و بقاء' اس کی اصل ہے اور یہ شان اسماء و صفات' شیون و اشارات اور تنزیہات وتقدیسات کی جامع ہے یہ ولایت ولایت محمدی علی صاحبہا الف الف صلوات والسلام اس ولایت کا مربی حقیقت الحقائق' اقرب الولایات ان کا جامع ان کا اعلیٰ اور ان کا اشرف و افضل ہے اور یہ ولایت خمسہ کا مستحق ہے۔

اس کے بعد نفس کا معاملہ پیش آتا ہے اس کی فنا اتم اور اس کی بقا کامل ہے اس کے بعد معاملہ ان کی بنیادوں اور پھر ان کی بنیادوں سے پیش آتا ہے یہاں تک کہ سالک ذات باری تعالیٰ تک جا پہنچتا ہے یہاں ترقی فنا سے نہیں بلک ایک اور چیز سے ہوتی ہے یہ اپنی جگہ بیان ہوگی والسلام مع الاکرام۔

سلسلۂ احسنیہ

کاتب الحروف عرض کرتا ہے طریقہ احمدیہ کا سلوک مجموعی طور پر ان مکاتیب میں ظاہر ہوگیا ہے اب قدرے طریقہ احسنیہ کے سلوک کے انداز تربیت کا ذکر کیا جاتا ہے طریقہ احسنیہ شیخ آدم بنوری کی طرف منسوب ہے اس طریقے کی وضاحت شیخ عبدالنبی شام چوراسی والوں کے ایک مکتوب میں وضاحت سے آگئی ہے آپ اپنے دور میں طریقہ احسنیہ کے مقتدا تھے اور اس سلسلے کے تمام لوگوں کو عام ہوں یا خاص آپ کی طرف خصوصی توجہ تھی تمام اہل سلسلۂ اس پر متفق ہیں کہ شیخ عبدالنبی کو اس سلسلے کے ضمن میں سالکوں کی تربیت و تعلیم کا خصوصی ملکہ حاصل تھا۔

ایک بزرگ صالح نے مکہ معظمہ میں بتایا کہ یہ شیخ عبدالنبی کا مکتوب گرامی

ہے اور آپ کی تعلیم و تربیت اور سلوک کے سارے کام کی بنیاد اسی پر تھی چنانچہ میں نے ان سے نقل کرلیا مکتوب گرامی یہ ہے۔

مکتوب شیخ عبدالنبی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وسلام علی عبادہ الذین اصطفی خصوصا علی نبیہ محمد وآلہ و اصحابہ اجمعین

اللہ تمہیں رشد و ہدایت کی روشنی عطا کرے اچھی طرح جان لو کہ ہر گاہ کہ سلسلۂ نقشبندیہ میں طریقہ احسنیہ وصول الی اللہ کا قریب ترین راستہ ہے۔ اور سالکوں کو اس کی تفصیل و تشریح کی ضرورت رہتی ہے اجمالی طور پر ان سطور میں اس طریقے کی وضاحت کرتا ہوں۔

جس وقت کوئی طالب توفیق الٰہی سے اس سلسلے کے کسی بزرگ سے متوسل ہوتا ہے تو وہ پہلے پہل اس سے استخارہ کراتے ہیں استخارہ کا طریقہ یہ ہے کہ عشاء کی نماز کے بعد سونے کا وقت یعنی دنیا کا ذکر ختم ہوجائے اس وقت سالک تازہ وضو کرے اور انتہائی صدق دل کے ساتھ ایک سو ایک دفعہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّی مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ پڑھے نیت یہ رکھے کہ مجھ سے جس قدر بدنی اور روحی غلطیاں اور لغزشیں ہوئی ہیں میں سب سے توبہ کرکے نئے سرے سے مسلمان ہوتا ہوں پھر اٹھ کر دو رکعت نماز استخارہ پڑھے اور نیت یہ رکھے کہ حق تعالیٰ مجھے اپنے پیر کی رضامندی کے واسطے سے اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی تابعداری پر قائم و دائم رکھے پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی ایک بار اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد قل یا ایھا الکافرون ایک بار پڑھے اور انتہائی خشوع کے ساتھ اپنے آپ کو حاضر کرکے گریہ و زاری کرے نماز کے بعد ایک سو دفعہ درود

شریف اور ایک سو دفعہ کلمہ تمجید پڑھے اور پھر ہاتھ اٹھا کر انتہائی عاجزی و زاری کے ساتھ دعا مانگے نیند غلبہ کرے تو وہیں زمین پر سو رہے البتہ اگر زمین پر سونے سے کوئی معذوری ہے تو اسے اختیار ہے خواب میں جو بشارت ہو وہ اپنے پیر سے بیان کرے اگر پہلے روز کوئی بشارت نہ ہو تو تین دن برابر استخارہ کرتا رہے یا یہ کہ استخارہ کے بعد اپنے قلب پر نظر کرے اگر استخارہ کے بعد بھی اپنے قلب کو اسی طرح مضبوط پائے جیسے استخارہ سے پہلے تھا تو یہی بشارت ہے۔

مرشد کو چاہیے کہ وہ سالک کو خلوت میں اسم اللہ کے ذکر کی تعلیم دے جو اسم ذاتی ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ زبان کو تالو سے لگائے نظر خیالی قلب صنوبری پر ڈالے اور نظر ظاہری بند کرے۔ قلب صنوبری کا مقام بائیں پستان کے دو انگشت نیچے ہے اور یقین کرے کہ اس کا لطیف نورانی لوتھڑا جسے قلب کہا جاتا ہے یہاں امانت رکھا گیا ہے اپنی توجہ اس مضغہ کی طرف کرے اور اسم اللہ اس لوتھڑے کے باطن سے اس طرح کہلوائے کہ اس اسم کو غیر ذات نہ جانے اور حتی المقدور اٹھتے بیٹھتے یہ صورت اور طریقہ نہ چھوڑے۔

اس کے بعد مرشد کو چاہیے کہ وہ خود مرید کے قلب کی طرف متوجہ ہو توجہ کے معنی یہ ہیں کہ اپنی ہمت (روحانی توجہ) مرید کے قلب کی طرف لگائے اور اپنے قلب کا منہ مرید کے قلب کے منہ پر فرض کرے اور اپنے دل میں کوئی اور خطرہ نہ آنے دے اس کے بعد انتہائی خشوع سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے التجا کرے کہ ذکر کا نور سالک کے دل میں قوت پیدا کرے اور جذبہ قلبی اور ہمت باطنی سے مرید کے قلب کو اپنی طرف کھینچے کم و بیش ایک خاص وقت تک اسی طرح مرید کے حال پر متوجہ رہے اور اپنے مشائخ سلسلہ کی رواح کو اپنے شامل حال سمجھے اور اس وقت اور آئندہ بھی اس تصرف کو انہیں کی امداد جانے۔

اب مرید سے پوچھے اگر وہ اچھی طرح سمجھ گیا ہے اور اسے سکون آگیا ہے۔ تو فاتحہ پڑھے اور اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر اسے بیعت کرے اور خدا

کے حوالے کر دے البتہ اسے بتا دے کہ یہ سلسلۂ نقشبندیہ میں طریقہ احسنیہ ہے اور اس کی نسبت حضرت خلیفہ زماں حضرت سیدی شیخ آدم بنوری قدس اللہ سرہ العزیز کی طرف ہے۔

جس وقت مرید اسم ذات کے ذکر میں لذت حاصل کر لے تو اسے مشہور طریقے کے مطابق نفی و اثبات کی تعلیم دے اور اسے اکیس تک پہنچائے جس وقت وہ اپنے دل میں اس کا اثر پائے تو شکر حق ادا کرے اور لطیفہ روحی کے ذکر کی تعلیم کی طرف توجہ کرے اس کی جگہ دائیں پستان کے نیچے ہے لطیفہ روحی کے نور کو سفید یعنی ایک سفید گھر کی طرح تصور کرے اور ذکر اسم ذات جیسا کہ لطیفہ قلبی میں لکھا گیا ہے انتہائی خشوع کے ساتھ کرتا رہے اور یہ سبق ہر وقت دہراتا رہے یہاں تک کہ یہاں بھی ذکر قلبی والی جمعیت ولذت حاصل کرے۔

بعض دفعہ سالک کو ان دو لطائف میں تجلیات ظاہر ہوتی ہیں مگر سالک کو چاہیے کہ وہ امکانی حد تک ان تجلیات سے مغلوب نہ ہو بلکہ نظر قلبی سے حق تعالیٰ کی تنزیہہ کا یقین کرے۔

اس کے بعد لطیفہ سر کی تعلیم حاصل کرے اس لطیفہ کی اصلی جگہ دونوں پستانوں کے درمیان وسط سینہ ہے سالک کو حکم دے کہ وہ اسم ذات کا اسی طرح ذکر کرتا رہے جیسے اوپر بیان ہو چکا ہے بلکہ ہر وقت اپنے آپ کو ذکر کے لیے وقف کر دے یہاں تک کہ اسے ذکر میں خوب لذت اور جمعیت پیدا ہو جائے اس کے بعد اسی طور لطیفہ خفی کی تعلیم حاصل کرے اس لطیفہ کا خاص مقام پیشانی ہے چنانچہ اس مقام سے مذکورہ طریقے کے مطابق اسم ذات کہلوائے۔

اس لطیفہ میں جمعیت حاصل کرنے کے بعد لطیفہ اخفی کی تعلیم حاصل کرے اس لطیفہ کا مقام سر کے اوپر تالو میں ہے ذکر کردہ طریقے کے مطابق اسم ذات کی اس قدر مشق کرے کہ اس میں لذت محسوس کرے اس حدیث قدسی میں اسی کا بیان ہے۔ ارشاد ہوا:

اِنَّ فِیْ جَسَدِ بَنِیْ آدَمَ لَمُضْغَۃٌ وَ فِی الْمُضْغَۃِ قَلْبٌ وَ فِی الْقَلْبِ فُوَادٌ وَ
فِی الْفُوَادُ سِرٌّ وَ فِیْ سِرٌّ خَفِیٌّ وَ فِیْ حَفَیِ اَخْفِیْ وَفِیْ اَخْفٰی اَنَا

بلاشبہ انسان کے جسم میں ایک لوتھڑا ہے لوتھڑے میں قلب ہے قلب میں دل ہے دل میں سر ہے سر میں خفی ہے خفی میں اخفی ہے اور اخفی میں میں ہوں۔

میرے عزیز! اصطلاح صوفیا میں اس سیر کو سیر لطائف کہتے ہیں جب مسلسل ذکر سے یہ سیر مکمل ہو جائے اور سالک کو اپنی استعداد کے مطابق اس سیر کی اجمال یا تفصیل حاصل ہو جائے تو اب اسے لطیفہ قلبی پر لانا چاہیے اور اسم کی یاداشت کی تعلیم دینا چاہیے اس لیے کہ اس سے پہلے اسمی تکرار نہ تھی۔ اسمی یاداشت کا طریقہ یہ ہے کہ اسم اللہ کو اندرون قلب جو خالص نور ہے سے کہے تکرار کا ارادہ نہ کرے بلکہ اسم اللہ پر تانبے کے برتن کی مانند آواز سے مد دراز کھینچے اور اسی ایک آواز کو محفوظ کرے اسے قطع نہ ہونے دے اگر اس میں خلل واقع ہو تو نئے سرے سے شروع کرے۔

یاد داشت اسمی کی تقویت کے لیے دراز مد کے ساتھ نفی و اثبات بھی کرتے ہیں وہ حبس دم کے ساتھ ہو یا بغیر حبس دم کے۔

جس وقت یہ نسبت ایسی تقویت حاصل کرلے کہ اپنے قلب یا تمام لطائف بلکہ تمام بدن میں کمال نورانیت کے ساتھ یہ آواز یکساں پائے تو ذکر لطائف جو جسم کے واسطے سے تھا مکمل ہوگیا۔

اب ذکر لطائف کے سلسلے میں بغیر الفاظ کو لائے کوشش کرنی چاہیے۔ اور یاداشت اسمی کے بعد یاداشت مسمی کی تعلیم دینی چاہیے قلب کی جائے مخصوص کو نظر میں رکھتے ہوئے لطیفہ کے اندر جو ایک اندرونی امر ہے ایمان خالص کی نگاہ ڈالتے ہوئے حق سبحانہ و تعالیٰ کو حاضر اور بے پردہ یقین کرے مگر یہ کسی کیفیت اور جہت کو ذہن میں لائے بغیر ہو اس وقت سالک جہات ستہ کو بھی نظر سے گرا دے اور جانے کہ حق تعالیٰ بے کیف و بے جہت حاضر ہے اور موجود ہے اس جاننے کو کسی

وقت بھی اپنی دید و دانش سے نہ چھوڑے اگر اس میں غفلت واقع ہو جائے تو یہ کیفیت دوبارہ پیدا کرے یہاں تک کہ اسے سر سے پاؤں تک نور مشاہدہ گھیر لے اور ایسا استغراق کامل حاصل ہو جائے کہ اسے سوائے نور حق کے کسی چیز کی خبر نہ ہو نہ اپنی اور نہ اپنے علاوہ کسی دوسرے کی اس نسبت میں اگر حق تعالٰی کے احاطہ اور بیعت کے شہود کے غلبہ کے سبب اشیاء کو عین حق پائے تو اسے اصطلاح صوفیاء میں توحید وجودی کہتے ہیں اور اگر اشیاء گم ہو گئیں اور اجمال ذوالجلال کا مشاہدہ اشیا کے بغیر حاصل ہوگیا تو اسے توحید شہودی کہتے ہیں۔

واضح رہے کہ یہ دونوں مرتبے اولیائے امت کی ولایت خاصہ میں ظاہر ہوتے ہیں اس سے پہلے سیر لطائف یاد داشت اسی تک جو تجلیات وغیرہ پیش آتی ہیں وہ اولیاء کی ظل ولایت ہیں اگرچہ اہل ولایت اولیاء بہ مقابلہ اہل ظل اس ولایت کے بے انتہا زیادہ کمال رکھتے ہیں لیکن ابھی مطلوب حقیقی کا وصال اشیاء کے سہارے سے بہت بلند ہے۔

سالک کو چاہیے کہ ان تجلیات و مشاہدات سے لذت اندوز ہو کر بے پرواہ نہ ہو جائے بلکہ ترقی کا طلب گار رہے اگر پیر کامل ہو گا تو وہ اپنی توجہ سے مرید کو ان تجلیات کے بھنور سے نکال دے گا اور اس کے ذہن کو ان تجلیات' مشاہدات اور توجیہات سے خالی کر دے گا اور اسے نہ پانے کی تعلیم جو ذہن میں حق اور غیر حق کے بارے میں قرار پکڑتی ہے اور تصور میں آتی ہے اگرچہ لطیف و کتنی باریک کیوں نہ ہو اسے دفع کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اپنے اندرونی آئینے کو ان خیالات کی تاریکی سے صاف کرتا ہے اور مکمل طور پر ہر وقت سَب کی توجہ سے خالی کر دیتا ہے یہاں تک کہ اس کے باطن میں توجہ الی المطلوب کے سوا کسی غیر مطلوب کی توجہ باقی نہیں رہتی وہ کامل توجہ سے صرف مطلوب حقیقی کی طرف توجہ مرکوز کرتا ہے یہاں تک کہ سوائے نور یقین کے کچھ معلوم نہیں رہتا۔

اس معاملے میں سالک جب تک توجہات کے دفع کرنے میں لگا ہوا ہے وہ

ولایت اخص کے مرتبے کا سالک ہے اور جب نفی کی حاجت نہیں رہی اور آئینہ دل توجہات و تصورات کی آمد و رفت سے پاک و صاف ہو گیا تو بے تکلفی اور بے توجہی حاصل ہو گئی اور سالک ولایت خاص الخاص کے کمالات کو پہنچ گیا مگر ابھی تک واصل کی توجہ و تصور کے متعلق معلوم نہیں ہوا اصل یہ ہے جیسا کہ پہلے مکتوب میں بیان کیا گیا ہے کہ ولایت بالا صالت خاصہ چار ملائکہ مقربین کی ہے اور اولیائے امت کو تبعا نصیب ہے وہ بھی اگر مناسب استعداد پیدا ہو جائے۔

واضح رہے کہ ولایت خاصہ کے مرتبہ میں توحید وجودی اور توحید شہودی ہے جو ہم بیان کر آئے ہیں توحید وجودی لطیفہ قلبی کے نفس سے پیدا ہوتی ہے۔ جبکہ توحید شہودی لطیفہ روحی کے نفس سے پیدا ہوتی ہے اور نسبت نایافت لطیفہ سری کا خاصہ ہے اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے کہ ہزاروں میں سے وہ کس کو عنایت ہوتا ہے۔ یہ اللہ کا فضل خاص ہے وہ جسے چاہتا ہے نوازتا ہے بلاشبہ وہ صاحب فضل عظیم ہے۔

خیال رہے کہ مرتبہ نایافت کے حصول کے بعد نایافت کی حقیقت سامنے آتی ہے اور وہ یہ ہے کہ جب سالک لطیفہ سری کو خیالات سے خالی کر لیتا ہے وہ مشاہدے کا تخیل ہی کیوں نہ ہو تو وہ دائرہ حقیقی میں داخل ہو جاتا ہے لیکن ابھی وہ اس نسبت کی حقیقت سے مطلع نہیں ہوتا اس لیے کہ وہ تاحال بے خبروں میں سے ہے البتہ اگر فضل خداوندی اس کی دستگیری کرے تو ایک ہی جست میں وہ اپنے آپ کو تمام مراتب عنصری اور مراتب نوری سے بلند پاتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اس نسبت حقیقت کا واصل ہو جائے۔ یہ نور اول کی قابلیات میں سے ایک قابلیت ہے اور نور اول نور محمدیؐ ہے۔ اسے شہود اول بھی کہا جاتا ہے یہ مقام مرشد کی تعلیم سے بھی حاصل ہوتا ہے اور بعض اوقات تعلیم غیبی سے بھی۔ ولایت خاصہ میں مطلوب تک میری رسائی اپنے علم اور اس کی خصوصیات سے ہوئی اس دوران جو مجھے اس علم سے نوازا گیا ہے اس نعمت کا حصول علم الٰہی اور اس کی خصوصیات سے ہے اب میرے علم کو اپنی خصوصیات سے توقف اور تعطل ہے مرا علم جو کچھ جانتا ہے وہ اس

خصوصیت کا نتیجہ ہے جو اسے علم الٰہی کی خصوصیات سے عطا ہوئی ہے جب یہ بات سمجھ لیتا ہے تو ہر وقت اپنے تمام مراتب ذاتیہ و صفاتیہ اور کمالاتیہ کو حق تعالیٰ کی ذات و صفات اور کمالات کا مظہر دیکھتا ہے اور سوائے مظہریت محض کے کچھ نہیں پاتا مشہور ہے من لم یذق لم یدر جس نے چکھا نہیں وہ نہیں جانتا۔ آخیر جب ہر مرتبہ ولایت کی ایک ابتداء' درمیان اور انتہا ہے تو مرتبہ عالیہ آخرہ کی ابتداء جسے ولایت انبیاء علی نبینا و علیہم السلام کا نام دیا گیا ہے صرف باطن کو حقیقت کے اعتبار سے وسط کے خلو سیر ہے اور یہ حقیقت خلو اور حقیقت اطلاع پر مطلع ہونا ہے اور اس مرتبے میں صفات حق تعالیٰ کی معرفت کے لیے اپنی صفات کی مظہریت پر اطلاع پانا ہے اگرچہ وہ اس مرتبہ میں جانتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے علم سے عالم ہوں اور اس کی بصر سے بصیر ہوں اور اس کی قدرت سے قادر ہوں علی ہذا القیاس لیکن ابھی تک اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ صفات کی نسبت کی حقیقت کا تفصیلی علم عارف کو حاصل نہیں ہوا جب وہ یہ جان لے گا کہ اللہ کی صفات اس کی ذات پر زائد نہیں کہ اسے عالم بعلم اور بصیر بہ بصر کہا جاسکے بلکہ اس کی ذات بذاتہ علیم ہے اور ذات کی قابلیت ذاتیہ ہے اور اس کی ذات بذاتہ بصیر ہے یعنی بصر ذات کی قابلیت ذاتیہ ہے اسی طرح تمام صفات میں بغیر عینیت اور غیریت کے اطلاق محض عقیدہ رکھے' پس عالم حق ہے اور سبحانہ تعالیٰ خود بخود باصر حق ہے عارف کو سوائے مظہر ذاتیہ و صفاتیہ اور کمالاتیہ کے اور کوئی امر نہیں ہے وہ یقین محض کی بنا پر اس مرتبہ کے کمال سے مشرف ہوگا مگر اجمالی طور پر' رہی اسکی تفصیل تو وہ فضل ربانی پر منحصر ہے جسے چاہے نوازے یہ اللہ کا خصوصی فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ بڑے فضل و کرم والا ہے۔

میرے بھائی! خلو کی نسبت جتنی زیادہ ہوگی اسی قدر اس ولایت کے دائرہ میں زیادہ دخل ہوگا۔ انبیاء علیہم السلام کے کمالات کیا بیان کروں کہ ان کے رتبے کی حقیقت تحریر و تقریر سے بہت بلند ہے اگرچہ انبیاء کرام کی ولایت اور ان کی نبوت

دونوں دائرہ اصالت میں ہیں اور دونوں ظلیت سے مبرا ہیں مگر اتنی بات ہے کہ ان کی ولایت کا وصول حقیقت صفات کی راہ سے ہے اور نبوت کا وصول براہ راست حقیقت ذات سے ہے البتہ یہ وصول استعداد کے درجات کے مطابق ہے ارشاد خداوندی ہے : تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ لحمد لله الذى هدانا هذا و ماكنا لنهتدى لولا ان هدانا الله لقد جاءت رسل ربنا بالحق۔



باب ۵

سلسلۂ چشتیہ

سلسلۂ چشتیہ کی کئی شاخیں ہیں ان میں سے تین بہت مشہور ہیں وہ یہ ہیں نصیریہ' سراجیہ' صابریہ۔

اس فقیر کو ان تینوں سے نسبت اور ارتباط حاصل ہے چنانچہ مجھے بیعت تلقین' اجازت' خرقہ اور صحبت کی نسبت حاصل ہے اپنے والد بزرگوار شیخ عبدالرحیم سے انہیں خرقہ و اجازت حاصل ہوئی شیخ عظمت اللہ اکبر آبادی سے انہیں اپنے والد سے انہیں اپنے والد سے اور انہیں شیخ عبدالعزیز سے۔

اسی طرح میرے والد گرامی کو وصیت اور اجازت اشغال حاصل تھی اپنے نانا شیخ رفیع الدین محمد سے انہیں اپنے والد شیخ قطب العالم سے انہیں شیخ عبدالعزیز سے انہیں شیخ نجم الحق سینوی سے انہیں شیخ عبدالعزیز سے پھر شیخ عبدالعزیز کو یہ اجازت دو طرف سے عطا ہوئی ایک شیخ یوسف قاضی خان سے انہیں شیخ حسن بن طاہر سے انہیں سید راجی حامد شاہ سے انہیں شیخ حسام الدین ما نکپوری سے انہیں شیخ نور قطب العالم سے انہیں اپنے والد شیخ علاء الحق سے انہیں شیخ سراج الدین عثمان اودھی سے انہیں شیخ نظام الدین اولیاء سے۔

شیخ عبدالعزیز کو دوسری طرف اجازت حاصل ہوئی سید عبدالوہاب بخاری

سے انہیں اپنے والد سید محمود سے انہیں اپنے والد راجو قتال سے انہیں اپنے بھائی سے انہیں سید صدر الدین سے انہیں سید جلال الدین مخدوم جہانیاں سے انہیں سید نصیرالدین چراغ دہلی سے اور انہیں شیخ نظام الدین اولیاء سے اجازت حاصل ہوئی۔

اس کے علاوہ والد گرامی کی خرقہ اور اجازت و صحبت کی نسبت سید عبداللہ تک متصل ہے سید عبداللہ کو اجازت حاصل تھی شیخ آدم بنوری سے انہیں شیخ احمد سرہندی سے انہیں اپنے والد شیخ عبدالاحد سے انہیں شیخ رکن الدین سے انہیں اپنے والد شیخ عبدالقدوس سے انہیں شیخ محمد بن عارف سے انہیں اپنے والد شیخ عارف سے انہیں اپنے والد شیخ احمد عبدالحی سے انہیں شیخ جلال الدین پانی پتی سے انہیں شیخ شمس الدین ترک سے انہیں مخدوم علی علاؤ الدین صابر سے انہیں اپنے شیخ اور ماموں شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر سے اجازت و خلافت حاصل تھی۔

اس فقیر کو ایک اور ارتباط اور نسبت بھی حاصل ہے اور وہ یہ کہ مجھے خرقہ پہنایا اور فاتحہ پڑھی میرے گرامی قدر ماموں نے انہیں یہ نعمت عطا ہوئی اپنے والد سے انہیں اپنے والد سے انہوں نے شیخ نظام الدین نارنولی سے انہیں خواجہ خانو گوالیاری سے انہیں خواجہ اسماعیل بن حسین سے انہیں اپنے والد خواجہ حسن سرمست سے انہیں اپنے والد خواجہ سالار فاروقی سے انہیں اپنے شیخ خواجہ اختیار الدین عمر سے انہیں خواجہ محمد رساوی سے اور انہیں خواجہ نصیرالدین سے اور کتاب اخبار الاخیار میں ہے کہ خواجہ خانو نے طریقہ حاصل کیا خواجہ شہاب الدین ناگوری سے یہ بھی کہا گیا ہے کہ خواجہ شہاب الدین ان کے شیخ صحبت اور خواجہ اسماعیل ان کے شیخ بیعت ہیں اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے۔

پھر شیخ نظام الدین نے سلسلۂ طریقت حاصل کیا شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر سے انہوں نے حاصل کیا خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی سے انہوں نے خواجہ معین الدین حسن سجزی سے انہوں نے خواجہ عثمان ہارونی سے انہوں نے حاجی شریف زندنی سے انہوں نے خواجہ قطب الدین مودود چشتی سے انہوں نے اپنے

والد خواجہ ابو احمد چشتی سے انہوں نے ابو اسحاق شامی سے انہں نے شیخ علو الدینوری سے انہوں نے خواجہ ھبیرۃ البصری سے انہوں نے خواجہ حذیفتہ المرعشی سے انہوں نے سلطان ابراہیم بن ادہم بلخی سے انہوں نے شیخ فضیل بن عیاض سے انہوں نے شیخ عبدالواحد بن زید سے انہوں نے حسن بصری سے اور انہوں نے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے سلسلۂ طریقت حاصل کیا۔

سیہنہ بکسر سین وسکون تحتیہ و فتح ھا آخر آں نون دارالحکومت دہلی کے مضافات میں ایک شہر ہے راجا ہندی زبان میں بادشاہ کو کہتے ہیں سید حامد شاہ کو راجا یا راجی بطور تعظیم کہتے تھے اس حوالے سے کہ ان کے آباؤ اجداد مانک پور میں ریاست کے مالک رہے تھے مانک پور پورب کا ایک شہر ہے پورب میں اسے کٹرہ مانک پور بھی کہتے ہیں اودھ بفتح الف و بفتح واؤ سکون دال ہندی ہا سے ملی ہوئی پورب میں ایک بڑا شہر ہے۔ سادات بخاریہ یہ حضرت جعفربن علی بن الرضا رضوان اللہ عنہم کی اولاد میں سے ایک بڑا قبیلہ ہے چونکہ ان کے جد امجد سید جلال الدین کچھ عرصہ بخارا میں قیام پذیر رہے تھے انہیں جلال الدین بخاری کہا جاتا ہے اور سادات بخاریہ نسبت ہے۔

راجو ہندی نام ہے یہ راج سے مشتق ہے جس کے معنی بادشاہی کے ہوتے ہیں قتال کا لقب نفس کو ریاضت و عبادت کی مشقت میں ڈالنے کی وجہ سے انہیں دیا گیا چراغ دہلی شیخ نصیرالدین کا لقب ہے اس لیے کہ آپ دہلی میں رشد و ہدایت کی عظیم مسند پر متمکن تھے۔

پانی پت دہلی سے لاہور کی طرف تین منزل کے فاصلے پر شہر ہے۔ نارنول دہلی کے مضافات میں ایک شہر ہے گوالیار اکبر آباد کے مضافات میں ایک شہر ہے۔ اوش فرغانہ اندجان کے علاقہ میں ایک قصبہ ہے۔

سجزی بکسر سین و سکون جیم و کسر رائے معجمہ سیستان کی طرف نسبت ہے سیستان کو عربی میں بجستان اور سجز کہتے ہیں یہ سیستان کی تعریب ہے اس کی را

سے تبدیلی اسے عربی میں تبدیل کرنے کا نتیجہ ہے۔
میرے نزدیک خواجہ عثمان کے وطن کا نام ہرن نو ہے ہارونی اسی کی طرف نسبت ہے یہ خلاف قیاس ہے۔ چشتی' لوگوں کی زبان پر یہ لفظ جیم فارسی کی کسر کے ساتھ رواں ہے ملا عبدالغفور لاری نے اسے جیم فارسی کی فتح کے ساتھ ضبط کیا ہے۔ ممعان بکسر سین مہملہ و سکون میم و عین مہملہ مشائخ چشتیہ کے شجروں میں شیخ علو ممشاد دینوری لکھتے ہیں اس سے بظاہر یہ لگتا ہے شیخ ممشاد و شیخ علو ایک ہی شخص کا نام ہے بعض مشائخ کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ سلسلۂ میں شیخ علو ہیں جو ممشاد کے علاوہ ہیں علو بکسر عین مہملہ و سکون لام ہبیرہ بضم ہا و فتح موحدہ و سکون تحتیہ و فتح رائے مہملہ۔
موعشی بفتح میم و سکون رائے و فتح عین مہملہ و کسر شین معجمہ یہ مزعش کی طرف نسبت ہے جو شام کے توابع میں سے ایک شہر کا نام ہے۔
اس فقیر نے شیخ عبدالعزیز کی تصنیف کردہ کتاب عزیزیہ اپنے ہاتھ سے نقل کی ہے اس میں صبح و شام کے علاوہ مختلف موسموں کے اوراد و اشغال تعویز اور دعائیں درج ہیں۔
میں نے یہ کتاب ملا محمد شاکر کے ہاتھ سے لکھی ہوئی کتاب سے نقل کی ہے ملا محمد شاکر اپنے دور میں اپنے شہر کے بہت بڑے فضلا میں سے تھے' آپ شیخ عبدالعزیز کے تمام فرزندوں میں سے تدریس کے اعتبار سے بلند مرتبہ اور ممتاز تھے۔ میں نے "عزیزیہ" کا مطالعہ اس نسخہ سے کیا ہے جو شیخ عیسیٰ جنیدی نے اپنے ہاتھ سے شیخ عبدالعزیز کے نسخہ سے نقل کیا ہے اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے۔
حضرت والد گرامی نے مجھے ان سب کی اجازت عطا فرمائی ہے میں نے شیخ حسن طاہر کی کتاب "مفتاح الفیض" اپنے ہاتھ سے نقل کی یہ کتاب علم سلوک میں بہت ہی نفیس ہے میں نے یہ کتاب اس نسخہ سے نقل کی جو شاہ محمد خیالی کی اولاد کے پاس اپنے آباؤ اجداد کے تبرکات میں آیا ہے۔

شیخ عبدالعزیز نے عزیزیہ میں فرمایا ہے جس وقت کوئی بزرگ کسی کو ذکر کی تلقین کرنا چاہے تو اولاً اسے روزہ رکھنے کا حکم دے اگر پنج شنبہ کا دن ہو تو زیادہ بہتر ہے اس کے بعد اس سے دس دفعہ استغفار اور دس دفعہ درود پڑھوائے اور اسے سمجھائے کہ ہر عبادت کے لیے وقت مقرر ہے مگر ذکر کا کوئی وقت نہیں سالک کے لیے رات دن حق تعالیٰ کی یاد فرض عین ہے کیونکہ الغفلة حرام غفلت حرام ہے۔

یک لحظہ ز کوئے یار دوری
در مذہب عاشقاں حرام است

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیَامًا وَ قُعُوْدًا وَ عَلٰی جُنُوْبِهِمْ

جو اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے۔(آل عمران: ۱۹۱)

یعنی اللہ کی یاد کریں کھڑے ہوئے' بیٹھے ہوئے اور لیٹے ہوئے ظاہر ہے انسان ان تین حالتوں سے باہر نہیں ہے۔ زبان سے ہو یا دل سے الغرض یاد حق لازم ہے لہٰذا جب ذکر ایسی عبادت اور کسب ہے جو کسی طرح ساقط نہیں ہوتا تو مرشد کو چاہیے کہ وہ سالک کو سکھلائے اور اسے بتلائے کہ دل سینہ کے بائیں طرف صنوبر کی شکل پر ہے اور اس کے دو دروازے ہیں ایک اوپر کی طرف ایک نیچے کی طرف یہ دونوں دروازے بند ہیں اوپر والا دروازہ کھولنے کے لیے ذکر جہری اور نیچے والا دروازہ کھولنے کے لیے ذکر خفی یا حبس نفس کی ضرورت ہے۔

دل کی مثال اس آئینے کی ہے جس زنگ لگ گیا ہے اب ضرورت ہے کہ اسے ہنرمندی سے صیقل کیا جائے ورنہ آئینہ خراب ہو جائے گا۔

آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔

لِکُلِّ شَیْءٍ مَصْقَلَةٌ وَمَصْقَلَةُ الْقَلْبِ ذِکْرُ اللّٰهِ

ہر چیز کو کوئی نہ کوئی چیز صیقل کرتی ہے اور دل اللہ کے ذکر سے صیقل ہوتے ہیں۔

یا دل کی مثال چقماق (سنگ آہنی) کی ہے جس سے آگ نکالتے ہیں لوہا پتھر پر مار کر آگ نکالنا سیکھے گا، تو آگ نکلے گی، بغیر سیکھے چاہے تو اسے توڑ دے مگر آگ نہیں نکلنے کی۔ خلاصہ یہ کہ بغیر مرشد کے چارہ نہیں چنانچہ حضرت امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت رسالت پناہ ﷺ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ مجھے اللہ کی طرف پہنچنے کا قریب ترین اس کے نزدیک افضل ترین اور اس کے بندوں کے لیے آسان ترین راستہ بتائیے۔ آپ نے ارشاد فرمایا خلوت میں ذکر کو اپنے لیے لازم کرلو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عرض کیا حضور میں ذکر کیسے کروں؟

آپ نے فرمایا اپنی آنکھیں بند کرلو اور تین دفعہ مجھ سے سنو آنحضرت ﷺ نے تین مرتبہ لا الہ الا اللہ فرمایا اور حضرت علی خاموشی سے سنتے رہے اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے تین بار لا الہ الا اللہ کہا اور آنحضور ﷺ سنتے رہے چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کو اسی کی تلقین کی اور یہ تلقین آج تک اسی طرح چلی آ رہی ہے۔

مرید کو چار زانو بیٹھنے کا حکم دے دو انگلیوں سے اور اس کی رگ کیماس میں پکڑ لے یعنی دائیں پاؤں کے انگوٹھے اور اس کے ساتھ والی انگلی سے اس طرح پکڑنے میں دو فائدے ہیں ایک خطرات کی نفی دوسرا دل کی حرارت اور یہ دونوں مطلوب ہیں یا اس طرح بیٹھے جیسے نماز میں بیٹھا جاتا ہے خود کعبہ کی طرف پشت کرے اور مرید کو سامنے بٹھائے اور ناف کے نیچے سے مد دراز کے ساتھ لا الہ الا اللہ نکالے اور ماسوی اللہ کی نفی کرے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود ہے اور نہ مقصود اور نہ ہی اس کے سوا کوئی موجود ہے اس میں اُس بات کالحاظ رکھے کہ مبتدی کو وہی معنی سمجھائے جو عوام مراد لیتے ہیں یعنی کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے متوسط کو خاص لوگوں کا معنی یعنی کوئی موجود نہیں سوائے اللہ کے سمجھائے اور یہ نفی اس حد تک ہو کہ اپنی ذات کی بھی نفی کردے زیر ناف سے مد دراز کے ساتھ لا الہ الا اللہ نکال کر اسے دائیں سوکندھے تک پہنچائے اور دل میں ارادہ کرے کہ میں نے

دل سے غیر حق کو نکال کر پس پشت پھینک دیا ہے پھر نیا سانس لے کر زور سے دل پر لا الہ الا اللہ کی ضرب مارے جس سے باطن کا بت ٹوٹ جائے۔ اور اثبات یعنی الا اللہ کہتے وقت مطلوب کو اپنے ساتھ سمجھے اور یقین کرے کہ میں نے اسے پالیا ہے بلکہ یقین کرے کہ وہ خود اثبات کر رہا ہے اپنے آپ کو درمیان سے نکال دے۔

یار آمد درمیان ما از میان برخاستیم

اصل مقصود یہ ہے کہ کلمہ کے معنی دل میں ضرور ہونے چاہیں تاکہ اس وعید میں نہ آئے۔ من ذکر بالغفلة ذکرته باللعنة و اذا ذکر عبدی عبثا اهتز عرشی غضباً جو مجھے غفلت سے یاد کرے میں اسے لعنت سے یاد کرتا ہوں اور جس وقت میرا بندہ لہو و لعب کے طور پر مجھے یاد کرتا ہے غضب سے میرا عرش ہل جاتا ہے۔

تصور مرشد : دوسری ضروری بات اور مقصود یہ ہے کہ مرشد کی صورت اپنے سامنے تصور کرے اور پھر ذکر کرے الرفیق ثم الطریق پہلے ساتھی پھر سفر کا راستہ' انہیں لوگوں کے لیے کہا گیا ہے تصور شیخ نفی خطرات کے سلسلے میں بہت زیادہ اثر رکھتا ہے۔ بلکہ حضرت سلطان الموحدین برہان العاشقین حجتہ المتوکلین شیخ جلال الحق والشرع والدین مخدوم مولانا قاضی خاں یوسف ناصحی قدس اللہ سرہ العزیز فرمایا کرتے تھے کہ مرشد کی ظاہری صورت دیکھنا درحقیقت آب و گل کے پردے میں حق تعالیٰ سبحانہ کا مشاہدہ کرنا ہے اور خلوت میں اس کی صورت کا نمودار ہونا آب و گل کے پردے کے بغیر حق تعالیٰ کا مشاہدہ کرنا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَةِ الرَّحْمٰن وَ مَنْ رَانِی فَقَدْ رَایَ الْحَقَّ

اللہ تعالیٰ نے آدم کو صورت رحمان پر پیدا کیا اور جس نے مجھے دیکھا اس نے حق کا مشاہدہ کیا۔ اسی کے حق میں آیا ہے۔

گر تجلی ذات خواہی صورت انسان بہ بیں

ذات حق را آشکارا اندر و خنداں بہ بیں

اگر ذات کی تجلیات چاہتے ہو تو انسانی صورت دیکھ اسی کے اندر ذات حق آشکارا اور جلوہ گر نظر آئے گی۔

حضرت موصوف فرمایا کرتے تھے کہ چار ہزار مشائخ طریقت کا اس پر اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ تک رسائی دو طریقوں سے حاصل ہوتی ہے ایک ذکر دوسرا بھوکا رہنا پھر فرمایا جو شخص ذکر جلی کرتا ہے اسے زیادہ بھوک برداشت کرنے کی ضرورت نہیں وہ چوتھائی پیٹ خالی رکھے اور گھی وغیرہ استعمال کرے تاکہ دماغ میں خشکی کی وجہ سے خلل واقع نہ ہو۔

ذکر جلی سے فارغ ہو یا کوئی رکاوٹ پیش آئے تو ذکر خفی یعنی پاس انفاس میں مشغول ہو مبتدی کو شغل میں ہمیشگی اور دوام کی کیفیت اسی ذکر خفی یعنی پاس انفاس سے حاصل ہوتی ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ سانس باہر نکلے تو لا الہ اور اندر داخل ہو تو الا اللہ کہے سانس کی اس کیفیت کو دل سے ربط ہے اور اس کے سبب دل ذاکر ہو جاتا ہے کل جب روز قیامت پوچھا جائے گا کہ اپنے سانس تم نے کہاں صرف کیے تو وہی سانس کام آئیں گے جو یاد حق میں صرف ہوئے ہوں گے اور انہی کے سبب چھٹکارا حاصل ہو گا۔

ہر یک نفس کہ میرود از عمر گوہری است
کانرا خراج ملک دو عالم بود بہا
مپسند کایں خزانہ دہی رائگاں بباد
انگہ روئے بخاک تہی دست و بے نوا

زندگی کا جو بھی سانس گزرتا ہے وہ ایک قیمتی گوہر ہے اس کی قیمت دونوں جہان سے بھی زیادہ ہے کیا یہ بات مناسب ہے کہ اس قیمتی خزانے کو ہوا میں برباد کر دو اور خود تہ خاک خالی ہاتھ بے کسی کی کیفیت میں رہو۔

ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ذکر ولایت کا منشور ہے جسے ذکر کی توفیق ملی اسے منشور ولایت مل گیا اور وہ ولایت کے اعزاز انتم اولیا حقا سے مشرف ہوا

اور جس سے بھی ذکر کی نعمت سلب ہوئی بلاشبہ اسے ولایت کے منصب سے ہٹا دیا گیا۔ ذکر کے متعلق یہاں تک کہا گیا ہے کہ ذکر الٰہی مریدوں کی تلوار ہے وہ اس سے دشمن کو ہلاک کریں یا مصیبت کو ٹالیں' وہ اس سے دل لگائیں دشمن ہلاک ہو جائے گا اور مصیبت ٹل جائے گی ارشاد خداوندی ہے۔

وَاذْكُرْ رَبَّكَ إِذَا نَسِيْتَ

"یعنی یاد کرو اپنے پروردگار کو جس وقت فراموش کرے تو اپنے نفس کو" نفس کی فراموشی اس کی مخالفت میں ہے سالک کو چاہیے کہ وہ نفس کی مخالفت کرے یہی تمام عبادات کا سرچشمہ ہے اس لیے کہ نفس سے زیادہ مضبوط دشمن اور کوئی نہیں ہے مشائخ کرام رحمتہ اللہ علیہم نے فرمایا ہے۔

مخالفته النفس راس العبادة و موافقة النفس راس الکفر

نفس کی مخالفت عبادت کی بنیاد اور اس سے موافقت کفر کی جڑ ہے۔

گر حیات خوب خواہی نفس راگر دن بزن
زانکہ از نفست قوی تر ہیچ دشمن وار نیست

اگر بہتر زندگی چاہتے ہو تو نفس کی گردن مروڑ دو اس لیے کہ طاقت کے اعتبار سے نفس سے بڑا دشمن اور کوئی نہیں۔

اسی حوالے سے ایک بزرگ نے فرمایا ہے کہ سو ہزار بھوکے بھیڑیوں کا گلہ بکریوں کے ریوڑ کو اتنا نقصان پہنچاتا جتنا نقصان ایک شیطان پہنچاتا ہے۔ اور سو ہزار شیطان مل کر وہ نہیں کرسکتے جو ایک برا ساتھی کرتا ہے اور سو ہزار برے دوست مل کر وہ کچھ نہیں کرسکتے جو ایک اکیلا نفس انسان کے جسم میں کرتا ہے مشائخ نے فرمایا ہے۔ کہ النفس ھی الصنم الاکبر۔ نفس ہی بہت بڑا بت ہے

تا یک نفس از نفس تو پیدا است ہنوز
بر درگہ دل ز دیو غوغا ست ہنوز

جب تک تمہارے اندر نفس کا ایک بھی سانس باقی ہے جان لو کہ ابھی تک دل پر شیطان ناچ رہا ہے۔

ذکر کی خصوصیات میں یہ ہے کہ وہ کسی وقت منع نہیں بلکہ ہر وقت قبول اور باعث اجر ہے' حضرت بندگی شیخ عبداللہ قدس سرہ العزیز سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ پیر دستگیر حضرت شیخ قطب الدین حاجی قدس سرہ العزیز فرمایا کرتے تھے کہ میں نے بارہ سال تک صبح سے شام اور شام سے صبح تک ذکر جہری کیا ہے جو فائدہ میں نے ذکر میں پایا وہ کسی دوسری عبادت میں نہیں پایا میں قرآن مجید پڑھتا تو تین ختم سے کم کبھی نہیں پڑھا نماز پڑھتا تو ہزار رکعت سے کم نہیں پڑھی دعوت اسماء کرتا تو ایک لاکھ سے کم نہ کرتا مگر مجھے جو فائدہ اور ثمرہ ذکر سے ملا وہ اور کسی چیز سے حاصل نہیں ہوا۔

ذاکر کے لیے مناسب ہے کہ وہ گناہوں سے توبہ کرے تاکہ آلودہ زبان اور آلودہ دل سے حق تعالیٰ کا نام نہ لے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی کی گئی کہ اپنی امت کے گنہ گاروں سے کہہ دو کہ وہ مجھے گناہوں سے آلودگی کی حالت میں یاد نہ کریں میں نے اپنی ذات کی قسم کھائی ہے کہ جو مجھے غفلت سے یاد کرے گا تو میں انہیں لعنت سے یاد کروں گا یہ ان گنہ گاروں کے حق میں وعید ہے جو غافل نہیں ہیں اس سے ان لوگوں کا اندازہ کیا جاسکتا ہے جو غافل بھی ہوں اور گنہ گار بھی احیاء العلوم میں بھی اسی طرح بیان ہوا ہے۔

ایک روز حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ نے یاران طریقت سے فرمایا گزشتہ ساری رات صبح تک میں انتہائی کوشش کرتا رہا لا الہ الا اللہ کہوں مگر نہ کہہ سکا۔ یاران طریقت نے پوچھا کیا وجہ؟ فرمایا لڑکپن میں میرے منہ سے ایک جملہ نکل گیا تھا وہ اچانک یاد آگیا مجھ پر ایسی وحشت طاری ہوئی کہ کلمہ لا الہ الا اللہ کہنے پر قادر نہ ہو سکا اس سے تعجب انگیز بات یہ ہے کہ کوئی شخص خدا کو یاد کر رہا ہو اور اس کی کیفیت یہ ہو کہ ابھی تک وہ صفات بشریہ میں سے کسی صفت میں اٹکا ہوا ہو اسی طرح عوارف

المعارف میں ذکر کیا گیا ہے۔

ہزار بار بشستم دہن زمشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

میں نے اپنا منہ ہزار دفعہ مشک و گلاب سے دھویا ہے لیکن پھر بھی اس منہ سے تیرا نام لینا انتہائی بے ادبی ہے۔ اس کے بعد سالک سے مراقبہ کرایا جائے مراقبہ رقیب سے مشتق ہے رقیب کے معنی نگہبان کے ہیں یعنی غیر حق سے دل کی پاسبانی کرے اور اسے اپنے دل میں جانہ دے۔

پاسبان دل شو اندر کل حال
تا نیابد ہیچ دزد آنجا مجال
ہر خیال غیر حق را دزد داں
ایں ریاضت سالکاں را فرض داں

ہر حال میں دل کی نگرانی کرتا کہ اس میں کسی چور کو آنے کی ہمت ہی نہ ہو حق سبحانہ تعالیٰ کے خیال کے سوا ہر خیال کو دل کا چور سمجھ۔ سالک اپنے لیے یہ ریاضت فرض سمجھیں'

مراقبہ میں سالک دل میں خیال کرے اللہ حاضری' اللہ ناظری' اللہ معی' حق تعالیٰ کو ہمیشہ اپنے ساتھ اور اپنے آپ کو حق تعالیٰ کے ساتھ جانے۔ اللہ تعالیٰ سے جدائی اور دوری محال ہے ارشاد خداوندی ہے۔

وفی انفسکم افلا تبصرون

یعنی حق تعالیٰ تمہارے دلوں میں ہے پس تم کیوں نہیں دیکھتے۔

اس لیے کہ حق تعالیٰ لطیف مطلق ہے لطافت جتنی زیادہ اطاعت بھی اتنی زیادہ ارشاد ہوتا ہے۔ انہ بکل شی محیط

بلاشبہ وہ ہر شی کو محیط ہے۔

یعنی آگاہ رہو کہ جس طرح روح پورے جسم کو محیط ہے کہ جسم کا کوئی

عضو بلکہ کوئی جزو ایسا نہیں ہے کہ روح اس کے ساتھ نہ ہو باوجود اس کے وہ نہ جسم سے متصل ہے نہ منفصل نہ اس سے خارج ہے اور نہ اس میں داخل اس طرح حق تعالیٰ جل شانہ پوری کائنات کو محیط ہے۔

چلہ میں بیٹھنے کے آداب: چلہ کے ارادے سے بیٹھنا چاہے تو دایاں پاؤں حجرہ میں رکھتے وقت اعوذ باللہ اور بسم اللہ کہے اور تین دفعہ قل اعوذ برب الناس پڑھے۔

بایاں پاؤں بڑھائے تو کہے اَنْتَ وَلِیِّ فِیْ الدُّنْیَا وَلْاٰخِرَۃِ کُنْ لِیْ کَمَا کُنْتَ لِمُحَمَّدٍ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَارْزُقْنِیْ مُحَبَّتَکَ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ حُبُّکَ فِیْ شَغْفِیْ وَاَجْذِبْنِیْ بِجَلَالِکَ وَ جَمَالِکَ وَ اَجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُخْلِصِیْنَ اَللّٰھُمَّ اُمْحُ نَفْسِیْ بِجَذْبَاتِ ذَالِکَ یَا اَنِیْسُ مَنْ لَا اَنِیْسَ لَہٗ رَبَّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ۔

پھر مصلیٰ پر قبلہ رو ہو کر کھڑا ہو جائے اور اکیس بار پڑھے۔

اِنِّی وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ حَنِیْفًا وَ مَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ

اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی عظمت اور کبریائی کے اظہار کے لیے دو رکعت نماز پڑھے پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی اور دوسری رکعت میں امن الرسول آخر تک پڑھے نماز سے فارغ ہو تو سر سجدہ میں رکھے اور یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ کُنْ لِیْ اَنِسْیًا فِیْ خَلْوَتِیْ وَ مُعِیْنًا فِیْ وَحْدَتِیْ اَللّٰھُمَّ اَجْعَلْ خَلْوَتِیْ ھٰذِہٖ مُوْجِبَۃً لِمُشَاھَدَتِکَ وَوَ فِّقْنِیْ لِمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ سَخَطِکَ وَ اَسْئَلُکَ رَضَاکَ اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنِیِ اَنْ اَعْبُدُ الْھَوٰی اَللّٰھُمَّ اکْشِفِ الْغِطَاءِ عَنْ عَیْنِیْ وَ اَرْفَعُ الْغَیْنِ عَنْ قَلْبِیْ حَتّٰی اُشَاھِدُ جَمَالَ لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ۔

اس کے بعد دو رکعت اپنے والدین کی ارواح کے لیے پڑھے اور اگر وہ

زندہ ہوں تو ان کی سلامتی کے لیے پڑھے اس کے بعد چار رکعت ایک سلام کے ساتھ پڑھے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد پچاس دفعہ سورۃ اخلاص اور پانچ پانچ دفعہ معوذ تین پڑھے تاکہ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں رہے پھر پانچ سو دفعہ یا فتاح پڑھے اس کے بعد خاص الخاص یعنی لا موجود الا اللہ کے تصور سے ذکر نفی و اثبات کرے اور کسی وقت مشاہدہ اور مفہوم مشاہدہ کے ساتھ اسم ذات کا ذکر کرے۔

ذکر نفی و اثبات سے ایک لمحہ کے لیے غفلت نہ کرے یہاں تک کہ وضو اور کھانے کے وقت بھی اسی تصور میں رہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگارہ رب العزت میں فریاد کی کہ مولا! میں تجھے ہر وقت یاد کر سکتا ہوں مگر دو وقت بہت مشکل ہیں ایک بیت الخلا کے وقت اور دوسرے جب غسل کی ضرورت ہو ارشاد ہوا مری یاد کسی حال میں نہ چھوڑو یعنی ان اوقات میں بھی میری یاد کے تصور سے خالی نہ ہو۔

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

کان النبی ﷺ یذکر اللہ علی کل احیان

آنحضور ﷺ ہر گھڑی اللہ کا ذکر فرمایا کرتے تھے۔

ذکر دو قسم پر ہے ایک دل سے دوسرا زبان سے پہلی صورت اعلیٰ اور افضل ہے حدیث شریف سے مراد بھی دلی ذکر ہے۔

ارشاد خداوندی ہے۔ اُذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا

اس سے مراد یہ ہے کہ کسی منزل پر بھی اللہ کو نہ بھولے۔

آنحضور ﷺ کو ذکر کی دونوں صورتوں میں درجہ کمال حاصل تھا البتہ آپؐ جنابت اور بیت الخلا کے وقت ایک قسم کو اختیار فرماتے تھے یعنی وہ صورت جس میں جنابت اور ناپاکی کو سرے سے دخل ہی نہیں اور وہ ذکر قلبی ہے اس لیے جب آپؐ بیت الخلا سے باہر تشریف لاتے تو فرماتے غفرانک بیت الخلاء کی حالت میں اپنی شکستگی اور حق تعالیٰ کی پاکی اور تصور خود عین ذکر ہے۔

کشف قبور کشف قبور کا طریقہ ہے کہ جونہی قبر پر آئے پہلے ایک دوگانہ اس بزرگ کی روح کے لیے ادا کرے اگر سورۂ فتح یاد ہو تو پہلی رکعت میں پڑھے اور دوسری رکعت میں قل ھو اللہ پڑھے اگر سورہ فتح یاد نہ ہو تو دونوں رکعتوں میں فاتحہ کے بعد پانچ پانچ دفعہ قل ھو اللہ پڑھے نماز کے بعد قبلہ کی طرف پشت کرکے بیٹھ جائے اور آیتہ الکرسی ایک دفعہ اور کچھ ایسی سورتیں جو زیارت وغیرہ کے موقع پر پڑھی جاتی ہیں جیسے سورہ ملک وغیرہ پڑھے اس کے بعد **قل اعوذ برب الفلق قل اعوذ برب الناس** پڑھے اس کے بعد فاتحہ کے بعد گیارہ دفعہ سورۂ اخلاص پڑھے اور ختم کرے اور تکبیر یعنی **اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر لا اِلٰہ الا اللّٰہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللّٰہ الحمد** پڑھے تکبیر کے بعد سات دفعہ طواف کرے اور اس میں تکبیر پڑھے طواف دائیں طرف سے شروع کرے پاؤں کی طرف اپنا رخسار رکھے اور میت کے منہ کے قریب آجائے۔ اکیس دفعہ یارب کہے اس کے بعد پہلے آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر یا روح کہے اس کے بعد دل میں ضرب کرے یا روح الروح جب تک انشراح حاصل نہ ہو یہ ذکر کرتا رہے انشاء اللہ تعالیٰ کشف قبور اور کشف ارواح دونوں حاصل ہوں گے۔

ختم خواجگان ختم خواجگان چشت قدس اللہ اسرارہم کا جو طریقہ حضرت شیخ نظام الدین نارنولی کے اخلاف کے ذریعے ہم تک پہنچا وہ یہ ہے کہ جب کوئی مشکل آئے وضو کرکے قبلہ رو ہو کر بیٹھ جائے پہلے دس مرتبہ درود پڑھے پھر تین سو ساٹھ دفعہ یہ دعا پڑھے لا ملجاء ولا ینجی من اللہ الا اللّٰہ اس کے بعد تین سو ساٹھ دفعہ سورۂ الم نشرح پڑھے اور پھر تین سو ساٹھ مرتبہ ذکر کردہ دعا پڑھے آخر میں دس مرتبہ درود پڑھے۔ اس کے بعد کچھ مٹھائی پر خواجگان چشت کے لیے فاتحہ پڑھے۔ اب اللہ تعالیٰ سے دوبارہ سوال کرنے کی ضرورت نہیں ہے اسی طرح وہ ہر روز یہ عمل دہراتا رہے چند دنوں میں مشکل حل ہو جائے گی اور مقصود حاصل ہو گا۔



باب ٦

سلسلہ سہروردیہ

یہ سلسلہ ہندوستان میں حضرت مخدوم بہاؤ الدین زکریا اور خراسان میں شیخ نجیب الدین بزغش کے ذریعے پھیلا۔ اس فقیر کو اس سلسلہ کا ارتباط اور نسبت حاصل ہے اپنے والد شیخ عبدالرحیم قدس سرہ سے انہیں یہ ارتباط حاصل ہوا شیخ عظمت اللہ اکبر آبادی سے انہیں اپنے والد سے انہیں ان کے دادا سے انہیں شیخ عبدالعزیز سے انہیں سید الوہاب سے انہیں سید صدر الدین سے انہیں اپنے والد شیخ بہاؤ الدین سے اور انہیں شیخ یشوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی سے ارتباط اور نسبت حاصل ہوئی۔

اس کے علاوہ اس فقیر نے خرقہ پہنا شیخ ابو طاہر مدنی سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے شیخ احمد قشاشی سے انھوں نے شیخ احمد شناوی سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے اپنے دادا سے انھوں نے شیخ عبدالوہاب الشعراوی سے اور انھوں نے خرقہ پہنا شیخ الاسلام زکریا بن الانصاری کے ہاتھ سے انھوں نے خرقہ پہنا شیخ شہاب احمد سے انھوں نے فقیہ علی بن محمد الدمیاطی المشہور زلیانی سے انھوں نے زین بن ابوبکر بن محمد الخوانی صاحب "الوصایا القدسیہ" سے انھوں نے نور الدین عبدالرحمٰن مصری سے انھوں نے شیخ جمال الدین یوسف الکورانی سے انھوں نے دو شیوخ حسام

الدین الشمشیری اور نجم الدین الاصفہانی سے ان دونوں نے شیخ نور الدین عبدالصمد النطزی سے انھوں نے شیخ نجیب الدین علی بن بزغش سے اور انھوں نے عارف باللہ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی سے خرقہ پہنا۔

اللہ جل شانہ ان کی اور تمام مشائخ کی ارواح مقدسہ کو شاداں و فرحاں رکھے اور ہم پر ان کے طفیل رحم فرمائے۔

سلسلہ عالیہ سہروردیہ سے میری نسبت کا یہ تیسرا سلسلہ تھا'

عارف باللہ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کے حصول نسبت کے دو سلسلے ہیں ایک سلسلے میں انھوں نے خرقہ پہنا اپنے چچا قاضی وجیہہ الدین عمر بن محمد عرف عمویہ سے انھوں نے اپنے والد محمد عمویہ بن عبداللہ سعد اور شیخ اخی فرج زنجانی سے انھوں نے شیخ احمد اسود الدینوری سے انھوں نے ممشاد الدینوری سے انھوں نے ابو العباس النہاوندی سے انھوں نے ابو عبداللہ محمد بن خفیف شیرازی سے انھوں نے ابو محمد رویم بن احمد بغدادی سے ممشاد رویم نے نسبت حاصل کی سید الطائفہ جنید بغدادی سے۔

شیخ شہاب الدین سہروردی نے دوسرے سلسلے میں نسبت حاصل کی اور تلقین پائی اپنے چچا ابو نجیب سہروردی سے انھوں نے شیخ احمد غزالی سے انھوں نے شیخ ابوبکر نساج سے انھوں نے شیخ ابو القاسم گرگانی سے انھوں نے شیخ ابو عثمان مغربی سے انھوں نے ابو علی کاتب سے انھوں نے ابو علی رودباری سے انھوں نے ابو القاسم جنید بغدادی سے نسبت اور تلقین حاصل کی۔

نفحات میں فرغانی سے منقول ہے کہ شیخ شہاب الدین سہروردی کے نزدیک خرقہ کی نسبت ابو القاسم جنید بغدادی تک ہے اس سے آگے نہیں انھوں نے حضرت جنید بغدادی سے آنحضور ﷺ تک صحبت کی نسبت قائم کی ہے نہ کہ خرقہ کی۔ مگر شیخ مجد الدین بغدادی نے اپنی کتاب "تحفۃ البررہ" میں لکھا ہے کہ خرقہ کی نسبت آنحضور ﷺ تک حدیث صحیح، متصل اور مفیض کے ذریعے درست اور

ثابت ہے۔

میں عرض کرتا ہوں صحیح بات وہی ہے جو شیخ سہروردی نے کہی ہے۔

اس فقیر نے عوارف المعارف کے حوالے سے سلسلۂ سہروردیہ کے اوراد وظائف اور اشغال و اعمال اخذ کیے شیخ ابو طاہر سے انھوں نے اپنے والد شیخ ابراہیم کردی سے انھوں نے احمد قشاشی سے انھوں نے احمد شناوی سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے اپنے دادا سے انھوں نے شیخ عبدالوہاب الشعروی سے انھوں نے زین زکریا سے انھوں نے حافظ شہاب الدین احمد بن حجر العسقلانی سے انھوں نے ابو الحسن بن ابو المجد الدمشقی سے انھوں نے تقی سلیمان بن حمزہ مقدسی سے انھوں نے رہنما و پیشوا شیخ شہاب الدین عمر سہروردی سے اوراد و وظائف اور اشغال و اعمال اخذ کیے۔

شیخ زین الخوافی کے رسالہ کے بارے میں بھی میری یہی سند ہے اور اسی طریق سے شیخ زین الدین تک پہنچتی ہے۔

دمیاط بکسر الدال المہملہ اور بعض نے لکھا ہے بکسر الذال المعجمہ وسکون المیم و تخفیف التحیتہ مصر کا مشہور شہر ہے۔

کوران بضم الکاف المعجمہ کردوں کا ایک قبیلہ ہے۔

نطنزی بفتح نون وطائے مہملہ و سکون نون وکسر رائے معجمہ بزغش بضم بائے موحدہ و سکون رائے معجمہ وضم عین معجمہ وشین معجمہ عمویہ بضم عین مہملہ وضم میم مشدہ و سکون واوَ و سکون یائے تحتیہ ملا عبدالغفور نے اسے اسی طرح ضبط کیا ہے لیکن اس میں کچھ تامل ہے ظاہری نظر میں اسے بائے تحتیہ کی تخفیف کے ساتھ ہونا چاہیے جیسے راھویہ اور مددیہ وغیرہ۔ اخی فرج بفتح نا وفتح را مہملہ وجیم۔

زنجانی بفتح زائے معجمہ و سکون نون و فتح جیم والف و نون مکسورہ و یائے نسبت نفحات میں ابو العباس نہاوندی کو جعفر خلدی کا شاگرد لکھا گیا ہے جبکہ جعفر خلدی جنید بغدادی کے شاگرد تھے۔ خلد بضم الخاء بغداد کا ایک محلّہ ہے۔

شیخ زین الخوافی نے اپنی کتاب الوصایا القدسی میں کہا ہے کہ مشائخ صوفیا کے طریقوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اپنے تمام اوقات کو اس طرح تقسیم کرتے ہیں کہ جو وقت جس عمل کے لیے لائق اور مناسب ہے وہ وقت اسی عمل میں صرف ہو۔

صبح صادق طلوع ہو تو وہ سب سے پہلے شہادت کی تجدید کرتے ہیں' اور کہتے ہیں۔

اللهم انی اصبحت اشہواک واشهد حملة عرشک وملائکتک وانبیاءک ورسلک وجمیع خلقک بانک انت لا اِله الا انت وحدک لا شریک لک وان محمداً عبدک ورسولک اللهم انی اصحبت لا استطیع دفع ونعم ما اکره ولا املک نفع ما ارجو واصبح الامر بید غیری و اصبحت مرتها بعملی ولا فقیر افقرمنی لا تشمت بی عدوی ولا تسئولی صدیقی ولا تجعل مصیبتی فی دینی و دینائی ولا تجعل الدینا اکبر همی ولا مبلغ علمی ولا تسلط علیَّ من لا یرحمنی اللهم صل علٰی محمد وعلٰی آل محمدٍ وسلم۔

اے اللہ مجھے صبح نصیب ہوئی میں گواہ کرتا ہوں تجھے تیرے حاملان عرش کو تیرے فرشتوں کو' تیرے انبیاء اور رسولوں کو اور تیری تمام مخلوق کو اس بات کا کہ تو اللہ ہے تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں تو یگانہ ہے تیرا کوئی شریک نہیں اور اس بات پر کہ محمد ﷺ تیرے عبد خاص اور رسول ہیں میں نے صبح کی مجھے قدرت نہیں کہ جس چیز کو برا جانوں اسے اپنے آپ سے دفع کر سکوں اور نہ میں مالک ہوں نفع کا جس کی امید کروں میرا معاملہ میرے ہاتھ میں نہیں ہے میری صبح اس حال میں ہوتی ہے کہ اپنے اعمال میں رہن ہوں کوئی مجھ سے زیادہ محتاج نہیں ہے الٰہی میرے دشمنوں کو مجھ پر خوش نہ کرنا اور میرے دوست کو کبھی مجھ سے رنجیدہ نہ کرنا اور مجھے

دین و دنیا کی کوئی مصیبت نہ دینا اور میرا بڑا مقصد دنیا کو نہ بنانا اور نہ ہی مبلغ علم دنیا کو بنانا اور مجھ پر ایسے شخص کو غلبہ نہ دینا جو مجھ پر رحم نہ کرے ۔ الّٰھم صل علٰی محمدٍ وعَلٰی آل محمدٍ وسلم پھر تین مرتبہ کہے۔

اللھم ما اصبح لی من نعمةٍ اوباحدٍ من خلقک فمنک وحدک لا شریک لک فلک الحمد ولک الشکر۔

"الٰہی مجھے یا کسی اور کو جو بھی نعمت عطا ہوئی ہے وہ تیری دی ہوئی ہے تو یگانہ ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔ اس کے بعد کہے۔"

اللھم لک الحمد حمداً دائمًا مَعَ دوامک ولک الحمد حمداً خالداً مع خلودک ولک الحمد حمداً لا منتھی بعد علمک ولک الحمد حمداً لا منتھی لَہُ دون مشیتک ولک الحمد حمداً لا جزا لقائلہ الا رضاک ولک الحمد طرفتہ عند کل عینٍ وتنفس کل نفسٍ ولک الحمد حمداً یوافی العمل ویکافی مزیدک۔

پھر جس قدر ممکن ہو یہ دعا پڑھے۔

سبحان اللّٰہِ وبحمدہٖ عدد خلقہٖ ورضاء نفسہٖ وزنة عرشہٖ ومدادِ کلماتہٖ۔

پھر پڑھے۔ سبحان اللّٰہ وبحمدہٖ اضعاف ماسبحہ ویسبحہ جمیع خلقہ وکما یحب ربنا ویرضٰی وکما ینبغی لکرم وجہ ربنا وعز جلالہٖ والحمد للّٰہ اضعاف ماحمدہ ویحمدہٗ جمیع خلقہ وکما یحب ربنا ویرضی وکما ینبغی لکرم وجہ ربنا وعز جلالہ ولا اِلٰہ اِلاَّ اللّٰہ اضعاف ما ھلَّلَہ وَیھِلُّہُ جمیع خلقہ وکما یحب ربنا و یرضٰی وکما ینبغی لکرم وجھہ ربنا وعز جلالہ ولا ھول ولا فوق اِلاَّ باللّٰہ العلی العظیم اضعاف ما مجدہٗ ویمجدہ جمیع خلقہٖ وکما یحب ربنا ویرضی وکما ینبغی لکرم وجھہ ربنا وعز جلالہ۔

اس کے بعد صبح کی دو رکعت سنت ادا کرے پہلی رکعت میں الحمد کے بعد **قل یا ایھا الکافرون** اور دوسرے میں **قل ھو اللّٰہ** پڑھے اس کے بعد ایک سو دفعہ یا جتنا پڑھ سکے یہ پڑھے۔ **سبحان اللّٰہ وبحمدہٖ سبحان اللّٰہ العظیم۔ وبحمدہٖ استغفر اللّٰہ۔**

پھر جس قدر ممکن ہو آنحضور ﷺ پر درود پڑھے اس کے بعد سنت اور فرض کے درمیان یہ دعائے ماثورہ پڑھے۔

اللھم اِنّی اسئلک رحمۃ من عندک تھدی بھا قلبی و تجمع بھا امری وتصلح بھا دینی و تحفظ بھا غایتی وترفع بھا شاہدی وتبیض بھاوجھی وتزکی بھا عملی وتلھمنی بھا رشدی وتزودبھا اُلفتی وتعصمنی بھا من کل سوءٍ یہ دعا عوارف میں نقل ہوئی ہے۔

اس کے بعد فرض جماعت کے ساتھ پڑھے فرضوں کے بعد وہ اوراد وظائف پڑھے جو مجموعی طور پر فائدہ مند ہوں مشہور ہوں اور عام طور پر فقرا کو یاد ہوں اگر خود کو یاد نہ ہوں تو ان سے سیکھ لے اس کے بعد شیخ کے عطا کردہ اوراد پڑھے اور پھر ذکر **لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ** میں اسی طریقے کے مطابق مشغول ہو جائے جیسے اسے بتایا گیا ہے، یعنی حروف ذکر کو ان کے مخارج سے نکالے اور پوری ہمت و قوت سے ادا کرے سر کو ناف پر جھکائے اور وہاں سے لا الہ نکالے یہی ظہور نفس کی جگہ ہے۔ لا الہ الا اللہ کو کھینچ کر دائیں مونڈھے تک لائے دل سے اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کا اعتراف کرے۔ سر کو بائیں طرف جھکا کر پوری شدت اور قوت کے ساتھ **اِلاَّ اللّٰہِ** کی ضرب قلب صنوبری پر مارے جو بائیں پستان کے نیچے سینے کے برابر ہے یہ ضرب اس طرح مارے کہ قلب میں اس کا اثر ہو اور آتش ذکر کی حرارت دل کو پہنچے اور دل پر واقع چربی پگھل جائے اس چربی کے جلنے اور پگھلنے کی ایک مخصوص بو ہے اس آگ کے پیچھے ایک نور ہے چنانچہ اس میں نار بھی ہے اور نور بھی اس کی آگ خالی کر دیتی ہے اور اس کا نور آراستہ کر دیتا ہے اس نار اور نور کا دل کے وسط

میں موجود گاڑھے خون میں اثر ہوتا ہے یہی خون حیات حیوانی کا سرچشمہ ہے اور اسی سے تمام اعضا کی طرف خون کی نالیاں جاری ہوتی ہیں یہ آگ اس بخار لطیف میں تصرف کرتی ہے جو سرایت کرنے والے خون کو اعضا میں جاری کرتا ہے۔ یہی لطیف بخار روح حیوانی ہے اور نفس انسانی ہے جو روح انسانی کا مرکب ہے جس وقت ذکر اس بخار میں تصرف کرتا ہے تو گویا اس نے نفس میں تصرف کیا اور نفس سارے بدن میں جاری و ساری ہے چنانچہ ذکر کی تاثیر سے بدن کے اعضا تحلیل ہوتے ہیں اور نفس نار و نور ذکر سے متاثر ہوتا ہے جیساکہ ہم عرض کر چکے ہیں کہ اس کی نار خالی کرتی ہے اور اس کا نور آراستہ کرتا ہے ذکر سے نفس کی تاریکیاں انوار میں بدل جاتی ہے بری عادتیں زائل ہو جاتی ہیں اور نفس اچھے اخلاق و اوصاف سے آراستہ ہو جاتا ہے قلب نفس کے اندھیروں سے نکل آتا ہے اور نور علی نور ہو جاتا ہے اب وہ صفات حق کے انوار کے فیضان کو قبول کرنے کی استعداد سے بہرہ ور ہو جاتا ہے' ذکر کا نتیجہ اس پر عمل کی کیفیت کے مطابق برآمد ہوتا ہے۔

ہم ذکر کے انوار ذکر کی بدولت احوال قلب کی تبدیل اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والے تغیرات آئندہ صفحات میں مکمل بیان کر رہے ہیں۔

ذاکر کو چاہیے کہ نفس یعنی سانس کو قلب پر حاضر کرے اور اِلاَّ اللّٰہ کو قوت کے ساتھ ایک دائرہ بنائے جو قلب کے دائرے کو پورا ہو جائے نفی کے مقابلے میں اثبات کی طرف تصور توجہ زیادہ رکھے۔

معتبدی لَآاِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ سے لا معبود اِلاَّ اللّٰہ کی نیت کرے متوسط لا مطلوب اِلاَّ اللّٰہ یا لا مراد اِلاَّ اللّٰہ لا مقصود اِلاَّ اللّٰہ کی نیت کرے اور اگر دل میں مخلوق کی محبت پائے جو اللہ اور اس کے درمیان میں واسطہ نہ ہو تو نیت کرے لا محبوب اِلاَّ اللّٰہ تاکہ نفی و اثبات کے تینوں معنوں میں سچا ثابت ہو۔

اپنی روحانی قوت سے اپنے نفس کو دنیوی بکھیڑوں اور مشکوک اور مرغوب چیزوں سے نجات دلائے اس لیے کہ یہ اس کے معبودان باطل ہیں اسی طرح کشف و

کرامات کے پیچھے بھی نہ لگے صرف حق تعالیٰ کا طلبگار بنے۔ اس طلب کو نفس کی خواہش سے پاک رکھے کشف و کرامات کی طلب بھی نفس کی خواہش و ہوس ہے۔

جو شخص اس طرف مائل ہو گیا اور ذکر سے اس کا مقصد کشف و کرامات کا حاصل کرنا ہے، تو وہ ممکورین میں شامل ہے، بلکہ اگر اس کی طلب کے بغیر بھی یہ چیز اسے حاصل ہو گئی تو بھی اس پر استدراج کا ڈر ہے۔ بعض اکابرین نے فرمایا ہے کہ اگر سالک باغ میں جائے اور اس باغ کے پرندے اسے السلام علیکم یا ولی اللہ کہہ کر سلام کرنے لگیں تو ازخود اگر وہ اسے دھوکہ و فریب نہیں سمجھتا تو وہ جان لے کہ یہ اس کے ساتھ فریب اور دھوکہ ہے جسے وہ سمجھ نہیں رہا۔

تمام پیران طریقت اپنے مریدوں کو کھلی کرامت کے اظہار سے نفرت دلاتے رہے ہیں ان کا کہنا ہے کہ کرامت مردان طریقت کا حیض ہے جس وقت دل اس انوار وحدانیت سے منور ہو جاتا ہے جو ذکر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کے عمل میں ودیعت کی گئی ہے تو ہر طرف سے انوار صفحۂ کائنات پر منعکس ہو جاتے ہیں اور ذاکر دیکھتا ہے کہ کائنات کے تمام وجودوں کی کوئی حقیقت نہیں ہے یہ سب مجازی، ممکن اور غیر واجب ہیں اور وہ مشاہدہ کرتا ہے واجب الوجود کا جو ازلی وابدی ہے۔ اس وقت لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهَ کا ذکر کرے اور نیت یہ کرے کہ لَا مَوْجُوْدُ اِلَّا اللّٰه یعنی وجود حقیقی اللہ ہی کا ہے۔ یہ ذکر ہمیشہ اسی نسبت اور مفہوم کو سامنے رکھ کر کرے یہاں تک کہ کائنات کی ساری عظمت اس کی ظاہری نگاہ میں بے حیثیت ہو جائے اور نور توحید چمک اٹھے اس مقام پر قدم پھسلنے اور لغزش کھانے کا اندیشہ بھی ہے انشاء اللہ العزیز آگے اسے بیان کیا جائے گا۔

بعض ذاکر مشائخ کے اس قول کہ سانس کو دل پر حاضر کرے تاکہ نفس کی حرارت قلب کو پہنچے، کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ ذاکر سانس نہ لے یعنی سانس کو روکے بعض ذاکر تو باقاعدہ سانس گننا شروع کر دیتے ہیں کہ کتنے سانس رکے۔ یہ ان کا وہم ہے نفس کے حاضر کرنے کا مطلب وہ نہیں ہے جو انھوں نے سمجھا ہے یہ تو ریاضت

کرنے والے ہندو جوگیوں کا طریقہ ہے' اس میں ان کے دینوی مقاصد ہوتے ہیں۔ سالک کو چاہیے کہ اس سے احتراز کرے اور وہی کرے جو ہم کہہ چکے ہیں۔ سانس کر کھلا چھوڑ دے شمار نہ کرے۔

مبتدی سالک کے لئے ممکن نہیں کہ وہ دوران ذکر' ذکر کے مفہوم اور اس کے معنی احسان کو ملحوظ خاطر رکھ سکے وہ ابتداء میں صرف ذکر کا معنی مدنظر رکھے اور اسے بار بار دل میں حاضر کرے جب ذکر کے معنی اس کے دل میں موثر طور پر بیٹھ جائیں تو اب وہ اس کے معنی احسان لا معبود الا اللّٰہ' لا مقصود الا اللّٰہ لاموجود الا اللّٰہ کی مشق کرے گویا وہ ذکر کے دوران حق تعالٰی کو دیکھ رہا ہے پھر جس وقت ابر کرم سے بجلی چمکے اور آفتاب غیب کی شعاعیں منور کرنے لگیں تو اپنے باطن کو اس طرح مشاہدہ میں محو کر دے کہ نظریں خیرہ نہ ہوں اجلال اور تعظیم سے نگاہیں جھکا لے کیا ہی خوب کہا بعض مشاہدہ کرنے والوں نے کہ میں اس کا مشتاق تھا مگر جب وہ ظاہر ہوا تو میں نے اس کی تعظیم اور اجلال کے سامنے اپنا سر جھکا لیا۔ اس وقت اس کا ذکر اس کا مشاہدہ ہے چنانچہ اللہ تعالٰی نے فرمایا۔

کہ جب تو مجھے دیکھے تو میرا ذکر نہ کر اور جب تک نہ دیکھے میرا نام نہ چھوڑ یہ مقام ان باتوں کی تفصیل کا نہ تھا۔ لہٰذا اسے انہیں آئندہ صفحات میں بیان کرنے کے وعدے پر چھوڑتا ہوں یہ بات سے بات نکل آتی ہے۔

سالک جب بہت زیادہ ذکر کر چکے اور سورج نیزہ یا دو نیزہ پر آجائے اور اس پر بوجھ پڑنے لگے تو ذکر ختم کر دے اور مذکور کا مراقبہ کرے اور تصور کرے کہ اللہ تعالٰی کی نظر ہر طرف سے میری ذات کے ذرے ذرے کو گھیرے ہوئے ہے اور میری ذات نگاہ خداوندی کے احاطے میں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ جہت رکھتا ہے اور اللہ تعالٰی جہت سے منزہ ہے لہٰذا یہ ممکن نہیں کہ وہ کسی ایک طرف سے متوجہ ہو جب سالک نظر خداوندی کو اپنے چاروں طرف احاطہ کیے ہوئے دیکھے گا تو اسے اپنا وجود انتہائی معمولی معلوم ہو گا اور جب اسے اپنا وجود معمولی نظر آئے گا تو اس کی

نگاہ پیچھے رہ جائے گی اور وہ اس کے وجود کی طرف بھاگے گا اب اس کی کوئی جائے پناہ نہیں رہے گی۔ وان الی ربک یومئذ مستقر چنانچہ جس وقت جسمانیت کے پردے اٹھ جائیں گے اور اس میں اور جہتیں نیست ہو جائیں گی تو سالک قرب صفات کا مشاہدہ کرے گا اب اسے تکلفات کی ضرورت نہیں رہے گی' عالم ارواح جہات سے پاک ہے اب وہ معنی اور صفت دونوں کے ساتھ حق تعالیٰ کے قرب کا ادراک حاصل کرے گا اور اس سے اوپر ترقی کرے گا۔

اس کے بعد اگر دل کے خطرات و خیالات سر اٹھانے لگیں تو یہ دعا پڑھے۔

واللھم انی اعوذبک من تفرقتہ القلب اللھم اجعلنی فارغ القلب مجموع الھھم بحیث لا خطر فی قلبی سواک۔

اس کے بعد دو رکعت اشراق پڑھے پہلی رکعت میں الحمد کے بعد اللّٰہ نور السمٰوات والارض تا بکل شی علیم اور دوسری میں اذن اللّٰہ ان ترفع تا بغیر حساب۔ پڑھے پھر کچھ دیر ذکر کرے اور دعا مانگے۔

اس کے بعد قرآن مجید کی تلاوت شروع کرے لیکن غور و فکر کے ساتھ قبول نصیحت کی نیت سے ترتیل اور حفاظت و ادب کے ساتھ' یوں سمجھے گویا اللہ تعالیٰ کے سامنے پڑھ رہا ہے یا اللہ اپنا کلام خود بول رہا ہے۔ قرآن مجید کی قرات انتہائی حضورِ قلب' صفائے باطن' ادب و احترام اور خشوع و انکساری کے ساتھ کرے ایک پارہ پڑھے یا دو پارے زیادہ پڑھنے کی خواہش کے مقابلے میں نصیحت و عبرت حاصل کرنے پر زیادہ توجہ دے اس لیے کہ بہت سے قرآن پڑھنے والے ایسے ہیں کہ وہ قرآن پڑھ رہے ہوتے ہیں اور قرآن ان پر لعنت کرتا ہے' اس لیے کہ وہ نہ تو حروف صحیح ادا کرتے ہیں نہ وقفوں کی رعایت کرتے ہیں نہ اس کی نصیحت و موعظت سے کوئی نصیحت حاصل کرتے ہیں نہ ہی اس کی مثالوں اور زبر و توبیخ سے کچھ فکر حاصل کرتے ہیں۔

تلاوت سے فراغت حاصل ہو تو نماز چاشت دو یا چار رکعت پڑھے اس میں

الحمد کے بعد والضحیٰ اور الم نشرح پڑھے اگر چار رکعت پڑھے تو پہلے ان سے پہلی والی دو سورتیں یعنی والشمس اور واللیل پڑھے اسی پر اکتفا کرے۔

اب اگر کچھ لوگ اس سے علم پڑھنا چاہتے ہوں تو نیت خالص کرے نفس کی خواہشات اور آسودگی سے پاک ہو کر اللہ کی رضا کے لیے ان علوم کی تعلیم دے جن کا ہم ذکر کر آئے ہیں اور جو شخص بہت زیادہ عالم و فاضل اور ذہین ہو اور وہ قرآن و حدیث سے اصطلاحات اور نکات نکال سکتا ہو تو وہ ضرورت کے مطابق یہ کام سرانجام دے فضول اور زائد چیزوں میں سر کھپانے کی ضرورت نہیں اسی طرح نہ اس سے اپنے ہمسروں پر فخر اور بڑائی کا اظہار کرے اور نہ اس کے ذریعے بادشاہوں کا قرب ڈھونڈھے۔ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی ذلت اور نقصان سے محفوظ کرے۔

اس کے بعد کھانے کا وقت آجائے گا کھانا اس نیت اور طریقے اور آداب کے ساتھ کھائے جس کا ذکر ہم کر چکے ہیں کھانے کے بعد اس نیت سے دن کو آرام کرے تاکہ رات کو جاگنے میں سہولت ہو سو کر اٹھے تو دو رکعت نماز شکرانہ پڑھے اور ذکر میں مشغول ہو جائے دن ڈھلے تو چار رکعت نفل ایک سلام سے پڑھے حنفی ہو یا شافعی اسی طرح پڑھے کیونکہ آنحضور ﷺ نے اسی طرح پڑھی ہے ان میں فاتحہ کے بعد قرآن مجید کا ایک پارہ یا کم و بیش جس قدر پڑھ سکتا ہو پڑھے اگر قرآن مجید یاد نہ ہو تو ہر رکعت میں تین دفعہ آیتہ الکرسی پڑھے اس کے بعد چار رکعت سنت ظہر ادا کرے اور فرض جماعت کے ساتھ ادا کرے اس کے بعد دو رکعت سنت پڑھے پھر دو رکعت نفل پڑھے اس سے فارغ ہو تو اپنی گزر گزران کا کام کرے، کتابوں کا مطالعہ کرے یا کتابت وغیرہ کرنی ہو تو وہ کرے الغرض عصر تک اپنے کام میں مشغول ہے عصر کی سنتیں پڑھ کر فرض باجماعت ادا کرے اور اپنے مقررہ اوراد وظائف پڑھے ان سے فارغ ہو کر مغرب تک ذکر لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہَ میں مشغول رہے۔

اگر نماز مغرب سے پہلے فارغ ہو جائے تو نماز تک تسبیح و استغفار میں مصروف رہے مغرب کے فرض ادا کرکے دو رکعت سنت پڑھے پھر دو رکعت ایمان

کی سلامتی کے لیے ادا کرے ان میں ہر رکعت کے بعد دس مرتبہ آنحضور ﷺ پر درود پڑھے اور تین دفعہ یہ دعا مانگے۔

اللھم انی استودعک دینی فاحفظہ علیّ فی حیوتی وعند وفاتی وبعد مماتی۔

"اے اللہ میں اپنا دین تیری پناہ میں دیتا ہوں تو میری زندگی وقت موت اور بعد الموت اس کی حفاظ فرما۔"

تاکہ اللہ تعالیٰ اسے ایمان پر ثابت قدم رکھے اور جانکنی کے عذاب اور رسوائی سے بچائے ہمارے مرشد نے یہی طریقہ ہمیں سمجھایا قدس اللہ سرہ۔

اگر طالب علم ہو تو وہ مغرب اور عشاء کے دوران میں مطالعہ اور سبق دہرانے میں اپنا وقت صرف کرے اس دوران گفتگو نہ کرے اس لیے کہ اس وقت گفتگو کرنے سے قلب مکدر ہوتا ہے وقت کی ترو تازگی جاتی رہتی ہے۔ اور دل آخر شب تک نہیں کھلتا' اسی طرح نماز عشاء کے بعد بھی بغیر شرعی مجبوری کے گفتگو نہ کرے شرعی مجبوری نقصان نہیں دیتی یہ گفتگو بھی صرف بقدر ضرورت ہو۔

اگر سالک طالب علم نہیں تو اسے ذکر لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہَ میں مشغول رہنا چاہیے یہ ذکر اسی طرح ہو جیسے اسے سکھلایا گیا ہے اس وقت ذکر قلب کو ان طبعی امور کی کدورت سے پاک کرتا ہے جو دن کے وقت اسے پیش آئے ہیں اس طرح وہ رات کے اعمال کے لیے صاف ہو کر تیار ہو جاتا ہے۔ عشاء کی چار سنتیں پڑھ کر فرض باجماعت پڑھے اس کے بعد چار یا دو رکعت سنت پڑھے قیام گاہ پر واپس آکر ایک سلام سے چار رکعت مزید پڑھے پہلی رکعت میں الحمد کے بعد آیۃ الکرسی اور دوسری میں آمن الرسول آخر تک تیسری رکعت شروع سورہ حدید سے علیم بذات الصدور تک اور چوتھی میں آخر سورہ حشر لو انزالنا سے' پھر ذکر میں مشغول رہے اور اس طریقہ کا خیال کرے جو اسے بتایا گیا ہے۔

یعنی تین دفعہ سورہ فاتحہ پڑھے اور فقرا کے ساتھ ذکر میں مشغول ہو اگر

دوسرے درویش نہ ہوں تو اکیلا ذکر کرے جس وقت دل روحانی کیفیت میں ڈوب جائے اور نفس شکستہ خاطر ہو تو مذکور کا مراقبہ کرے اگر خطرات سر اٹھانے لگیں تو وہی دعا پڑھے جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ اور سو مرتبہ آنحضور ﷺ پر درود پڑھے بعد میں جبرئیل' میکائیل' اسرافیل اور عزرائیل کے علاوہ تمام حاملان عرش' ملائکہ مقربین اور تمام انبیاء و مرسلین پر تین دفعہ درود بھیجے جیسا کہ عموماً فقرا کی مجلسوں میں دیکھا اور پڑھا جاتا ہے اسکے بعد ستر دفعہ استغفار پڑھے اور اپنی موجودہ اور سابقہ غلطیوں' کوتاہیوں اور لغزشوں کو سامنے رکھے' پھر دعا مانگے اس کے بعد جتنا ہو سکے اپنے والدین' مشائخ طریقت' اساتذہ بھائیوں اور دوست احباب کے لیے قرآن مجید پڑھے اور ان کے علاوہ تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کی ارواح کو اسکا ثواب بخشے اور فقرا کے طریقے کے مطابق آنحضور ﷺ پر پھر درود پڑھے۔

جب تک نیند کا غلبہ نہ ہو اگر طالب علم ہو تو مطالعہ کرتا رہے اور اگر سالک ہے تو ذکر لَاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ میں مصروف رہے نیند غلبہ کرنے لگے تو فوراً سو جائے' نیند کو دفع نہ کرے ورنہ تہجد کے وقت اٹھنے میں تکلیف ہو گی اس نیت اور دعا کے ساتھ سو جائے کہ اللہ تعالیٰ عبادت میں اس کی مدد کرے اور وہ نفس کا حق بھی ادا کر سکے۔ سوتے وقت اس کا دل حاضر اور اس کی نگاہ' نگاہ خداوندی کی طلب گار اور امیدوار ہو۔

دل میں شرماتا رہے کہ وہ ذات حق کے سامنے پاؤں پھیلا رہا ہے نفس کو یقین دلائے کہ گویا میں مرنے اور اپنی روح اللہ تعالیٰ کے حوالے کرنے جا رہا ہوں اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو پورا کرنے کا اپنے آپ کو پابند سمجھے جس میں فرمایا گیا ہے۔

ثم اللیل الا قلیلاً۔ پھر آیۃ الکرسی' آمن الرسول اور سورہ کہف ان الذین امنوا وعملوا الصالحات سے آخر تک اور کلمہ شہادت پڑھے اور کہے۔

باسم اللھم وضعت جنبی وبک ارفعہ اللھم قنی عذابک یوم تجمع عبادک۔

"الٰہی میں تیرا نام لے کر لیٹا اور تیری مدد سے اٹھوں گا اور جس دن تیرے بندے جمع ہوں اس روز مجھے عذاب سے بچا۔"

اس کا ارادہ یہ ہو کہ وہ اٹھے گا کہے اللھم ایقظنی فی احب الاوقات الیک واشغلنی بطاعتک فیہ اے اللہ! مجھے اپنے پسندیدہ اوقات میں بیدار کر اور اپنی عبادت کی توفیق عطا فرمایا!

اللہ تعالیٰ جس وقت اسے بیدار کر دے تو اٹھ کھڑا ہو اللہ کا ذکر کرے اور کہے۔ الحمد للّٰہ الذی احیانا بعد ما اماتنا ورد الینا ارواحنا والیہ البعث والنشور اس اللہ کی تعریف ہے جس نے ہمیں مرنے کے بعد زندہ کیا اور ہماری روحیں ہمارے اندر واپس پھیریں اور اسی کے ہاتھ میں دوبارہ اٹھانا اور یوم حساب ہے۔

سبحان اللہ کہے اور استغفار پڑھے وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے اگر وقت اجازت دیتا ہے تو تہجد پڑھے تہجد کے لیے پہلے دو رکعت پڑھے ان میں آیۃ الکرسی اور امن الرسول پڑھے پھر کچھ دیر درود پڑھے اور کچھ دیر ذکر کرے۔ پھر دو رکعت پڑھے اور ان میں سورۂ سجدہ اور سورۂ دخان پڑھے اس کے بعد دو رکعت اور پڑھے جن میں یٰسین اور انا فتحنا' اور سورہ زمر یا سورہ حدید یا کوئی بھی دوسری سورت پڑھے پھر دو رکعت پڑھے اس میں سورۂ ملک اور مزمل پڑھے اس کے بعد والے دو گانے میں مکمل سورہ طٰہٰ یا اس کا کچھ حصہ پڑھے پھر وتر پڑھے ان میں سبح اسم' قل یا ایھا الکافرون اور قل ھو اللّٰہ پڑھے اور ان کے ساتھ دعائے قنوت شامل کرے' اس میں حنفیہ اور شافعیہ کے اقوال جمع کرے پھر درود پڑھے اور اول سحر تک ذکر میں مشغول رہے اب رات کا چھٹا حصہ باقی ہے اس میں اپنے والدین کے لیے تمام مومنین و مومنات اور تمام مسلمین و مسلمات کے لئے چاہے وہ زندہ ہیں یا مردہ استغفار کرے یہ استغفار مسلمان مردوں اور عورتوں کے تمام حقوق کی ادائیگی کو شامل ہو قریب صبح اس انداز کی دعا کرے جو اہل محبت اور ارباب عزیمت لوگوں کے

شایان شان ہو اس لیے کہ یہ قبولیت کا خاص وقت ہے اس وقت اپنی حیثیت کے مطابق وہ دعا کرے جو اللہ تعالیٰ اس کے دل میں ڈالے۔

طالب حق کو چاہیے کہ وہ خسیس چیزوں کی طلب کے لیے دعا نہ کرے دعا اللہ تعالیٰ کے فرمان کو بجالانے کے لیے ہونی چاہیے چنانچہ ارشاد ہوا۔

ادعونی استجب لکم۔

دعا استقامت کے لیے اور اپنی عاجزی و محتاجی ظاہر کرنے کی خاطر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم اور بخشش کا اظہار اپنے حبیب ﷺ کی زبان سے اس طرح فرمایا ہے کہ جو اللہ سے سوال نہ کرے وہ اس پر ناراض ہوتا ہے اور انہیں تو اس کا لطف و کرم ہی کافی اور اس کی بخشش و عطا بے حساب ہے اس نے ہمیں زندگی عطا کی حالانکہ ہم کچھ بھی نہ تھے اور بغیر کسی استحقاق کے اس نے ہمیں ظاہری و باطنی نعمتوں سے نوازا پہلے ہماری کوئی عبادت تھی اور نہ خدمت وہ اب بھی ہم پر کرم کر رہا ہے اور آئندہ بھی احسان و کرم سے نوازے گا انشاء اللہ۔ مگر اس کی حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ عبادت اور بندگی کریں اور اوراد و ظائف اور استغفار پڑھیں تاکہ وہ اپنے فضل و کرم سے ہمیں زیادہ سے زیادہ اپنی عطا و بخشش سے نوازے اور راضی ہو۔

اور جس پر اس کی صفات ازلیہ کے اسرار ظاہر ہو جاتے ہیں وہ جان لیتا ہے کہ کائنات میں جو امور واقع ہوئے یا ہو رہے ہیں' اور عبادات کے سلسلے میں جو جو اوامر و نواہی صادر ہوئے ہیں وہ ازلاً و ابداً اس کی ذات کے لیے ثابت صفات کا مقتضیٰ ہیں چنانچہ عارف کوئی دلیل اور برہان نہیں طلب کرتا وہ تسلیم اور ایقان کا مظاہرہ کرتا ہے چنانچہ فضل خداوندی سے وہ ایمان' احسان اور عرفان کے مراتب کمال کو پہنچے گا۔ صبح صادق طلوع ہو تو وہ اعمال اور اوراد و ظائف سر انجام دے جو بیان ہو چکے ہیں۔

○

باب ۷

سلسلۂ کبرویہ

سلسلۂ کبرویہ کی کئی شاخیں ہیں اس زمانے میں ترکستان اور کشمیر وغیرہ میں ان کی مشہور ترین شاخ امیر سید علی ہمدانی کی ہے خواجہ نقشبند کے ذریعے سے میرا خرقہ سلسلۂ کبرویہ کا نادر ترین خرقہ ہے۔

اس فقیر نے یہ خرقہ پہنا شیخ ابو طاہر کے ہاتھ سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے شیخ احمد قشاشی سے انھوں نے شیخ احمد شناوی سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے شیخ عبدالوہاب شعراوی سے انھوں نے شیخ الاسلام زین الدین زکریا سے انھوں نے شمس محمد بن عمرالواسطی سے انھوں نے ابو العباس احمد زاہد سے انھوں نے شہاب دمشقی سے انھوں نے عبدالرحمٰن الشرقی سے انھوں نے احمد رود باری سے انھوں نے رضی الدین علی بن سعید غزنوی المعروف لالہ سے انھوں نے مجد بغدادی سے اور انھوں نے شیخ نجم الدین کبریٰ سے اسی طرح خرقہ پہنا شیخ ابو طاہر نے اپنے والد شیخ ابراہیم کروی سے انھوں نے قشاشی سے انھوں نے شناوی سے انھوں نے سید غضنفر بن جعفر ہزوانی مقیم مدینہ منورہ سے انھوں نے شیخ تاج الدین عبدالرحمٰن بن مسعود گاذرونی سے انھوں نے حافظ نور الدین احمد طاوسی سے انھوں نے کہا میں نے تبرکا خرقہ پہنا محقق شریف سید علی

جرجانی سے انھوں نے خواجہ علاؤ الدین عطار سمرقندی سے انھوں نے خواجہ بہاؤ الدین محمد المعروف خواجہ نقشبند سے انھوں نے شیخ سلطان الدین سے انھوں نے شیخ احمد مولانا سے انھوں نے شیخ بابا کمال حیدری سے اور انھوں نے شیخ مقتدا نجم الدین کبریٰ سے۔

اس کے علاوہ اس فقیر نے اس سلسلۂ کا خرقہ پہنا اور طریقہ حاصل کیا اپنے والد شیخ عبدالرحیم سے انھوں نے سید عبداللہ سے انھوں نے شیخ آدم بنوری سے انھوں نے شیخ احمد سرہندی سے انھوں نے شیخ یعقوب الصرفی الکشمیری سے انھوں نے شیخ حسین خوارزمی سے انھوں نے شیخ حاجی محمد بن صدیق الجبوشانی سے انھوں نے شیخ شاہ علی بیداوازی سے انھوں نے شیخ رشید الدین بیداوازی سے انھوں نے سید عبداللہ برزش آبادی سے انھوں نے شیخ اسحٰق الختلانی سے اور انھوں نے امیر سید علی ہمدانی سے پھر سید علی ہمدانی نے حاصل کیا طریقہ شیخ شرف الدین محمود بن عبداللہ المزرقانی اور شیخ تقی الدین علی الدوستی السمنانی دونوں سے انھوں نے شیخ علاؤ الدولہ احمد بن محمد السمنانی سے انھوں نے شیخ نور الدین عبدالرحمٰن کسرفی الاسفرائنی سے انھوں نے شیخ جمال الدین احمد الجورفانی سے انھوں نے شیخ رضی الدین علی لالا سے اور انھوں نے شیخ نجم الدین کبریٰ سے طریقہ حاصل کیا۔

پھر شیخ مقتدا نجم الحق والدین ابو الجناب احمد بن عمر بن محمد الخوارزمی الخیوقی المعروف کبریٰ المشہور ولی تراش کو دو طرفہ سے خرقہ حاصل ہے ایک کی رو سے انھوں نے صحبت اختیار کی اور خرقہ پہنا اور طریقہ حاصل کیا شیخ عمار بن یاسر سے انھوں نے شیخ ابو النجیب عبدالقاہر بن عبداللہ السہروردی سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے اپنے چچا عمر بن محمد سے انھوں نے اپنے والد محمد بن عمویہ سے انھوں نے احمد بن یسار سے انھوں نے ممشاد الدینوری سے اور انھوں نے ابو القاسم جنید بغدادی سے آپ کی سند ذکر ہو چکی ہے۔

دوسری سند کی رو سے آپ کو اصل خرقہ اور طریقہ حاصل ہوا شیخ اسماعیل

القصری سے انہیں شیخ محمد بن الما لکیل سے انہیں شیخ داؤد بن محمد عرف خادم الفقرا سے انہیں شیخ ابو العباس بن ادریس سے انہیں شیخ ابو القاسم بن رمضان سے انہیں شیخ ابو یعقوب نہرجوری سے انہیں شیخ ابو یعقوب سوسی سے انہیں شیخ عبدالواحد بن زید سے انہیں شیخ کمیل بن زیاد سے اور انہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے خرقہ و طریقہ حاصل کیا قدس اللہ اسرارھم ورحمنا بھم۔

طاؤسی ابو طاوس تابعی کی طرف نسبت ہے۔

کسرفنی بفتح کاف و کسر سین مہملہ دفاو نون معرب۔

جوریان بضم جیم و سکون واؤ ورائے مہملہ وبائے عجمیہ۔

ابو الجناب بفتح جیم و تشدید نون و باء موحدہ۔

خیوقی بکسر خائے معجمہ و سکون یائے تحتیہ و فتح واؤ و کسر قاف۔

قصری بفتح قاف و سکون صاد مہملہ و کسر رائے مہملہ۔

شیخ نجم الدین کبریٰ نے اصل خرقہ شیخ اسماعیل قصری کے ہاتھ سے پہنا اصل خرقہ سے مراد یہ ہے کہ وہ بطور تبرک نہیں بلکہ بطور اصل ہے۔

محمد بن مالکیل بسکون لام و کسر کاف و سکون یا مثناہ تحتیہ۔

کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ بعض مقامات پر مالکیل کی بجائے مانکیل نون سے دیکھا گیا ہے نہرجوری بفتح نون و سکون ہا و فتح رائے مہملہ و ضم جیم و سکون واؤ و کسر رائے مہملہ تحتیہ۔

سوسی واؤ میان دو سین مہملہ اول مضموم و ثانی مکسور سوس کی طرف نسبت ہے جو مغرب کا ایک شہر ہے یا اس سے مراد شہر سوس ہے۔ جہاں حضرت دانیال پیغمبر کا مزار ہے۔

شیخ مجد الدین بغدادی نے اپنی کتاب تحفۃ البررہ میں بیان کیا ہے کہ خرقہ پوشی کی نسبت آنحضور ﷺ تک حدیث متصل مستفیض کے ذریعے ثابت ہے انھوں نے لکھا ہے کہ آنحضور ﷺ نے خرقہ پہنایا امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ کو

اور انھوں نے اس کا مکمل سلسلہ بیان کیا ہے۔
میں عرض کرتا ہوں کہ محقق محدثین نے آنحضرت ﷺ تک اس اتصال کا انکار کیا ہے اسکے باوجود وہ حضرت جنید بغدادی اور انکے طبقے کے مشائخ تک ہمیشہ خرقہ کی نسبت قائم کرتے آئے ہیں۔

وظائف سلسلۂ کبرویہ

مجھے میرے والد گرامی نے اجازت دیتے ہوئے خبر دی انہیں اجازت عطا کرتے ہوئے خبر دی شیخ عظمت اللہ اکبر آبادی نے انہیں اجازت دیتے ہوئے اطلاع دی ان کے والد نے انہیں اجازت اور خبر دی ان کے والد نے شیخ عبدالعزیز دہلوی سے انھوں نے فرمایا کہ حضرت مولانا نور الحق والدین جعفر نور اللہ مرقدہ سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ کامل محقق صمدانی علی ثانی امیر سید علی ہمدانی قدس سرہ کے طریقے کے مطابق اوراد و ظائف اور تقسیم اوقات یوں ہے۔
صبح صادق طلوع ہو تو دو رکعت سنت فجر پڑھے سلام پھیرے تو ایک سو مرتبہ یہ تسبیح پڑھے۔
سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم وبحمدہٖ استغفر اللہ۔
حضرت موصوف نے اپنے مسودات میں لکھا ہے کہ جب میں سراندیپ میں حضرت آدم علیہ السلام کی قدم گاہ کی زیارت کے لئے پہنچا نزدیک ہوا تو سحر کے وقت خواب میں ایک عظیم واقعہ دیکھا کیا دیکھتا ہوں کہ بہت بڑے بڑے مشائخ مجھے ملنے کے لیے آئے ہیں ان میں شیخ نجم الدین کبریٰ بھی ہیں میں نے آپ سے پوچھا کہ حضرت! افضل ترین ذکر کونسا ہے کہ اس پر کاربند ہونے سے حق تعالیٰ کا قرب میسر آجائے' آپ نے فرمایا میں تمام روایات اور صحیح احادیث کی چھان بین کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ جو عظمت تسبیح میں ہے وہ کسی دوسری چیز میں نہیں بیدار ہوا تو فوراً آنحضور ﷺ کی یہ حدیث ذہن میں آئی۔

کلمتان خفیفتان علی اللسان ثقیلتان فی المیزان حبیبتان الی الرحمٰن وھما سبحان اللّٰہ وبحمدہ سبحان اللّٰہ العظیم وبحمدہ استغفر اللّٰہ۔

"دو کلمے جو زبان پر ہلکے میزان میں بھاری اور اللہ کو پسند ہیں یہ ہیں۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللّٰہ العظیم وبحمدہ استغفر اللّٰہ۔"

صدق رسول اللہ ﷺ

شیخ محی الدین ابن عربی نے فتوحات میں فرمایا ہے کہ جو شخص ہر روز صبح کے وقت ایک سو دفعہ یہ تسبیح پڑھے گا اس کے ذمے کوئی گناہ باقی نہیں رہے گا۔ مشائخ کرام اپنی وصیتوں میں کہتے آئے ہیں کہ جو شخص اس تسبیح کو روز کا معمول بنالے گا وہ اس کی برکت اور صفائی کا مشاہدہ خود کرے گا۔ اسی طرح اس دعا کے بارے میں جو حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ آنحضور ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ اسے فجر کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان پڑھنا چاہیے یہ ہے۔ "اللھم انی اسئلک رحمة" آخر تک۔

فرضوں کے بعد اوراد و فتحیہ پڑھے یہ اوراد ایک ہزار چار سو اولیائے کاملین کے بابرکت کلام کے تبرکات سے جمع کیے گئے ہیں ان میں سے ہر ایک کو ایک کلمہ کے ذریعے فتح حاصل ہوئی ہے جو شخص حضور کے ساتھ ان اوراد کو اپنا معمول بنالے۔ وہ برکت اور صفائی محسوس کرے گا اور اسے ایک ہزار چار سو اولیاء کی ولایت سے بہرہ عطا ہو گا اگر ان اوراد کے فضائل اور خواص بیان کئے جائیں تو بات کافی طویل ہو جائے گی اس لیے کہ حضرت شیخ نے تین مرتبہ پوری دنیا کی سیر کی ہے اور ایک ہزار چار سو اولیاء سے ملاقات اور صحبت کی ہے ان میں سے چار سو اولیاء کی آپ نے ایک ہی جگہ یعنی سلطان خدائے بندہ کی مجلس میں زیارت کی اور ہر ولی

سے رخصت کے وقت دعا اور نصیحتی رقعے کی درخواست کی' چنانچہ آپ نے یہ نصیحت نامے اپنے کپڑوں پر پیوند کر لیے' وہ اوراد و اذکار جو بے ساختہ ان حضرات کی زبان پر جاری ہوئے وہ آپ نے جمع کر لیے چنانچہ یہ وہی اوراد ہیں۔ آپ سے منقول ہے فرمایا کہ میں جب بارہویں دفعہ مسجد اقصیٰ کی زیارت کے لیے گیا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ آنحضور ﷺ میری طرف تشریف لا رہے ہیں میں اٹھا اور آگے بڑھ کر سلام عرض کیا آپ نے آستین مبارک سے کاغذوں کا ایک دستہ نکالا اور فرمایا لو یہ فتحیہ! میں نے آپ کے ہاتھ مبارک سے یہ کاغذات لے کر دیکھے تو وہ یہی اوراد تھے جنھیں اب فتحیہ کہا جاتا ہے اسی حوالے سے ان کا نام فتحیہ رکھا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی صراط مستقیم کی طرف ہدایت کرنے والا ہے۔

میر سید علی ہمدانی کے ختم کا طریقہ میرے والد گرامی نے اپنے قلم سے اس طرح لکھا ہے نصف رات کی ابتدا میں اٹھے تازہ وضو کر کے دو رکعت نماز نفل پڑھے۔ ہر رکعت میں الحمد کے بعد پندرہ دفعہ سورۂ اخلاص پڑھے سلام کے بعد ہزار دفعہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے اس کے بعد ہزار بار پڑھے یا خفی الالطاف ادرکنی بلطفک الخفی اس کے بعد ایک ہزار ایک دفعہ یا بدوح پڑھے اور سر گریبان میں ڈال کر مراقبہ کرے اور دیکھے کہ عالم غیب سے کیا چیز مشاہدہ ہوتی ہے فراغت کے بعد دوگانہ پڑھ کر اس کا ثواب میر سید علی ہمدانی کو بخشے۔

○

باب ۸

سلسلۂ مدینیہ

طریقہ مدینیہ کی کئی شاخیں ہیں مغرب میں ان کی مشہور شاخ مغاربہ اور حضر موت میں عید روسیہ ہے اس کی نسبت سید عبداللہ عید روس کبیر کی طرف ہے اس فقیر کو ہر ایک کے ساتھ ارتباط اور نسبت حاصل ہے۔

میں نے اس سلسلے کا طریقہ حاصل کیا شیخ ابو طاہر سے انھوں نے حاصل کیا حرم مکی کے دو شیوخ شیخ احمد نخلی اور شیخ عبداللہ سالم البصری سے ان دونوں نے حاصل کیا شیخ عیسیٰ المغربی سے انوں نے اپنے شیخ سعید بن ابراہیم جزائری مفتی عرف قدورہ سے انھوں نے شیخ محقق سعید بن مصری سے انھوں نے ولی کامل احمد محی الوھرانی سے انھوں نے شیخ الاسلام العارف باللہ سیدی ابراہیم التازی سے انھوں نے پیشوائے سلسلۂ سیدی صالح بن موسیٰ زواوی سے انھوں نے شیخ معمر محمد بن مخلص سے انھوں نے شیخ مغلطائی بن فلیح سے انھوں نے ابو عبداللہ عریان سے انھوں نے اپنے والد شیخ جماعت طویل نامدی سے انھوں نے شریف ابو محمد الناجوزی سے انھوں نے قطب ابو محمد صالح سے انھوں نے قطب الطریقت شیخ ابو محمد بن المغربی سے طریقہ حاصل کیا۔

نیز حاصل کیا میں نے یہ طریقہ شیخ ابو طاہر سے انھوں نے شیخ احمد نخلی مکی

سے انھوں نے سید عبدالرحمٰن بن علی باعلوی شاگرد سید عبداللہ علوی حداد سے۔ اپنے داماد سے انہیں طریقہ میں نسبت حاصل ہے سید محمد بن علوی مقیم مکہ سے انھوں نے طریقہ حاصل کیا سید عبداللہ بن علی صاحب الزمط سے انھوں نے شیخ بن عبداللہ عید روس سے جن کی قبر احمد آباد میں ہے انھوں نے اپنے والد سید عبداللہ بن شیخ سے۔ انھوں نے اپنے چچا سید ابوبکر عید روس صاحب عدل سے انھوں نے اپنے والد قطب سید عفیف الدین عبداللہ عید روس سے یہی وہ بزرگ ہیں جن سے سلسلۂ عید روسیہ منسوب ہے انھوں نے اپنے چچا سید عمر محضار سے انھوں نے اپنے والد سید عبدالرحمٰن بن محمد الشقاف سے انھوں نے اپنے والد محمد بن علی مولی الدویلہ سے انھوں نے اپنے والد علی بن علوی سے انھوں نے اپنے والد علوی بن محمد سے انھوں نے اپنے والد محمد بن علی سے اور آپ تمام باعلوی مشائخ کے جد اعلیٰ ہیں انھوں نے شیخ ابومدین مغربی سے دو بزرگوں کے واسطہ سے ایک شیخ عبداللہ صالح مغربی اور دوسرے شیخ عبدالرحمٰن مقتدی المغربی شیخ ابو مدین نے شیخ عبدالرحمٰن کو خرقہ بھیجا تھا کہ وہ فقیہ مقدم محمد بن علی کو پہنائیں۔ وہ مکہ مکرمہ میں بیمار ہو گئے۔ پھر انھوں نے شیخ عبداللہ کو حضرموت بھیج کر انہیں خرقہ پہنوایا پھر شیخ مقتدا ابو مدین شعیب بن حسن المغربی نے طریقہ حاصل کیا اور خرقہ پہنا اپنے مرشد ابو الیعزا سے انھوں نے شیخ علی بن حرز ہم سے انھوں نے فقیہ حافظ قاضی ابوبکر محمد بن عبداللہ بن محمد المعاضری المعروف ابوبکر ابن العربی الاندلسی اشبیلی سے انھوں نے امام حجتہ الاسلام ابو حامد محمد الغزالی سے انھوں نے امام الحرمین عبدالملک سے انھوں نے اپنے والد شیخ ابو محمد عبداللہ بن یوسف الجوینی سے انھوں نے شیخ العالم العارف ابو طالب المکی محمد بن علی بن عطیہ الحارثی سے انھوں نے ابوبکر بن ولف جحدر الشبلی سے انھوں نے سید الطائفہ ابو القاسم جنید بغدادی سے خرقہ اور طریقہ حاصل کیا۔

محمد بن علی فقیہ المقدم کو ایک دوسرے سلسلے سے طریقہ حاصل ہے اور وہ ان کے آباؤ و اجدا کا طریقہ ہے اور وہ یہ ہے کہ انھوں نے طریقہ حاصل کیا اپنے

والد علی سے انھوں نے اپنے والد محمد صاحب مرباط سے انھوں نے اپنے والد علی خالع قسم سے انھوں نے اپنے والد علوی سے انھوں نے اپنے والد محمد سے انھوں نے اپنے والد مہاجر فی اللہ احمد سے انھوں نے اپنے والد عیسیٰ سے انھوں نے اپنے والد محمد سے انھوں نے اپنے والد علی العریضی سے انھوں نے اپنے والد امام جعفر صادق سے خرقہ و طریقہ حاصل کیا۔

اسی طرح ابو مدین کا بھی ایک اور سلسلۂ ہے جو نوری کی طرف واپس آتا ہے اور وہ یہ ہے شیخ ابو مدین نے طریقہ حاصل کیا شیخ ابو یعزا بنوری سے انھوں نے شیخ ابو شعیب ایوب ساریہ بن سعید الفہاجی سے انھوں نے شیخ عبدالجلیل سے انھوں نے شیخ ابو الفضل الجوہری سے انھوں نے اپنے والد ابو عبداللہ الحسین الجوہری سے انھوں نے شیخ ابو الحسین النوری رفیق ابن البغوی سے آپ حضرت جنید کے خلیفہ اور رفیق تھے پھر حضرت جنید نے حاصل کیا سری سے۔

اس کے علاوہ ابو مدین نے خرقہ پہنا امام ابوبکر طرطوسی سے انھوں نے شاشی سے انھوں نے شبلی اور انھوں نے حضرت جنید سے خرقہ پہنا۔

امام حجتہ الاسلام کا ایک اور طریقہ یہ ہے آپ نے خرقہ پہنا ابو علی فارمدی سے اسی طرح ابو طالب مکی کا ایک طریقہ ہے صاحب نفحات نے اسی پر زیادہ اعتماد کیا ہے وہ یہ ہے کہ انھوں نے طریقہ حاصل کیا محمد بن ابو عبداللہ احمد بن سالم البصری سے انھوں نے سہل بن عبداللہ تستری سے۔ شیخ ابو طالب مکی "قوت القلوب" کے مصنف ہیں مشائخ نے کہا ہے کہ طریقت کی باریکیوں کے بارے میں قوت القلوب ایسی کتاب اسلام میں دوسری نہیں ملے گی۔

میں عرض کرتا ہوں کہ یہ تصوف کی بنیادی کتاب ہے اس کے بعد تصوف کے موضوع پر جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں ان کی اصل یہی کتاب ہے مثلاً احیاء العلوم، غنیتہ الطالبین، عوارف المعارف میری قوت کی اسناد اس طرح ہے۔

میں نے قوت القلوب کی اجازت حاصل کی شیخ ابو طاہر سے انھوں نے شیخ

احمد نخلی سے انھوں نے شیخ محمد بن علاء بابلی سے انھوں نے احمد بن عیسیٰ بن جمیل کلبی سے انھوں نے علی بن ابوبکر قرانی سے انھوں نے ابو الفضل جلال الدین سیوطی سے انھوں نے شہاب احمد بن محمد المجازی سے انھوں نے ابو اسحاق البرہان التنوخی سے انھوں نے ابو العباس احمد بن ابو طالب الحجازی سے انھوں نے ابو الفتح محمد بن یحییٰ البیرونی سے انھوں نے ابو علی محمد بن محمد عبدالعزیز المہدوی سے انھوں نے کہا خبر دی مجھے میرے والد ابو طالب نے پھر ذکر کیا۔

مزید بزائے معجمہ۔ امیلہ بفتح الف و کسر میم و سکون تحتیہ اس کے لام ہے' ہم نے یہ دونوں نام ابوطاہر سے اسی طرح ضبط کیے ہیں۔ مراغی بغین معجمہ و فتح میم شہر آذر بائیجان کا ایک شہر ہے۔

فاروث بروزن فاروق آخر میں ثائے مثلہ واسط اور بصرہ کے درمیان ایک شہر ہے۔

یافعی نے کہا ہے کہ زواوی زوادہ کی طرف نسبت ہے یہ بڑے پیٹوں اور موٹی موٹی رانوں والے لوگوں پر مشتمل ایک بڑا قبیلہ ہے اس کا ممکن اعمال او۔سقیہ ہے وہط بفتح واوَ و سکون ہا آخر میں طاء مہملہ عدن کے نزدیک ایک بستی ہے۔ عدن' بفتحتین یمن میں ساحل سمندر پر ایک شہر ہے۔

عتیروس' بتحتیہ و مثناہ شہروں کا نام ہے یہ عترسہ سے مشتق ہے اس کے معنی حصے یا ٹکڑے کا پکڑنا اور شدت کے آتے ہیں یہ شیخ عبداللہ کا لقب ہے۔ کثرت استعمال سے ت دال میں بدل گئی ہے۔

محضار بکسر المیم و سکون الحاء المھملہ وفتح الضاد المعجمہ آخر میں رائے مہملہ یہ لقب فریاد کے وقت فوراً حاضر ہونے کی وجہ سے پڑا۔

سقاف بسین مفتوحہ قاف مشددہ مفتوحہ آخر میں فاصیغہ مبالغہ سے لقب ہے یعنی حال کو بہت زیادہ مخفی رکھنے والا۔ مولیٰ الدویلہ یعنی پرانے شہر کا والی۔ المقدم یعنی مقبرہ میں جس کی پہلے زیارت کی جاتی اور باقیوں کی بعد میں اسی لیے انہیں مقدم

التربتہ کہا گیا۔

ابو مدین بفتح المیم و سکون الدال المہملہ وفتح التحتیہ آخر میں نون۔ ابو عزا الفتح التحتانیہ والعین المہملہ والزای المعجمہ۔ حرزھم بکسر حا المہملہ وسکون الرا المہملہ و کسر الزای المعجمہ آخر میں ضمیر جمع مذکر۔ معافری بفتح میم وعین مہملہ و بعد الف فائے کسورہ برائے مہملہ۔ غزالہ بفتح عین معجمہ تخفیف زائے معجمہ مضافات طوس میں ایک گاؤں ہے۔ جوینی بضم الجیم وفتح الواؤ و سکون التحتیہ بعد میں نون۔ یہ جوین کی طرف نسبت ہے۔ نیشاپور کے نواح میں ایک بڑا گاؤں ہے۔

ابو طالب محمد بن عطیہ الحارثی عطیہ بفتح عین مہملہ و کسر طاء مہملہ ویائے مشاہ تحتانیہ حارثی بحاء وراء مہملتین و ثائے مثلثہ۔ دلف بضم الدال المہملہ فتح اللام آخر میں فاء۔

جحدر بفتح جیم و سکون حاء مہملہ وفتح دال مہملہ ورائے مہملہ۔

شبلی بکسر الشین المعجمہ و سکون الموحدہ و بعد باء لام یہ شبلتہ کی طرف نسبت ہے جو ایک گاؤں ہے۔

اسروشنہ بضم ہمزہ و سکون سین مہملہ وضم رائے مہملہ وفتح شین معجمہ وفتح نون بعد میں ہائے ساکنہ ماوراء النہر کے شہروں میں سمرقند سے اس طرف ایک شہر ہے۔ صاحب مرباط بروزن محراب ساحل ہند پر ایک شہر ہے۔ خالع قسم نے بیس ہزار دینار سے زمین کا ایک ٹکڑا خریدا تھا اور اس نے اس کا نام وہی رکھا جو بصرہ میں اس کے خاندان کی زمین اور گاؤں کا نام تھا وہاں اس نے درخت لگوائے پھر آہستہ آہستہ وہ قریہ بن گیا پھر وہ اس کے دوسری طرف منتقل ہوا تو لوگ اسے خالع قسم کہنے لگے۔

عریض مصغر نام ہے ایک وادی کا جو مدینہ منورہ کے نزدیک ہے حضرت علی عریضی کی نسبت اسی وادی کی طرف ہے۔

خرقہ کے سلسلے میں عید روسیہ اور اس میں تمام مبہم نام ہم نے "نفحات قدوسیہ" سے نقل کیے ہیں سلسلۂ عید روسیہ کا تعلق سید عبدالقادر عید روس سے ہے۔

خبردی ہمیں شیخ ابو طاہر نے انہیں خبردی شیخ احمد نخلی نے انھوں نے کہا ہمیں پنجگانہ نمازوں میں سے ہر نماز کے بعد اس دعا کی اجازت دی سید عبدالرحمٰن بن علی باعلوی نے جو سید عبداللہ کے شاگرد اور ان کے داماد ہیں انھوں نے خبردی اپنے شیخ سید عبدالرحمٰن بن علوی حداد باعلوی سے اور وہ دعا یہ ہے۔

یااللّٰه یا لطیف یا رزاق یاقوی یا عزیز اسئلک تالهًا الیک واستغراقًا فیک وفناءً بک عمن سواک ولطفاً شاملاً جلیًا وخفیًا ورزقًا هنیاً و مرنیا' وقوة الایمان والیقین وصلابته فی الحق والدین وعزابک یدوم ویتخلد وشرفاً یبقی ویتابدلا یخالطه تکبر ولا تملوا ارادة فساد فی الله حق ولا علوانک سمیع قریب وصلی الله علیه سیدنا محمدٍ وآلہٖ وصحبه وسلم۔

میں عرض کرتا ہوں کہ سید عبداللہ حداد کا اشعار پر مشتمل ایک نہایت پر لطف اور قیمتی دیوان بھی ہے جو نصیحت اور سلوک کی باتوں پر مشتمل ہے آپ کے بھانجے سید عبداللہ عید روس اور عید روسی نے اس کے بعض قصائد مجھے عطا کیے تھے۔

مجھے خبردی آل علوی کی ایک جماعت نے ان میں سید عبداللہ بن جعفر شامل ہیں کہ آل باعلوی کے مشائخ کا ایک طبقہ ہمیشہ دوسرے طبقے کو وصیت کرتا آیا ہے۔ کہ احیاء العلوم کو پڑھیں اسے یاد کریں اور اس پر عمل کریں۔ نیز اس کے اوراد وظائف کی پابندی کریں۔ اس کے علاوہ انھوں نے فرمایا ہے کہ عقائد میں ہمارے بزرگ اہل سنت و جماعت' فقہ میں امام شافعیؒ کے پیروکار اور سلوک و تصوف میں احیاء العلوم پر کاربند ہیں۔



سلسلۂ شاذلیہ

اس فقیر نے طریقہ شاذلیہ کا خرقہ پہنا شیخ ابو طاہر کے ہاتھ سے انھوں نے خرقہ پہنا اپنے والد شیخ ابراہیم کردی سے انھوں نے شیخ احمد قشاشی سے انھوں نے خرقہ پہنا اور طریقہ حاصل کیا ایک جماعت سے ان میں سے سیدی احمد بن قاسم' علامہ ولی کبیر سید حسن الانجیبی شیخ ابراہیم العلقمی' اور سیدی محمد بن زین الدین' نمایاں ہیں ان تمام مشائخ نے صحبت حاصل کی شیخ کمال الدین کی اور ان سے آداب طریقت اور رموز حقیقت حاصل کیے۔ شیخ کمال الدین نے صحبت پائی علامہ محمد بن محمد بن جرزی کی انھوں نے صحبت اٹھائی اور خرقہ حاصل کیا تاج سبکی سے انھوں نے صحبت اٹھائی اور خرقہ حاصل کیا۔ سیدی احمد بن عطاء اللہ اور سکندری صاحب ہحکم سے انھوں نے صحبت اٹھائی اور خرقہ حاصل کیا سیدی ابو العباس المرعشی سے انھوں نے صحبت اٹھائی اور خرقہ حاصل کیا قطب ابو الحسن شاذلی سے۔

شیخ ابو طاہر نے صحبت اٹھائی اور خرقہ حاصل کیا شیخ حرم شیخ احمد نخلی اور شیخ عبداللہ بن سالم سے انھوں نے شیخ عیسیٰ مغربی سے انھوں نے شیخ ابو عثمان سعید بن ابراہیم جزائری سے اس کے علاوہ شیخ ابو طاہر نے اجازت اور کتابت کے ساتھ اپنے مرشد کا خرقہ حاصل کیا۔ شیخ محمد بن محمد بن سلیمان المغربی مقیم مکہ مکرمہ سے شیخ ابراہیم نے ان سے اپنی اولاد کے لیے خرقہ طلب کیا تھا چنانچہ انھوں نے ان کے لیے مدینہ منورہ خرقہ بھیجا۔ اور اجازت بھی لکھی اس لیے ان سے آپ کی روایت صحیح

ہے شیخ ابو طاہر شیخ ابو عثمان جزائری کے ہاتھ سے خرقہ حاصل کرنے میں ان کے ساتھ اکٹھے نہیں ہوتے۔ شیخ عثمان مغربی نے خرقہ حاصل کیا ابو العباس احمد حجی الوھرانی سے انھوں نے ابو سالم مہدی ابراہیم التازی سے صالح بن موسیٰ زواوی سے انھوں نے ابو عبداللہ محمد بن محمد بن مخلص اللیمی سے انھوں نے شیخ علاء الدین مغلطائی سے انھوں نے سید زین الدین ابوبکر اور سید ابو عبداللہ بن السید ابو الحسن الشاذلی سے اور ان دونوں نے حاصل کیا قطب ابو الحسن الشاذلی سے پھر قطب نور الدین ابو الحسن علی بن عبداللہ بن عبدالجبار المشہور شازلی سے طریقہ حاصل کیا اور خرقہ پہنا اپنے مرشد شیخ عبدالسلام بن مشیش سے انھوں نے سید عبدالرحمٰن بن زیارت المدنی سے انھوں نے شیخ تقی الدین صوفی عرف فقیر (بصیغہ مصغر) انھوں نے شیخ فخرالدین سے انھوں نے شیخ ابو الحسن علی سے انھوں نے شیخ تاج الدین محمد سے انھوں نے شیخ شمس الدین محمد سے انھوں نے شیخ زین الدین محمد قزوینی سے انھوں نے شیخ ابو اسحٰق ابراہیم البصری سے انھوں نے شیخ ابو القاسم مرونی سے انھوں نے شیخ فتح السعود انھوں نے شیخ سعید القروانی سے انھوں نے شیخ ابو محمد جابر سے انھوں نے السید الشہید الامام حسین ابن علی سے انھوں نے اپنے والد امیر المومنین علی بن ابی طالب سے اور انھوں نے سید المرسلین شفیع المذنبین قائد الغرا لمحجلین محمد رسول اللہ ﷺ سے طریقہ حاصل کیا۔

سند حزب البحر

اس فقیر نے حزب البحر کی سند حاصل کی شیخ ابو طاہر سے انھوں نے شیخ احمد نخلی سے انھوں نے شیخ محمد بن العلاء سے انھوں نے سالم السھنوری سے انھوں نے نجم العیطی سے انھوں نے شیخ الاسلام زکریا سے انھوں نے عز عبدالرحیم بن فرات سے انھوں نے تاج عبدالوہاب بن علی سبکی سے انھوں نے اپنے والد تقی علی بن کافی السبکی سے انھوں نے شیخ احمد بن عطاء اللہ انھوں نے امام شیخ ابو العباس احمد بن عمر

مرسی سے انھوں نے ابو الحسن شاذلی سے اس کے علاوہ اس نعمت کی اجازت مجھے اسی سند کے ساتھ احمد بن عطا سے بھی ہے خبر دی ہمیں شیخ ابو طاہر نے انھوں نے کہا خبر دی مجھے شیخ احمد نخلی نے انہیں خبر دی شیخ یحییٰ الشاوی نے انھیں تلقین کی شیخ سعید الجزائری نے انہیں شیخ سعید المقری نے انہیں ولی کامل احمد حجی نے انہیں عارف باللہ سیدی ابراہیم نے تلقین کی کہ دن رات میں ہر روز ایک دفعہ قرآن مجید کی یہ چار سورتیں بلاناغہ پڑھی جائیں۔

(۱) اقراء باسم ربک الذی خلق (۳) انا انزلنا فی لیلة القدر (۳) اذا زلزلت الارض (۴) لایلاف قریش۔



باب ۱۰

سلسلہء شطاریہ

اس علاقے میں سلسلہء شطاریہ کی ایک ہی شاخ ہے جس کا تعلق شیخ محمد غوث گوالیاری سے ہے حقیقت یہ ہے کہ شیخ محمد غوث سے پہلے اس سلسلے کی زیادہ شہرت بھی نہیں تھی۔ ہندوستان میں یہ سلسلہء عبداللہ شطاری سے جاری ہوا' البتہ اس کے بانی شیخ خدا قلی ماوراء النہری ہیں اس فقیر نے سلسلہء شطاریہ کا خرقہ شیخ ابو طاہر کے ہاتھ سے پہنا انھوں نے جواہر خمسہ کے عمل کی اجازت بھی عطا فرمائی۔ انھیں خرقہ اور اجازت حاصل ہوئی اپنے والد شیخ ابراہیم کردی سے انہیں شیخ احمد قشاشی سے انہیں شیخ احمد شناوی سے انھیں سید صبغۃ اللہ سے انہیں شیخ وجیہ الدین گجراتی سے اور انھوں نے خرقہ و اجازت حاصل کی شیخ محمد غوث گوالیاری سے۔

اس کے علاوہ میں نے خرقہ پہنا شیخ ابو طاہر کے ہاتھ سے انھوں نے شیخ احمد نخلی سے انھوں نے سید کلاں سے انھوں نے شیخ عیسیٰ سندھی برہان پوری سے انھوں نے شیخ لشکر محمد سے انھوں نے شیخ محمد غوث سے۔

شیخ محمد غوث گوالیاری صاحب جواہر خمسہ اور ناشر طریقہ شطاریہ نے یہ طریقہ حاصل کیا شیخ ظہور سے انھوں نے شیخ ہدایت اللہ سرمست سے انھوں نے شیخ محمد قاضی سے انھوں نے شیخ عبداللہ شطاری سے انھوں نے شیخ محمد عارف سے انھوں

نے شیخ محمد عاشق سے انھوں نے شیخ خدا قلی ماورالنہری سے انھوں نے ابوالحسن خرقانی سے انھوں نے ابو المظفر ترک الطوسی سے انھوں نے شیخ ابویزید عشقی سے انھوں نے شیخ محمد مغربی سے اور انھوں نے تلقین پائی شیخ ابو یزید بسطامی کی روحانیت سے انھوں نے تلقین پائی سیدنا الامام جعفرالصادق کی روحانیت سے سند مذکور کے مطابق۔

سند دعائے سیفی وجواہر خمسہ

یہ فقیر سفرحج کے دوران لاہور پہنچا اور اس نے شیخ محمد سعید لاہوری کی دست بوسی کا شرف حاصل کیاتو آپ نے دعائے سیفی بلکہ جواہر خمسہ کے تمام اعمال کی اجازت عطا فرمائی اور اپنی سند بیان کی آپ اپنے زمانے میں سلسلۂ احسنیہ شطاریہ کے اعظم مشائخ میں سے تھے اور جب کسی کو اجازت عطا فرماتے تھے اسے دعوت کی رجعت (رکاوٹ یا واپسی) نہیں ہوتی تھی۔ آپ کی سند یہ ہے۔ شیخ بزرگ اور ثقہ حاجی محمد سعید لاہوری نے فرمایا میں نے اعمال جواہر خمسہ سیفی وغیرہ اور طریقہ شطاریہ حاصل کیا شیخ محمد مشرف لاہوری سے انھوں نے حاصل کیا شیخ عبدالملک سے انھوں نے شیخ بایزید الثانی سے انھوں نے شیخ وجیہ الدین گجراتی سے اور انھوں نے شیخ محمد غوث گوالیاری سے طریقہ حاصل کیا۔

اس کے علاوہ اس فقیر کو طریقہ شطاریہ کی اجازت اپنے والد گرامی سے ملی انہیں شیخ لال میرٹھی سے انہیں شاہ پیر میرٹھی سے آگے یہ سند میرے ذہن میں محفوظ نہیں رہی۔ اب میں نے کتاب العزیزیہ میں یہ سند پائی ہے۔ مجھے یہ سند صحیح معلوم ہوتی ہے سید ابراہیم ایرجی عن شیخ بہاء الدین شطاری انھوں نے فرمایا واضح رہے کہ سلسلۂ شطاریہ کے مشرب میں اسم ذات اللہ زبان یا دل سے کہے اور اسمائے صفات کو مدنظر رکھے یعنی سمیع بصیر علیم' خیال میں لائے اور برزخ یعنی صورت واسطہ (صورت مرشد) ذہن میں رکھے اسم ذات کی مد کھینچے اور شد پر زور دے اسے

ناف کے نیچے سے شروع کرے اور دل میں اس کے لیے سننے والے دیکھنے والے اور جاننے والے کا تصور رکھے ایک دم (سانس) میں اسم ذات ایک دفعہ کہے مگر اسم مبارک سانس کے ابتدا سے آخرت تک پھیل جائے یہ اس صورت میں ہے کہ اگر محاربہ کبیر نہ ہو اور اگر محاربہ کبیر ہو تو پھر ایک سانس میں اگر دو سو دفعہ اسم ذات کہہ سکے تو زیادہ بہتر ہے۔ جس وقت ان صفات میں استقرار حاصل کر لے تو دوسرے صفات تلقین کرے جنھیں صفات بنات کہتے ہیں یعنی سمیع' بصیر' سننے والا' دیکھنے والا' دائم' قائم' حاضر' شاہد کچھ عرصہ بعد جب اس شغل میں مستقیم ہو جائے تو قادر' واحد' حیی' قیوم' ظاہر و باطن' رؤف' نور' ہادی' بدیع' باقی کا شغل اختیار کرے۔ ہر ذکر اور اسم میں عروج و نزول شرط ہے جب اس شغل میں قائم ہو جائے ملفوظات تلقین کرے یعنی۔

العلی الاعلی العظیم الکبیر الاکبر القریب الاقرب اللطیف الالطف الکریم الاکرم النور الانور العلیم الاعلم۔

اس کے بعد محاربہ کبیر' شغل کرائے یعنی سانس روک کر پوری شدت کے ساتھ ملاحظہ کے تصور کے ساتھ اتنا ذکر کرے کہ جسم سے پسینہ بارش کی طرح بہنے لگے اور ذکر کرنے والا بیہوش ہو جائے اس کا فائدہ یہ ہے کہ جو چیز بھوک کاٹنے اور بہت زیادہ جاگنے سے حاصل ہوتی ہے وہ ساری اس سے حاصل ہو جاتی ہے۔ اس قدر کافی ہے باقی مرشد سے معلوم کی جا سکتی ہے۔

مراقبہ کے تین طریقے

واضح رہے کہ مراقبہ تین طرح پر ہے پہلی یہ کہ نماز کی صورت میں بیٹھے اور اس بات کو یقینی طور پر جانے کہ اللہ تعالیٰ دیکھتا سنتا اور جانتا ہے اس علم اور کیفیت سے ایک لمحہ کے لیے بھی غافل ہو گا تو مراقبہ نہیں رہے گا۔ اس مراقبہ میں مرشد سے رابطہ ضروری ہے۔ نماز' تلاوت اور دوسرے تمام احوال میں اس علم اور

احساس کو ہاتھ سے نہ جانے دے اس میں استقامت حاصل ہو جائے تو دوسرے مراقبہ یعنی مراقبہ مشاہدہ میں مشغول ہو۔ اس میں بھی اسی طریقہ یعنی نماز کی ہیئت میں بیٹھے اور منہ دل کے وسط کی طرف جھکا لے آنکھیں بند کر لے اور چشم باطن سے دل کو دیکھے اور تصور کرے کہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے یہ عمل اپنے کمال کو پہنچے گا تو تشبیہ کا حجاب اٹھ جائے گا اور سالک حقیقتاً اللہ تعالیٰ کو دیکھے گا۔[۲] اس کے تیسرے مرتبے کی طرف ترقی کرے اسے مراقبہ معائنہ کہا جاتا ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ مذکورہ ہیئت پر بیٹھے مگر نگاہ آسمان کی طرف کرے اور آنکھیں کھینچ کر اونچی کرے جیسے مرنے کے وقت ہوتی ہیں خیال یہ کرے کہ میری روح قالب سے نکل گئی ہے اور آسمان سے گزر کر حق تعالیٰ کے دیدار میں مشغول ہے جسے اسے پر استقامت حاصل ہو گی وہ ایک سبز ڈورا دیکھے گا جس کا ایک سرا ساتویں آسمان پر اور دوسرا اس کے دل میں ہو گا مشائخ کے ہاں اس راستے کی سیر کا یہ سب سے اعلیٰ مرتبہ ہے اس میں واسطہ صحیح نہیں۔

سند تسبیح

تسبیح کی سند مجھے عطا کی شیخ عبداللہ بصری مکی کے نواسے سید عمر نے انھوں نے کہا مجھے یہ سند دی میرے نانا شیخ عبداللہ نے انہیں شیخ محمد بن سلیمان مغربی نے انہیں ابو عثمان الجزائری نے انہیں ابو عثمان المقری نے انہیں سیدی احمد حجی نے انہیں سیدی ابراہیم تازی نے انہیں ابو الفتح المراعی نے انہیں ابو العباس احمد بن ابوبکر رداد سے انہیں مجد الدین محمد بن یعقوب بن محمد فیروز آبادی لغوی نے انہیں جمال الدین یوسف بن محمد الہ میری نے انہیں تقی الدین بن ابوثنا محمود بن یعلی نے انہیں مجد الدین عبداللہ بن ابو الجیش المقری نے انہیں اپنے والد نے انہیں ابو الفاضل محمد بن ناصر نے انہیں ابو محمد عبداللہ سمرقندی نے انہیں ابوبکر محمد بن علی السلامی حداد نے انہیں ابو نصر عبدالوہاب بن عبداللہ بن عمر نے انہیں ابو الحسن علی

بن حسن بن قاسم صوفی نے۔

انھوں نے کہا میں نے ابو الحسن سے سنا اور ان کے ہاتھ میں تسبیح دیکھی میں نے پوچھا حضرت آپ ابھی تک تسبیح ہاتھ میں لیے ہوئے ہیں انھوں نے کہا میں نے اپنے مرشد جنید کو اسی طرح دیکھا کہ ان کے ہاتھ میں تسبیح تھی میں نے ان سے کہا حضور! آپ تسبیح لیے ہوئے ہیں انھوں نے فرمایا میں نے اپنے مرشد سری بن المغلس سقطی کے ہاتھ میں تسبیح دیکھی تو اسی طرح ان سے پوچھا انھوں نے کہا میں نے اپنے مرشد معروف کرخی کے ہاتھ میں تسبیح دیکھی تو میں نے ان سے یہی سوال کیا جو تم نے مجھ سے پوچھا ہے انھوں نے کہا میں نے اپنے مرشد عمر المکی کو دیکھا ان کے ہاتھ میں تسبیح تھی چنانچہ میں نے ان سے یہی بات پوچھی جو تم نے مجھ سے پوچھی ہے انھوں نے فرمایا میں نے اپنے مرشد حسن بصری کے ہاتھ میں تسبیح دیکھی تو میں نے عرض کیا حضور! آپ اس قدر عظمت شان اور حسن عبادت کے باوجود تسبیح لیئے ہوئے ہیں انھوں نے فرمایا یہ ایک ایسی چیز ہے کہ ہم نے ابتدائے کار میں اسے شروع کیا اور آخری منزل تک اسے نہیں چھوڑ پائے۔ مجھے یہ بات انتہائی محبوب ہے کہ میں دل زبان اور ہاتھ تینوں سے اللہ کا ذکر کروں۔

شیخ ابو العباس رداد فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بصری کے قول سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ تسبیح صحابہ کے زمانے میں بھی موجود اور مستعمل تھی' حضرت حسن بصری کا یہ فرمانا کہ ہم نے اسے ابتداء سے شروع کیا اس بات کی دلیل ہے کہ تسبیح صحابہ کے زمانے میں بھی موجود تھی اس لیے کہ حضرت حسن بصری کی ابتداء ظاہر ہے اصحاب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دو سال باقی تھے کہ حضرت حسن بصری پیدا ہوئے آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قبضہ یوم الدار میں حاضر ہوئے اس وقت آپ کی عمر چودہ برس تھی آپ نے حدیث کی روایت کی ہے حضرت عثمان' علی' عمران بن حصین'

معقل بن یسار ابوبکر' ابو موسیٰ ابن عباس' ابن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم اور صحابہ کی ایک بڑی جماعت سے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے آپ کی روایت کے بارے میں اختلاف مشہور ہے۔

سند دلائل الخیرات

دلائل الخیرات کی اجازت دی ہمیں ہمارے مرشد شیخ ابو طاہر نے انہیں اجازت دی شیخ احمد نخلی نے انہیں عبدالرحمٰن ادریسی المشہور مجوب نے انہیں ان کے والد احمد نے انہیں ان کے دادا محمد نے انہیں ان کے پردادا احمد نے انہیں دلائل کے مولف السید شریف محمد بن سلیمان جزولی رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت عطا فرمائی

سند قصیدہ بردہ

مجھے قصیدہ بردہ کی اجازت اور خبر دی شیخ ابو طاہر نے انہیں خبر دی شیخ احمد نخلی نے انہیں محمد بن علاء العالمی نے انہیں سالم سنہوری نے انہیں نجم غیظی نے انہیں شیخ الاسلام زکریا نے انہیں ابو اسحاق الصالحی نے انہیں صلاح محمد بن محمد بن الحسن الشاذلی نے انہیں علی بن جابر الہاشمی نے انہیں اس قصیدہ کے ناظم شیخ شرف الدین محمد بن سعید حماد البوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت اور سند عطا فرمائی۔

کاتب الحروف عرض کرتا ہے کہ سلاسل طریقت کا بیان اس رسالے میں مکمل ہوا اس کے بعد علم حدیث اور فقہ کی اسناد کا بیان دوسرے موقع پر ہو گا۔

والحمد للّٰہ اولاً وآخراً و ظاھراً وباطنًا وصلی اللّٰہ علٰی سیدنا محمد وآلہ اجمعین ترجمہ مکمل ہوا۔

فقیر سید محمد فاروق شاہ القادری
خانقاہ عالیہ قادریہ شاہ آباد شریف 'گڑھی اختیار خان ضلع رحیم یار خان

O

الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

عالم کشف و مشاہدہ اور رویاء میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت

حدیث اور اکتساب فیض کے موضوع پر منفرد کتاب

تصنیف لطیف

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

تحقیق و ترجمہ

سید محمد فاروق القادری



تصوف فاؤنڈیشن لاہور

فہرست مضامین



مقدمہ

سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں' جس نے اپنے حبیب ﷺ کی شان اس قدر بلند فرمائی کہ جو بھی خواب میں آپ کی زیارت سے مشرف ہوا' اس نے بلاشبہ آپ ہی کو دیکھا۔ اس نے شیطان کو سرے سے طاقت ہی نہیں دی کہ وہ خواب میں آپ کی شکل اختیار کر سکے میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ واحد لاشریک ہے' اسی طرح میں شہادت دیتا ہوں کہ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اس کے عبد خاص اور رسول ہیں اور شفاعت کبریٰ کا منصب صرف آپ ہی کے لیے مخصوص ہے' درود و سلام نازل ہوں آپ کی ذات اقدس پر اور آپ کے آل اور اصحاب پر جو ہدایت کے ستارے اور پرہیزگاری کے رہنما ہیں۔

کمترین خلائق احمد جو ولی اللہ بن عبدالرحیم العمری الدہلوی کے نام سے مشہور ہے' عرض کرتا ہے کہ احادیث مبارکہ میں سے یہ چالیس حدیثیں ہیں جو عالم خواب میں یا آپ کی روح مبارک کے مشاہدے کی حالت میں آپ سے روایت کی گئی ہیں' میں نے انہیں اس رسالے میں جمع کر دیا ہے۔ ان میں سے کچھ حدیثیں ایسی ہیں جنہیں کسی واسطے کے بغیر براہ راست ذات اقدس سے میں نے اخذ کیا ہے۔اور بعض احادیث ایسی ہیں کہ آپ کی روایت میں میرے اور آنحضور ﷺ کے درمیان دو یا تین واسطے ہیں۔ میں نے اس کا نام درالثمین فی مبشرات النبی الامین ﷺ تجویز کیا ہے۔

○

مثالی صورتیں: میں نے خواب میں سید المرسلین ﷺ کی زیارت کی کہ میں آپ کے حضور حاضر ہوں اور سامنے بیٹھا ہوں۔ آپ ٹھوڑی مبارک سینہ اقدس پر رکھے مراقبہ کی کیفیت میں ہیں' اس وقت آپ کی تین مثالی صورتیں مجھ پر ظاہر ہوئیں' پہلی مثالی صورت جسم مخروطی ہے اس میں جسم کے دونوں حصے (اوپر نیچے والے) کھلے (چوڑے) تھے' مگر نیچے والا حصہ اوپر والے کے مقابلے میں زیادہ چوڑا نظر آیا دوسری مثالی صورت جسم مطبوح کی تھی گویا جیسے کسی سخت چیز میں لکڑی گڑی ہوئی ہو تیسری مثالی صورت عود (لکڑی) کی تھی جو زمین میں گڑی ہوئی تھی اس لکڑی پر کسی ٹھوس چیز کی مانند جسم مبارک کی شبیہ تھی۔

اس کے بعد مجھ پر آشکارا ہوا کہ پہلی صورت آپ کی نسبت مبارکہ کی تمثیل ہے' یہ نسبت سفلی جسمانی مراتب اور بلند روحانی مدارج دونوں کی جامع ہے۔ دوسری صورت ان سالکین راہ کی نسبت کی تصویر ہے جن کی نسبت کے لیے صرف اسفل کے قریب قریب کشادگی ہے اور تیسری صورت میں ان مجذوبوں کی نسبت کا اظہار ہے جن کی نسبت کو اعلیٰ کے قرب میں لگاؤ ہے۔

جونہی میں نے ان تینوں صورتوں کے مفہوم اور مراد کو سمجھ لیا۔ آنحضور ﷺ نے سر اٹھا کر تبسم فرمایا اور بیعت لینے کے لیے ہاتھ بڑھائے' میں آگے بڑھا' یہاں تک کہ میرے زانو آپ کے زانوئے مبارک سے مل گئے۔ آپ نے مصافحہ فرمایا اور دوبارہ ٹھوڑی مبارک سینہ اقدس پر رکھ کر مراقبہ میں چلے گئے اور آنکھیں بند فرمالیں۔ میں نے بھی آپ کی اتباع میں اپنی ٹھوڑی سینہ پر رکھی اور آنکھیں بند کرلیں۔ اس دوران میرے دل میں وہ تمام نسبتیں ظاہر ہو گئیں جنہیں میں پہلے سمجھ چکا تھا۔

چادر مبارک: ایک دفعہ کھنبائت کے شہر میں عصر کی نماز کے بعد مراقبہ کی کیفیت میں تھا کہ آپ کی روح مبارک جلوہ گر ہوئی اور مجھے چادر اوڑھائی' اسی دم علوم شریعت کے بعض اسرار و رموز مجھ پر کھل گئے اور پھر یہ سلسلہ ہمیشہ بڑھتا رہا۔

حسنین کریمین: میں نے عالم خواب میں دیکھا کہ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ میرے غریب خانے پر تشریف لائے ہیں' حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ایسا قلم ہے جس کی زبان (نوک) ٹوٹی ہوئی ہے۔ آپ نے اپنا ہاتھ بڑھایا تاکہ قلم مجھے عطا فرمائیں اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا' یہ قلم میرے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ پھر اچانک قلم آپ نے ہاتھ ہی میں روک لیا اور فرمایا' حضرت حسین رضی اللہ عنہ اسے درست کر دیں۔ پھر جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے قلم ٹھیک کر دیا تو آپ نے مجھے دے دیا' اتنے میں ایک چادر لائی گئی' حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے چادر اٹھاتے ہوئے فرمایا یہ چادر میرے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ چنانچہ یہ چادر آپ نے مجھے اوڑھا دی' بس اسی دن سے دینی علوم کی تصنیف و تالیف کے سلسلے میں میرا سینہ کھل گیا اور اس پر اللہ کا شکر ہے۔

تو مخلوق و آدم ہنوز آب و گل: میں نے روحانی طور پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کا مفہوم پوچھا "کنت نبیا و آدم منجدل بین الماء والطین" (میں تو اس وقت بھی نبی تھا جبکہ آدم ابھی گل گارے میں تھے) تو آپ کی روح مبارک میری روح پر جلوہ گر ہوئی اور مجھے آپ کی وہ مثالی صورت دکھائی گئی' جو عالم اجسام میں آنے سے پہلے تھی۔ اس صورت کا فیضان عالم مثال میں جلوہ ریزی کر رہا تھا۔ گویا جس وقت حضرت آدم کا گل گارے سے خمیر اٹھایا جا رہا تھا اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عالم مثال میں مکمل ظہور موجود تھا اور اسی ظہور کو آپ نے اس حدیث میں "میں اس وقت نبی تھا" کے الفاظ سے تعبیر فرمایا۔ یہی وجہ ہے کہ جب آپ عالم جسمانی میں جلوہ فگن ہوئے تو آپ کے ساتھ تمام مثالی قوتیں بھی عالم جسمانی میں منتقل ہوئیں' چنانچہ بے حد و حساب علوم ظاہر ہوئے۔

ایک حدیث کی تشریح: میں نے روحانی طور پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کی تشریح کے لیے عرض کیا کہ جب کسی نے آپ سے پوچھا۔ این کان ربنا قبل ان یخلق خلقه (مخلوق کی تخلیق سے پہلے ہمارا رب کہاں تھا) تو جواباً آپ نے سائل

سے فرمایا کان فی عماء مافوقه هواء ماتحته هواو وہ ایسے نقابوں (پردوں) میں تھا کہ اس کے سوا کچھ نہ تھا' چنانچہ روح مبارک میری روح پر جلوہ گر ہوئی۔ روح مبارک ایک عظیم نور کی صورت میں تھی اور یہ اس ہیولانی بعد کی عظمت سے بھی بلند تھی جو خطوط شعاعیہ کے ملنے کے تمام مقامات کو محیط ہے۔ پھر کہا گیا کہ یہ نور ہے یعنی یہ وہی تجلی ہے جس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور بعد ہیولانی وہ عماء ہے اور خطوط شعاعیہ کے احاطہ سے مراد وہ قہر ہے جس کا اشارہ اس ارشاد الٰہی میں کیا گیا ہے وهو القاهر فوق عباده۔

شاہ ولی اللہ کا مقام: آنحضرت ﷺ نے اس فقیر کو مخاطب کرتے ہوئے ایک روحانی اشارے میں فرمایا کہ منشاء الٰہی یہ ہے کہ امت مرحومہ کے تمام ایسے عمدہ خصائل جو ترک کر دیے گئے ہیں' تمہارے اندر جمع کر دیے جائیں۔

دست بہ کار دل بہ یار: روحانی طور پر میں نے آنحضور ﷺ سے دریافت کیا کہ میرے لیے دنیوی اسباب اختیار کرنا بہتر ہے یا ان سے کنارہ کشی کرنا' آپ کی روح مبارک سے میری روح پر ایسا فیضان ہوا کہ شروع میں میرا دل اسباب دنیا اور اولاد سے سرد ہو گیا' تھوڑی دیر بعد ایسی کیفیت کا ظہور ہوا کہ اب میری طبیعت اسباب دنیا کی طرف اور میرا دل فیض حقیقی کی طرف مائل ہے۔

شیخین کی فضیلت: روحانی طور پر میں نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر فضیلت کیوں حاصل ہے' جبکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نسب کے اعتبار سے افضل' علمی لحاظ سے برتر اور شجاعت کی حیثیت سے اپنا ثانی نہیں رکھتے اور پھر تمام صوفیائے کرام کو بھی آپ ہی سے نسبت ہے۔ اس کے جواب میں آنحضور ﷺ کی طرف سے میرے دل پر فیضان ہوا' جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی دو حیثیتیں ہیں' ایک ظاہری اور دوسری باطنی' آپ کی ظاہری حیثیت کی نمائندگی حضرات شیخین نے اس طرح کی کہ لوگوں میں عدل و انصاف قائم کرنے اور شرعی امور و احکام کی

تبلیغ و ترویج میں مصروف رہے۔ گویا اس طرح یہ دونوں خلفاء آپ کے جسم مبارک کے جوارح قرار پائے' رہی آپ کی باطنی حیثیت' سو اس کا تعلق فنا و بقا کے مدارج اور آپ سے اخذ کردہ علوم سے متعلق ہے یہ بھی ایک اعتبار سے ظاہری حیثیت کے ضمن میں آجاتے ہیں۔

مسلک حقہ: میں نے روحانی طریقہ سے آنحضور ﷺ سے شیعہ مسلک کے متعلق پوچھا مجھے اشارہ کیا گیا کہ یہ مسلک جھوٹا ہے اور اس کا غلط ہونا لفظ "امام" سے ظاہر ہے۔ اس کیفیت سے واپس آیا تو میں نے دیکھا کہ واقعی ان کے ہاں "امام" ایسے شخص کو کہا جاتا ہے جو معصوم ہوتا ہے' اس کی تابعداری فرض ہے اور اس پر باطنی وحی ہوتی ہے' حالانکہ یہی نبی کی تعریف ہے' لہٰذا اس عقیدے سے ختم نبوت کا انکار لازم آتا ہے اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔

مختلف مسالک اور طریقے: میں نے آنحضرت ﷺ سے مختلف مذاہب اور طریقوں کے بارے میں پوچھا کہ آپ کے نزدیک ان میں سے کون سا مسلک یا طریقہ زیادہ پسندیدہ ہے۔ آپ کی طرف سے میرے دل پر فیضان ہوا کہ یہ مسلک اور طریقے برابر ہیں' ان میں سے کسی کو دوسرے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے۔

ظاہر کی اہمیت اور فضیلت: میں نے دیکھا ہے کہ جو علماء اور محدثین اپنے علم پر عمل کرتے ہیں۔ اور ساتھ ہی اپنے ظاہری لطائف (ظاہری شریعت اور اخلاق و اعمال) کو درست رکھتے ہیں' وہ ان صوفیاء کے مقابلے میں آنحضور ﷺ کو زیادہ پسند ہیں' جو اپنے باطنی لطائف کی درستی پر تو بہت زور دیتے ہیں' مگر ظاہری آداب اور لطائف کی زیادہ پرواہ نہیں کرتے۔

حضور ﷺ واسطہ ہیں: ایک دفعہ مجھ پر بھوک کا غلبہ ہوا' میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ اس کے لیے کوئی انتظام کر دے۔ اس دوران میں نے آنحضرت ﷺ کی روح مبارک کو دیکھا کہ وہ کھانا ہمراہ لے کر آسمان سے اتر رہی ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ نے آپ سے ارشاد فرمایا تھا کہ آپ میرے لیے کھانے کا بندوبست کر دیں' چنانچہ

آپ نے کھانا مجھے عنایت فرمایا۔ اسی طرح اسی روز پچھلے پہر یا دوسرے روز علی الصبح میری یہ ضرورت پوری ہو گئی۔

وہ دیتے ہیں سب کچھ: ایک رات مجھ پر پیاس کا غلبہ ہوا' ہمارے دوستوں میں سے ایک کو الہام ہوا کہ دودھ بھرا پیالہ مجھے تحفتہ بھجوائے۔ دودھ آیا تو میں پی کر سو گیا۔ اس وقت میں باوضو تھا' میں نے آنحضور ﷺ کی روح مبارک کی زیارت کی' آپ نے اشارتاً فرمایا کہ "یہ دودھ ہم ہی نے تمہیں بھجوایا تھا۔ تمہارے دوست کے دل میں ہماری طرف سے ہی یہ تقاضا ڈالا گیا تھا۔"

خواب میں بیعت: میرے والد گرامی نے بتایا کہ مجھے خواب میں آنحضرت ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا' میں نے آپ سے بیعت کی' اور آپ نے مجھے نفی و اثبات کا طریقہ اسی طرح تلقین فرمایا جیسے صوفیائے کرام کا معمول ہے۔ چنانچہ والد گرامی نے مجھ سے اسی طرح بیعت لی اور نفی و اثبات کے ذکر کی تلقین کی' جیسے آنحضور ﷺ ان سے بیعت لے چکے تھے اور انہیں تلقین کر چکے تھے۔

بال مبارک عطا کرنا: میرے والد گرامی نے بتایا کہ ایک دفعہ میں بیماری کی حالت میں تھا۔ مجھے آنحضور ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ آپ نے پوچھا۔ "بیٹے! تمہارا کیا حال ہے؟" یہ کہہ کر آپ نے بیماری سے شفایابی کی خوش خبری دی اور داڑھی مبارک کے دو بال عنایت فرمائے میرے والد گرامی اس وقت تندرست ہو گئے اور نیند سے بیدار ہوئے تو ان کے پاس موجود تھے' چنانچہ آپ نے ان میں سے ایک بال مبارک مجھے دیا' جو اب تک میرے پاس موجود ہے۔

پسندیدہ درود: میرے والد گرامی نے مجھے یہ درود شریف پڑھنے کا حکم دیا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ وَ بَارِکْ وَسَلِّمْ اور آپ نے فرمایا کہ ایک دفعہ میں نے خواب میں یہ درود پڑھا' تو آنحضور ﷺ نے اسے پسند فرمایا:

عالم بیداری میں آنحضور ﷺ کی تشریف آوری: میرے والد گرامی نے بتایا کہ میرے شیخ عبداللہ قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے قرآن مجید ایک ایسے

پرہیزگار قاری سے حفظ کیا' جو بیابان میں رہتے تھے۔ ایک دفعہ ہم قرآن مجید کا ورد کر رہے تھے کہ اچانک اہل عرب کی ایک جماعت آگئی۔ آگے آگے ان کا سردار تھا انہوں نے قاری (ہمارے استاذ) کی قرات سنی تو سردار نے کہا بارک اللہ تم نے قرآن مجید کی قرات کا حق ادا کیا ہے۔" یہ کہہ کر وہ لوگ چل کھڑے ہوئے۔ اتنے میں اسی شکل و شباہت کا ایک اور شخص آگیا' اس نے بتایا کہ آنحضور ﷺ نے گزشتہ رات فرمایا تھا کہ ہم فلاں جنگل میں قاری سے قرآن مجید کی قرات سننے جائیں گے' چنانچہ ہم نے سمجھ لیا کہ جو سب سے آگے آگے تھے وہ نبی اکرم ﷺ تھے۔ وہ (استاذ) کہنے لگے بلاشبہ میں نے اپنی ان ظاہری آنکھوں سے آنحضور ﷺ کی زیارت کی ہے۔

ہدیے مشترک ہوتے ہیں: میرے والد گرامی نے فرمایا کہ ابتدائے طلب میں میں نے مسلسل روزے رکھنے کا ارادہ کیا۔ پھر علماء کے اختلاف کی بنا پر کچھ تردد ہوا تو میں نے آنخضرت ﷺ کی طرف توجہ کی' خواب میں آپ کی زیارت ہوئی آپ نے مجھے ایک روٹی عنایت فرمائی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہدیہ میں سب شریک ہوتے ہیں آپ کی طرف بڑھا' تو آپ نے روٹی سے ایک ٹکڑا لے لیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہی بات دہرائی کہ ہدیہ مشترک ہوتا ہے چنانچہ میں آپ کے روبرو حاضر ہوا تو آپ نے بھی ایک ٹکڑا لے لیا۔ اتنے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہدیے سب کے لیے ہوتے ہیں' میں نے عرض کیا اگر ساری روٹی آپس میں بانٹ لی تو میرے پاس کیا بچے گا؟ یہ سن کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ رک گئے۔

مشکل میں دستگیری: میرے والد گرامی نے بتایا کہ ایک دفعہ رمضان المبارک میں مجھے سفر کا اتفاق پڑ گیا۔ راستے کی تکلیف اور روزے نے بے حال کر دیا' اس دوران جونہی آنکھ لگی' آنخضرت ﷺ نے اپنے جمال جہاں آرا سے مشرف فرمایا اور نہایت لذیذ کھانا مجھے عنایت فرمایا' جو چاول' حلوے' گھی اور خوشبو دار چیزوں پر مشتمل تھا۔ میں نے پیٹ بھر کر کھایا' پھر آپ نے ٹھنڈا پانی عطا فرمایا' میں نے سیر ہو

کر پیا' آنکھ کھلی تو بھوک تھی نہ پیاس' البتہ ہاتھ زعفران کی خوشبو سے معطر تھے۔

جمال محمدی: میرے والد گرامی نے بتایا کہ مجھے آنحضرت ﷺ کی یہ حدیث پہنچی انا املح و اخی یوسف اصبح میں ملیح ہوں جبکہ میرے بھائی یوسف علیہ السلام صبیح تھے۔ مجھے اس کے معنی و مفہوم میں پریشانی ہوئی' اس لیے کہ صباحت کے مقابلے میں ملاحت عاشقوں کے لیے زیادہ بے قراری کا باعث بنتی ہے۔ جبکہ صورت یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے قصے میں مصر کی عورتوں کا ہاتھ کاٹ لینا اور بعض لوگوں کا جمال یوسفی کی تاب نہ لاکر جاں بحق ہو جانا ایک امر واقعہ ہے' مگر ہمارے حضرت ﷺ کے بارے میں ایسی کوئی روایت موجود نہیں ہیں۔ تردد کے دوران مجھے خواب میں آنحضور ﷺ کی زیارت ہوئی' میں نے اس بارے میں پوچھا' تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے غیرت کی بنا پر میرا حقیقی جمال لوگوں سے مخفی رکھا ہے۔ اگر میرا اصلی حسن و جمال ظاہر ہو جائے تو لوگ اس سے کہیں زیادہ کر گزریں' جو انہوں نے حسن یوسفی کو دیکھ کر کیا تھا۔

حیراں ہوں آنکھیں بچھاؤں کہاں کہاں: میرے والد گرامی نے بتایا کہ میں نے خواب میں آنحضور ﷺ کی زیارت کی۔ اس دوران مجھ پر اللہ کی طرف سے عطا کردہ آپ کے بعض ایسے کمالات ظاہر ہوئے جنہیں دیکھ کر میں آپ کے سامنے سجدے میں گر گیا۔ آپ نے انگلی مبارک دانتوں میں دبائی اور مجھے سجدے سے منع فرمایا۔

میلاد کا اہتمام: میرے والد گرامی فرماتے تھے کہ میں یوم میلاد کے موقعہ پر کھانا پکوایا کرتا تھا۔ اتفاق سے ایک سال کوئی چیز میسر نہ آسکی کہ کھانا پکواؤں' صرف بھنے ہوئے چنے موجود تھے' چنانچہ یہی چنے میں نے لوگوں میں تقسیم کیے۔ خواب میں دیکھا کہ آنحضرت ﷺ تشریف فرما ہیں' یہی چنے آپ کے سامنے رکھے ہیں' اور آپ نہایت خوش اور مسرور دکھائی دے رہے ہیں۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سوال: میرے والد گرامی نے بتایا کہ ایک دفعہ میں

نے خواب میں حضرت علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ کی زیارت کی۔ میں نے آپ سے اپنی قلبی نسبت کے بارے میں پوچھا کہ کیا میری نسبت بھی اسی انداز کی ہے' جو آپ حضرت آنحضور ﷺ کی صحبت عالیہ میں حاصل فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا اپنے دل کی طرف توجہ کرو اور اپنی نسبت کا استحضار کرو' جونہی آپ نے اپنی نسبت کو بیدار کیا آپ نے فرمایا ہاں ہاں' یہی ہے۔

مقام فنافی الرسول: میرے والد گرامی نے بتایا کہ ایک دفعہ میں نے خواب میں آنحضرت ﷺ کی زیارت کی۔ آپ نے مجھ پر اپنا تصرف فرمایا تو میں تمام مقامات طے کر کے ایسے مقام پر پہنچ گیا' جس سے آگے سوائے نبی کے اور کسی کا گزر ممکن ہی نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے میری روح کو اپنی روح مبارک کے جلو میں لے لیا۔ اس پرواز میں میں نے آگ کا ایک دریا دیکھا۔ پھر مجھ پر صبر' توکل اور اس قسم کے دوسرے طے شدہ مقامات ظاہر ہونے لگے' گویا اصلی مقامات یہی تھے اور جو کچھ پہلے گزرا وہ فروعی منزلیں تھیں۔

مسجد یاقوت: میرے والد گرامی نے بتایا کہ ایک دفعہ میں نے خواب دیکھا کہ آنحضور ﷺ ایک ایسی مسجد تشریف فرما ہیں جو یاقوت کی طرف شفاف ہے' اس کا اندرونی حصہ باہر سے صاف نظر آرہا ہے۔ صحابہ کرام اور اولیائے عظام حلقہ کیے آپ کے پاس بیٹھے ہیں۔ میں دروازہ پر پہنچا تو حضرت سید عبدالقادر جیلانی اور شیخ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ دونوں میری طرف بڑھے' حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ اس پر میرا حق زیادہ ہے' اس لیے کہ اس کے آباؤ و اجداد میرے ہی طریقے سے منسلک تھے۔ حضرت شیخ بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ میرا حق اس پر زیادہ فائق ہے' اس لیے کہ اس کی تربیت اپنے نانا کے پاس ہوئی ہے اور ان کا تعلق میرے سلسلے سے تھا۔ پھر دونوں کا اس بات پر اتفاق ہو گیا کہ پہلے شیخ بہاء الدین میری تربیت کریں اس کے بعد حضرت سید عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ جو چاہیں فیض عطا فرمائیں۔ چنانچہ شیخ بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ مجھے مسجد میں لے گئے اور آنحضور ﷺ کے سامنے بٹھا دیا۔

آنحضور ﷺ نے (مراقبہ سے) جونہی چشم مبارک کھولی تو سب سے پہلے مجھ پر نظر ڈالی۔

کیا ہے جو ان پہ عیاں نہیں: میرے والد گرامی نے بتایا کہ ایک شخص جو اپنے آپ کو سید بتلاتا تھا' مجھے اس کے نسب کے بارے میں شک تھا۔ میں نے دیکھا کہ آنحضور ﷺ ایک چارپائی پر لیٹے ہوئے ہیں اور وہ شخص آپ کی چارپائی کے نیچے سو رہا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر یہ صحیح النسب نہ ہوتا تو اس مقام پر نہ ہوتا۔

تمباکو نوشی بارگاہ نبوت میں ناپسند ہے: میرے والد گرامی نے فرمایا کہ ہمارے دوستوں میں سے ایک شخص خود تمباکو نوشی (حقہ وغیرہ) نہیں کرتا تھا مگر اس نے مہمانوں کے لیے یہ انتظام کر رکھا تھا' چنانچہ اس نے آنحضور ﷺ کی زیارت کی (خواب میں یا بیداری میں اس کا صحیح علم نہیں ہے) دیکھا کہ آپ اس کی طرف تشریف لا رہے ہیں' پھر اچانک آپ نے رخ پھیرا اور واپس چل دیئے۔ اس کا بیان ہے کہ آنحضور ﷺ نے قدم مبارک تیز تیز اٹھانے شروع کیئے تو میں پیچھے دوڑا اور عرض کیا حضور! میرا قصور کیا ہے؟ فرمایا تیرے گھر میں حقہ ہے اور یہ ہمیں ناپسند ہے۔

تمباکو نوش کو بارگاہ نبوت میں اجازت نہ ملی: میرے والد گرامی نے بتایا کہ دو شخص صالحین میں سے تھے' ان میں سے ایک عابد بھی تھا اور عالم بھی' جبکہ دوسرا عالم نہ تھا مگر عابد تھا' دونوں نے ایک ہی رات ایک ہی وقت سید عالم ﷺ کی زیارت کی۔ عابد کو تو مجلس مبارک میں باریابی کی اجازت ملی مگر (عالم و عابد) کو اذن نہ ملا' عابد نے وہاں پر موجود لوگوں سے عالم کو اجازت نہ ملنے کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے بتایا کہ عالم تمباکو نوشی کرتا ہے اور تمباکو بارگاہ نبوت میں پسند نہیں ہے۔ صبح ہوئی تو یہ عابد عالم کے پاس پہنچا' دیکھا کہ رات کے واقعے کی بنا پر رو رہا ہے۔ عابد نے اسے آنحضرت ﷺ کی طرف سے اجازت نہ ملنے کا سبب بتایا' چنانچہ اس نے اسی وقت

حقہ نوشی سے توبہ کی۔ دوسری رات دونوں نے اسی صورت میں پھر زیارت کی' اب کے آنحضور ﷺ نے عالم کو بھی باریابی کی اجازت بخشی اور اپنے قرب سے نوازا۔

علی مرتضیٰؓ اولیاء اللہ اور حضور ﷺ کے درمیان واسطہ ہیں: میرے عم محترم نے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک ایسے راستے پر چل رہا ہوں جہاں کوئی اور موجود نہیں ہے۔ اچانک ایک شخص نے مجھے اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا اور فرمایا اے ست رو! میں علی ہوں' مجھے آنحضور ﷺ نے بھیجا ہے کہ تمہیں ان کی خدمت میں لے چلوں' ہم دونوں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو حضرت علی کرم اللہ وجہ نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ کے نیچے لیا اور پھر اپنا ہاتھ آنحضور ﷺ کے روبرو پیش کرتے ہوئے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ یہ ہاتھ ابوالرضا محمد کا ہے' چنانچہ آنحضور ﷺ نے بیعت لی۔ پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرمانے لگے کہ میں آنحضور ﷺ اور اولیاء اللہ (یہ) لفظ بول کر آپ نے تیری طرف (شاہ ولی اللہ کی طرف اشارہ فرمایا) کے درمیان واسطہ ہوں۔ اس کے بعد آپ نے مجھے ذکر و اذکار تلقین کیے۔

شیخ ابو الرضا کا مقام: میرے عم محترم نے بیان فرمایا کہ میں نے خواب میں آنحضور ﷺ کی زیارت کی۔ آپ برابر مجھے اپنا قرب عطا فرماتے گئے' یہاں تک کہ میں آپؐ ہی کا وجود ہو گیا (یعنی میرا وجود مٹ گیا یہ فنافی الرسول کامقام ہے)

بارگاہ نبوت میں شیخ تشاشی کا استغاثہ: مجھے شیخ ابوطاہر نے شیخ تشاشی کے حوالے سے بتایا کہ ایک دفعہ شیخ تشاشی نے اپنی کسی مشکل کے حل کی خاطر آنحضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں فریاد لکھی۔ اس استغاثے کا مضمون کچھ اس طرح تھا' یا رسول اللہ! آپ مجھ سے زیادہ قریب ہیں یا یہ (استغاثہ)؟ آپ کے اس قرب کے صدقے جو مجھے حاصل ہے میرے دور ہونے سے پہلے آپ نے میری دستگیری کی اور اسی قرب کے طفیل میری تمام دینی دنیوی مشکلیں آسان ہوئیں۔ اور کون ہے جو مجھے آپ سے زیادہ محبوب ہے؟ چھ ماہ گزرے تو سید محمد بن علوی نے آنحضرت ﷺ کی

زیارت کی آپ نے فرمایا احمد قشاشی کو ہمارا اسلام اور ہماری شفاعت کی خوشخبری پہنچا دو۔ دوسری رات انہیں پھر زیارت نصیب ہوئی تو آپ نے فرمایا احمدِ قشاشی کو ہمارا سلام پہنچادو اور کہو کہ وہ بہشت میں ہمارے ساتھ رہے گا۔

اہل نسبت کے مقامات: مجھے شیخ ابو طاہر نے شیخ احمد نخلی کے حوالے سے بتایا' شیخ احمد نخلی کا بیان ہے کہ شیخ عیسیٰ بن کنان خلوتی نے مجھے حکم دیا کہ میں مکہ مکرمہ میں ان کی جانشینی کے فرائض انجام دوں تاکہ طریقہ خلوتیہ کے بزرگ تہجد کی نماز کے بعد میرے پاس جمع ہو کر ان کے تلقین کردہ وردِ وظائف پڑھا کریں۔ صورت یہ تھی کہ میرا دلی میلانِ سلسلۂ نقشبندیہ کی طرف تھا' دوسری طرف شیخ عیسیٰ کی حکم عدولی بھی مجھ پر گراں تھی' میں بہت پریشان ہوا۔ چنانچہ میں نے استخارہ کیا اور استخارہ میں آنحضور ﷺ کی ذات گرامی کو وسیلہ بنایا' چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسی سال مجھے آنحضور ﷺ کی زیارت سے مشرف فرمایا۔ میں جونہی مدینہ منورہ پہنچا' جمعہ کے دن نماز جمعہ سے پہلے میں نے خواب میں دیکھا کہ میں آنحضور ﷺ کے روضہ مقدسہ پر آپ کے سرہانے کی طرف سے اس دروازے کے سامنے موجود ہوں' جو محراب اور قبر انور کے درمیان واقعہ ہے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ آنحضور ﷺ اور چاروں خلفاء کرام قبلہ کی طرف مسجد نبوی کے اس حصے میں تشریف فرما ہیں جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بعد میں شامل کیا تھا۔ میں تیزی سے آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے بڑھا' پہلے میں نے آپؐ کے ہاتھ چومے پھر باری باری خلفاء اربعہ کی دست بوسی کی۔ فارغ ہوا تو آنحضور ﷺ نے دائیں ہاتھ سے مجھے پکڑا اور روضہ مقدسہ کی طرف لے چلے۔ خلفاء اربعہ بھی ساتھ ساتھ تھے' میں نے دیکھا کہ قبر انور کے سرہانے' پہلی صف کے برابر ایک نیا خوبصورت مصلیٰ بچھا ہوا ہے جیسا کہ عموماً محراب مساجد میں بچھایا جاتا ہے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا یہ شیخ تاج کا مصلیٰ ہے اس پر بیٹھ جاؤ۔

حضرت شیخ تاج رحمۃ اللہ علیہ (اللہ ان کے ذریعے ہمیں دنیا و آخرت میں فائدہ مند

کرے ولی اللہ اور عارف باللہ تھے۔ آپ ۱۰۴۰ھ تک مکہ مکرمہ میں اقامت پذیر رہے، آپ نے خاصا طویل عرصہ وہاں گزارا اور بالآخر مکہ مکرمہ ہی میں واصل بحق ہوئے۔

شیخ احمد نخلی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ یوں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام مسلمانوں کے مرشد ہیں مگر یہ میرے لیے آپ کی طرف سے خصوصی مسند ہے۔ شیخ احمد نخلی نے شیخ ابو طاہر کو خرقہ پہنا کر اجازت عطا فرمائی اور شیخ ابو طاہر نے اس فقیر (شاہ ولی اللہ) کو خرقہ پہنا کر اجازت بخشی۔

اہل نظر کے آداب: مجھے شیخ ابو طاہر نے بتایا، انہوں نے کہا مجھے خبر دی شیخ احمد نخلی نے انہوں نے فرمایا مجھے خبر دی ہمارے شیخ السید السند احمد بن عبدالقادر نے انہیں بتایا شیخ جمال الدین قیروانی نے، انہیں اطلاع دی ان کے مرشد یحییٰ خطاب مالکی نے، انہوں نے کہا، ہمیں خبر دی ہمارے چچا شیخ برکات خطاب مالکی نے، انہیں خبر دی ان کے والد نے انہیں اطلاع دی ان کے والد شیخ محمد عبدالرحمٰن الخطاب نے، جو شارح ہیں "مختصر الخلیل" کے ان کا بیان ہے کہ ہم اپنے شیخ عارف باللہ عبدالمعطی التونسی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے روانہ ہوئے۔ جب ہم روضہ مقدسہ کے قریب پہنچے تو پا پیادہ ہو گئے۔ ہمارے شیخ عبدالمعطی رحمۃ اللہ علیہ چند قدم اٹھاتے، پھر رک جاتے۔ الغرض وہ اسی کیفیت میں روضہ مقدسہ پر پہنچے۔ وہاں پہنچ کر انہوں نے کچھ ایسی باتیں کہیں جو ہماری سمجھ سے بالا تھیں۔ واپس پلٹے تو ہم نے شیخ سے رک رک کر چلنے کی وجہ پوچھی، انہوں نے فرمایا، میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حاضری کی اجازت طلب کرتا تھا، اجازت ملتی تو قدم اٹھاتا، ورنہ رک جاتا، اسی طرح میں بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا۔ میں نے آپ سے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخاری نے آپ سے جو حدیثیں روایت کی ہیں وہ صحیح ہیں، فرمایا صحیح ہیں، میں نے عرض کیا، میں آپ سے وہ حدیثیں روایت کروں، فرمایا شوق سے۔ چنانچہ شیخ عبدالمعطی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ محمد خطاب کو یہ اجازت عطا فرمائی، پھر ان میں ہر ایک دوسرے کو اجازت دیتا رہا۔ چنانچہ شیخ احمد بن

عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ نخلی کو اس سند کے ساتھ روایت کرنے کی اجازت دی۔ شیخ نخلی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوطاہرؒ کو اجازت بخشی اور شیخ ابو طاہر نے مجھے اجازت عطا فرمائی۔

میں نے شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے ہاتھ سے اسی سند کے ساتھ' انہی الفاظ میں یہ حدیث لکھی ہوئی دیکھی ہے۔ البتہ اس میں اتنا اضافہ ہے کہ شیخ عبدالمصطفیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے زیارت سے فارغ ہو کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بخاری اور مسلم دونوں کتابوں کی احادیث کی صحت متعلق پوچھا' آپ نے دونوں کی تصدیق کی اور دونوں کی روایت کی اجازت عطا فرمائی۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت: مجھے شیخ ابوطاہر نے بتایا' انہیں شیخ احمد نخلی نے خبر دی' انہیں بابلی نے بتایا' انہیں سالم نے بتایا' انہوں نے نجم غیطی سے روایت کی' انہوں نے شمس محمد بن محمد بن العثمانی کی زبانی بیان کیا کہ میں نے خواب میں مکہ مکرمہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ نے سورہ نحل کا ابتدائی حصہ پڑھ کر سورہ نحل اور تمام قرآن مجید کی اجازت عطا فرمائی۔ شیخ ابو طاہر نے مجھے یہ اجازت بخشی۔

مصافحہ مبارکہ کی شان: ☆ مشابکہ کیا مجھ سے سید عمر بن بنت شیخ عبداللہ بن سالم نے' انہوں نے کہا مشابکہ کیا مجھ سے میرے دادا نے' انہوں نے کہا مجھ سے مشابکہ کیا شیخ محمد بن سلیمان نے اور انہوں نے کہا بلاشبہ جس نے مجھ سے مشابکہ کیا وہ جنت میں داخل ہوا اس لیے کہ یہ کہہ کر میرے ساتھ مشابکہ کیا میرے مرشد جزائری نے اور یہی بات کہہ کر مشابکہ کیا ان سے ابو عثمان مقری نے' اور اسی طرح مشابکہ کیا ان سے ابو سالم تازی نے' انہوں نے سید صالح زوماوی سے' انہوں نے

☆ یہ مصافحہ کی ہی قسم ہے اس میں دونوں ملنے والے محبت کی بنا پر ایک دوسرے کی انگلیاں آپس میں پھنسا لیتے ہیں اور اس طرح باتیں کرتے رہتے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ازراہ کرم کسی کو یہ شرف بخشتے ہوئے کچھ فرمایا تو یہ سنت آگے چلتی رہی اسے مشابکہ کہتے ہیں۔

عزالدین بن جماعت سے ' انہوں نے شیخ محمد شیریں سے ' انہوں نے شیخ سعد الدین زعفرانی سے ' انہوں نے اپنے والد محمود زعفرانی سے ' انہوں نے ابوبکر سواسی اور ناصرالدین علی بن ابوبکرذوالنون ملیلی سے ' ان دونوں نے محمد بن اسحق القونوی سے ' انہوں نے شیخ اکبر محی الدین ابن عربی سے ' انہوں نے شیخ احمد بن مسعود شداد المقری موصلی سے ' انہوں نے شیخ علی بن محمد الحائکی الباصری سے ' انہوں نے شیخ ابو الحسن باغوزائی سے مشابکہ کیا' شیخ ابو الحسن کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں آنحضور ﷺ کی زیارت کی۔ آپ نے اپنی انگلیاں میری انگلیوں میں ڈالتے ہوئے فرمایا اے علی! مجھ سے مشابکہ کر! جس نے مجھ سے مشابکہ کیا وہ جنت میں داخل ہوا' جس نے مجھ سے مشابکہ کرنے والے سے مشابکہ کیا' وہ جنت میں داخل ہوا اس طرح آپ نے سات تک گنا۔ اتنے میں میری آنکھ کھل گئی' میں نے دیکھا کہ میری انگلیاں آنحضور ﷺ کی انگلیوں میں تھیں۔ شیخ تازی نے فرمایا کہ جو کوئی کسی سے مشابکہ کرے' یہی کہے کہ مجھ سے مشابکہ کر جس نے مجھ سے مشابکہ کیا وہ جنت میں داخل ہوا۔

اللہ کے قریب کون ہے: ☆ مشافہہ کرایا مجھے شیخ ابوطاہر نے اپنے والد شیخ ابراہیم کردی سے انہوں نے شیخ احمد قشاشی سے اور انہوں نے اپنے مرشد بھائی شیخ احمد القلعشدی میقاتی سے' ان کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اپنے شیخ احمد شناوی کے ہمراہ آنحضور ﷺ کے حجرہ مبارکہ میں داخل ہوا' ہم نے آپ کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ میرے شیخ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ سے قریب ترین کون شخص ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا جو اپنی ذات و صفات کو اس کی ذات و صفات میں فنا کر دے۔ میں نے کہا بالکل یہی خلاصہ ہے اس حدیث قدسی کا

مشافہ بھی مشابکہ کی طرح روایت حدیث کی ایک قسم ہے اس کا مطلب ہے کہ بیان کرنے والا سننے والے کے سامنے بعینہ وہ ہیبت اور کیفیت اختیار کرے جو اس نے روایت کے وقت اپنے شیخ کی حالت دیکھی ہے۔

جس میں فرمایا گیا فاذا احببتہ بہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ (الخ) اور جب میں اپنے بندے سے محبت کرنے لگتا ہوں' تو اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔ (الحدیث)

آنحضور ﷺ سے سورہ فاتحہ پڑھنا: مشافہہ کرایا مجھے شیخ ابو طاہر نے اپنے والد سے' ان کا بیان ہے کہ میں نے قشاشی سے سورہ فاتحہ' اور سورہ بقرہ کا ابتدائی حصہ' اسی طرح پڑھا جس طرح انہوں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ سے پڑھا تھا۔

سورہ اذا زلزلت کی تعلیم بارگاہ نبوت سے: مشافہہ کرایا مجھے شیخ ابو طاہر نے اپنے والد سے' ان کا بیان ہے کہ میں نے سورہ اذا زلزلت فقیہ مصری شیخ تقی الدین عبدالباقی الحنبلی سے اسی طرح پڑھی' جس طرح انہوں نے خواب میں آنحضرت ﷺ سے پڑھی اور سنی۔

سورہ کوثر سماعا و قراءۃ: مشافہہ کرایا مجھے شیخ ابو طاہر نے اپنے والد سے' ان کا بیان ہے کہ میں سورہ کوثر کو سماعا اور قراۃ (پڑھنا اور سننا) عارف باللہ شیخ محمد بن محمد الدمشقی سے اس طرح روایت کرتا ہوں' جس طرح خواب میں انہوں نے آنحضور ﷺ سے پڑھی سنی۔

آنحضرت ﷺ کا بخاری پڑھانا: مجھے شیخ ابو طاہر نے بتایا' انہیں ان کے والد نے خبر دی' انہیں قشاشی نے بتایا' انہیں شناوی نے اطلاع دی انہیں ان کے والد نے خبر دی' انہیں شعراوی نے خبر دی' انہیں شیخ الاسلام زکریا نے بتایا' انہیں شرف الدین ابو الفتح المراغی نے خبر دی' انہیں شرف الدین اسماعیل الجبرتی الزبیدی العقیلی نے بتایا' انہیں علی بن عمر الوانی نے بتایا' انہیں شیخ محقق محمد بن علی بن عربی نے بتایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ مکہ مکرمہ میں ہوں اور آنحضور ﷺ باب الجہاد اور باب الحرورہ کے درمیان محمد بن خالد الصلافی الصدفی التلستانی کو بخاری پڑھا رہے ہیں' مجلس برخاست ہوئی تو آنحضرت ﷺ نے رکن یمانی کی طرف منہ کرتے ہوئے دعا کے لیے ہاتھ اٹھا کر فرمایا اے اللہ! ہم نے اچھی باتیں سنیں اور ہمیں آگاہی ہوئی۔ ہمیشہ ہمیں سکون و عافیت عطا کر' ہمارے دلوں کو پرہیز گاری کی دولت عطا فرما اور ہمیں ان باتوں کی توفیق دے جن پر تو راضی ہے۔

یہ مبشرات میں سے چالیس حدیثیں ہیں جنہیں ہم نے اس مختصر سے رسالے میں جمع کر دیا ہے اور یہ سب اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے ہوا ہے۔

حرف آخر : میرے والد گرامی نے بیان فرمایا کہ میں نے خواب میں حضرت زکریا علیہ السلام کی زیارت کی۔ آپ نے طریقہ نقشبندیہ کے مطابق مجھے اسم ذات کے ذکر کی تلقین کی' چنانچہ جس طرح حضرت زکریا علیہ السلام نے انہیں تلقین کی تھی میرے والد گرامی نے مجھے تلقین کی۔

میں نے خواب میں دیکھا کہ کچھ لوگ آپس میں جھگڑ رہے ہیں' نوبت گالی گلوچ تک پہنچی۔ ان کی صورت خنزیر کی شکل کے ایک جانور کی مثال نمودار ہو گئی' میں لاٹھی اٹھا کر اس کے پیچھے دوڑا تاکہ اسے مار ڈالوں اس نے مجھے دیکھ کر کہا اگر تم مجھے مارو گے تو میری برائی اور شر کی قوت مجھ سے بدرجہا بدتر جانور کی شکل میں ظاہر ہو گی۔ میں مرعوب ہو گیا اور میں نے حضرت لوط علیہ السلام سے فریاد کی۔ آپ نے کرم فرمایا مجھ سے گفتگو کی تو میرا خوف جاتا رہا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ہم لوگ (انبیاء و رسل) مخلوق کو ہمیشہ فتنہ انگیزی اور شر فساد سے روکتے آئے ہیں۔ یہ وہ چیز ہے کہ جب ایک دفعہ شروع ہو جاتی ہے تو پھر ہمیشہ کسی نہ کسی شکل و صورت میں چلتی رہتی ہے' اس پر یہ رسالہ مکمل ہوا' اول و آخر ظاہر و باطن ہر حال اللہ تعالیٰ کی تعریف اور شکر ہے۔

یہ رسالہ اللہ تعالیٰ کی امداد سے تکمیل کو پہنچا۔ درود و سلام ہوں اس کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر جو ثواب کی خوشخبری اور عذاب کی وعید لے کر آئے ہیں اور ان کے صدقے ان کی آل اور اصحاب پر جن کے ساتھ نرمی اور سہولت کا وعدہ کیا گیا ہے اور جو ارباب دانش و بینش ہیں۔

خاک راہ دردمندان طریق
فقیر سید محمد فاروق القادری
خانقاہ عالیہ قادریہ شاہ آباد شریف
گڑھی اختیار خاں۔ ضلع رحیم یار خاں

